

فیضانہ ہر گھر کے لیے ضروری کتاب

# سود کی ابتکامات

مع

# جید مسائل



مؤلف،

مولانا محمد اسد قادری عطاری

اکبر پبلشرز  
لاہور



فی زمانہ ہر گھر کے لیے ضروری کتاب

# سورۃ تہٰمہ کی تفسیر

مع  
تفسیر

مؤلف،

مولانا محمد اسد قادری عطاری

ناشر  
اکبر پبلشرز

زیندین سٹریٹ ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

﴿جملہ حقوق محفوظ ہیں﴾

..... سود کی تباہ کاریاں مع جدید مسائل	نام کتاب
..... مولانا محمد اسد قادری عطاری	مؤلف
..... 304	صفحات
..... عبدالسلام، قمر الزمان رائیل پارک لاہور	کمپوزنگ
..... نومبر 2010ء	اشاعت
..... محمد اکبر قادری	ناشر
..... 180 روپے	قیمت

ناشر  
اکبر قادری  
لاہور

## انتساب

اپنے پیر و مرشد پیر طریقت، رہبر شریعت، حامی سنت، مؤلفِ فیضانِ سنت  
عاشقِ اعلیٰ حضرت، امیر اہل سنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا

ابوالبلاال محمد الیاس عطا قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

کے نام جن کی نظرِ فیض سے کروڑوں انسانوں کی زندگیوں میں مدنی انقلاب برپا ہو گیا

اور اپنے والدین کے نام

جن کی دعاؤں اور کوششوں سے میں یہاں تک پہنچا۔

(محمد اسد قادری عطاری)



## فہرست

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۳۶	اس کی چار صورتیں	۳۳	انتساب
۳۷	آیات قرآنیہ اور ان کی تفسیر	۱۷	تقریظ
۳۷	تفسیر نعیمی میں	۱۹	تقریظ جمیل
۳۸	سود خوروں کے پیٹ بھول جائیں گے ...	۲۱	تقریظ
	سود سے انسان میں درندوں سے زیادہ	۲۳	یا الہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
۳۸	بے رحمی	۲۵	مناجات
۳۸	سود خور کی قیامت کے دن حالت	۲۶	عرض مؤلف
۳۹	سود خور ظاہر میں انسان حقیقت میں شیطان	۳۰	سود کی لغوی تعریف
	سود سے انسان کی اندرونی حقیقت بدل جاتی	۳۱	سود کی اصطلاحی تعریف
۳۹	ہے	۳۱	"فتاویٰ رضویہ" میں سود کی اصطلاحی تعریف
۴۰	سود خور کا انجام بد	۳۱	حدیث پاک
۴۰	دردناک عذاب	۳۲	فقہی مسائل میں سمجھ بوجھ حاصل کرو
۴۱	سود خور دنیا و آخرت کی برکت سے محروم	۳۲	مسائل نہ سیکھنے کی نحوست
۴۱	سود اصل مال کو بھی ہلاک کر دیتا ہے	۳۲	اسے تجارت کی اجازت نہیں
۴۲	سود خور کا انجام بالآخر فقیری	۳۳	(۱) ربا بالنسیئہ
۴۲	مسلمان سود سے مالدار نہیں ہوتا	۳۳	(۲) ربا بالفضل
۴۳	سود مؤمن کی غذا نہیں	۳۳	ائمہ کے نزدیک سود کی علت
۴۳	اللہ تعالیٰ سود کو مٹا دیتا ہے	۳۳	امام اعظم علیہ الرحمہ کا موقف
۴۳	صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا	۳۵	مثالوں کے ساتھ وضاحت

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۵۶	سود کے تہتر (73) دروازے	۴۵	کون سا صدقہ افضل
۵۶	سود خور پر آقا ؑ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لعنت	۴۵	صدقہ بڑی موت کو دفع کرتا ہے
۵۶	ہلاکت میں ڈالنے والے سات گناہ	۴۶	سود خور کو اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان جنگ
۵۷	چار آدمیوں کا جنت میں داخلہ ممنوع	۴۷	(1) دنیوی جنگ
۵۷	عذاب حلال ہو جاتا ہے	۴۷	(2) اخروی (آخرت کی) جنگ
۵۷	سود سے قحط سالی	۴۹	زمانہ جاہلیت کے سودی کاروبار کا طریقہ
۵۸	سود کا عام ہونا قیامت کی نشانی	۵۰	”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا“ (اے ایمان والو!)
۵۸	سود کا ایک درہم 33 بار زنا کرنے کی طرح	۵۱	سود سے ایمان کو نقصان
۵۸	ایسے گناہوں سے بچو جن کی بخشش نہیں	۵۲	”نیوتا“ جائز ہے
۵۹	بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے	۵۲	احادیث (مع شرح)
۵۹	کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ	۵۲	چھتیس بار زنا سے سخت بدتر
۵۹	40 دن کے عمل قبول نہیں	۵۲	سود خور مقروض کو تباہ کرتا ہے
۶۰	نیکیوں کے باوجود جہنم میں	۵۳	حدیث 2: سود کا انجام کمی ہی ہے
۶۰	حرام کھانے والے کے فرض و نفل قبول نہیں	۵۳	سود کا پیسہ اصل مال بھی لے جاتا ہے
۶۰	حج قبول نہیں	۵۳	حدیث 3: حرام سے پلا گوشت آگ کے قریب
۶۱	ہر شخص سودی	۵۳	حرام غذا کا اثر پورے جسم پر
۶۱	اکبر الکبائر گناہ	۵۳	حدیث 4: سود کھانے والے اور کھلانے والے پر لعنت کی گئی
۶۱	اب چند ان احادیث کا ذکر ہو گا جن میں	۵۴	سود خوروں کے عذاب کا تذکرہ ہے
۶۲	سود خوروں کے عذاب کا تذکرہ ہے	۵۵	مسلمان سودی قرض سے بچے
۶۲	خون کی نہر	۵۵	حدیث 5:
۶۲	سخت ترین عذاب	۵۵	سود کا گناہ ستر حصے ہے
۶۳	سود سے بھرے پیٹ	۵۵	چھتیس بار زنا سے بدتر
۶۳	حدیث پاک کی نفیس شرح	۵۵	

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۶۳	قرض واپس دینے کے بارے میں	۶۳	بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ
۷۷	احادیث	۶۳	(1) حضرت صدیق اکبر <small>رضی اللہ عنہ</small> کا تقویٰ
۷۷	(4) بہترین شخص وہ ہے جو قرض اچھی طرح ادا کرے	۶۵	(2) حضرت عمر فاروق <small>رضی اللہ عنہ</small> کا تقویٰ
۷۷	غیر مشروط نفع جائز ہے	۶۵	(3) حضرت علی <small>رضی اللہ عنہ</small> کا تقویٰ
۷۷	(5) قرض سے زیادہ دینا لینا جائز ہے خوشی کے ساتھ	۶۵	(4) حضرت عمر بن عبدالعزیز <small>رضی اللہ عنہ</small> کا تقویٰ
۷۸	یہ انعام اور کرم ہے	۶۶	(5) چالیس سال روتے رہے
۷۸	(6) قرض خواہ کا شکر یہ ادا کرنا	۶۶	(6) لاؤ کوئی ایسی مثال
۷۸	(7) بہتر شخص وہ ہے	۶۷	(7) امام اعظم <small>رضی اللہ عنہ</small> کا تقویٰ
۷۹	(8) قرض کی تین سورتیں	۶۷	(8) کالے درہموں کے بدلے سفید درہم نہ لیے
۷۹	قرض خواہ مقروض کا تحفہ قبول نہ کرے	۶۷	(9) عظیم امام کا عظیم تقویٰ
۷۹	(9) قرض خواہ کا مقروض سے تحفہ لینا	۶۸	(10) بسطام سے ہمدان چیونٹیوں کو چھوڑنے گئے
۸۰	(10) ہدیہ قبول نہ کرے	۷۱	سود خور ولی بن گیا
۸۰	قرض معاف نہیں ہوگا	۷۳	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حکایت
۸۰	(11) قرض واپس دینے یا نہ دینے کی نیت سے لینا	۷۳	تھوہر کا درخت کیا ہے؟
۸۰	نیک آدمی کا قرض ادا ہو ہی جاتا ہے	۷۳	سود خوروں کا عبرت ناک انجام
۸۱	(12) سب سے بڑا گناہ	۷۳	(1) کاروبار تباہ ہو گیا
۸۱	(13) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقروض کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار فرما دیا	۷۴	ایک حکیم کا عبرت ناک واقعہ
۸۲	اس حدیث پاک کی نفیس شرح	۷۶	قرضِ حسنہ کے فضائل و مسائل
۸۲	(14) شہید ہونے کے بعد بھی قرض معاف نہیں ہوگا	۷۶	قرضِ حسنہ کے فضائل
۸۳		۷۶	(1) قرض کا ثواب اٹھارہ گنا
		۷۶	(2) قرضِ حسنہ دینے کا اجر
		۷۶	(3) قرض کا عظیم ثواب

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۹۴	ذمت مال پر آیات قرآن	۸۳	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں سے غیبی حجاب اٹھے ہوئے تھے
۹۵	ذمت مال پر احادیث مبارکہ	۸۳	(15) مقروض اگر قرض واپس کرنے کی نیت نہ کرے تو اس کی نیکیاں
۹۵	حدیث 1: جمع کرنے والے ہلاک ہو گئے	۸۴	قرض خواہ کو دی جائیں گی
۹۵	حدیث 2: سب سے زیادہ شریروگ کون؟	۸۴	تین پیسے قرض دبانے کا وبال
۹۵	حدیث 3: مال باعث وبال بھی	۸۵	اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا طریقہ
۹۵	حدیث 4: مال و جاہ کی محبت نفاق اگاتی ہے	۸۵	(16) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ولی ہیں
۹۵	حدیث 5: جاگیر حاصل نہ کرو	۸۶	(17) مقروض کا مال مٹول کرنا ظلم ہے
۹۵	حکایات	۸۶	(18) زمین کے چوپائے اور پانی کی مچھلیاں دعا کرتی ہیں
۹۶	حکایت: حضرت علی رضی اللہ عنہ	۸۷	(19) کم قرض تجھے آزاد رکھے گا
۹۶	حکایت 2: روپے کی قدر و منزلت نہیں	۸۷	(20) قرض سے آدمی ذلیل بھی ہو جاتا ہے
۹۷	حکایت 3: جسے پیسہ عزت دیتا ہے	۸۷	(21) مقروض جنت کے دروازے پر روک دیا گیا
۹۷	حکایت 4: ابلیس نے درہم و دینار کو چوما	۸۷	مقروض کو مہلت دینے کا اجر
۹۷	حکایت 5: مال کی دو مصیبتیں	۸۸	(22) قیامت کی تکالیف سے نجات
۹۷	مال کے نقصانات	۸۸	(23) مقروض کو معاف کرنے کا اجر
۹۷	دینی نقصانات	۸۸	(24) جو آسانی کرے اس کیلئے آسانیاں
۹۷	دنیوی نقصانات	۸۹	(25) مقروض کو آسانی پر عرش کا سایہ
۹۸	مال کی حقیقت	۸۹	(26) مہلت دینے پر عظیم ثواب
۹۹	کسب حلال کی برکتیں	۹۰	(27) دعائیں قبول پریشانیاں دور
۱۰۱	قرآن کریم میں معاش کے بارے آیات	۹۰	(28) جہنم کی تپش سے محفوظ
۱۰۱	احادیث مبارکہ سے کسب حلال کی اہمیت	۹۱	ذمت مال
	حدیث 1: اللہ عز و جل پاک ہی کو دوست رکھتا ہے		
۱۰۲	حدیث 2: کسب معاش کی ترغیب		
۱۰۲	حدیث 3: حلال کمائی کی تلاش فرض ہے		



صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۰۸	فارغ رہنے کی مذمت	۱۰۲	بقدر ضرورت طلبِ معاش فرض ہے
۱۰۹	کسبِ معاش کو ترک نہ کرو	۱۰۳	ایک اہم مسئلہ
۱۱۰	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تمنا	۱۰۳	حدیث 4: کون سا کسب بہت پاکیزہ
۱۱۰	حصولِ معاش میں مختلف پیشوں کی فضیلت		حدیث 5: چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح
۱۱۱	بہشت کا دروازہ کھول دیا جائے گا	۱۰۳	حدیث 6: اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے
۱۱۱	رزق انسان کو موت کی طرح ڈھونڈتا ہے		حدیث 7: سب سے زیادہ حلال کمائی
۱۱۲	نجات کا راستہ		کون سی؟
۱۱۲	ایک بزرگ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:	۱۰۳	حدیث 8: جو مانگنے سے بچے گا اسے بچالیا جائے گا
۱۱۲	کسبِ حلال سے عبادت کی سعادت	۱۰۳	حدیث 9: کسبِ معاش بھی ایک جہاد ہے
۱۱۳	حلال کی فضیلت		حدیث 10: تندرست فارغ آدمی سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا
	کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی ہر دعا قبول ہو؟	۱۰۴	حدیث 11: حکمت کے چشمے پھوٹنے لگتے ہیں
۱۱۳	رزق میں برکت کا وظیفہ	۱۰۵	حدیث 12: حلال سے دعائیں قبول ہوتی ہیں
۱۱۵	پریشانی دور کرنے کا وظیفہ		حدیث 13: حلال کی تلاش میں تھکے ماندے شخص کی شان
۱۱۵	رزقِ حلال کمانا بہت مشکل ہے	۱۰۵	حدیث 14: روپیہ پیسہ کی اہمیت
۱۱۵	رزقِ حلال سے مریض شفاء پا جائیں		کسبِ حلال کے عقلی فوائد
۱۱۵	فساد سے بچنے کا فارمولہ	۱۰۶	انبیاء کرام علیہم السلام کے پیشے
۱۱۵	کسبِ حلال کے سلسلے میں ہم نصیحتیں		کسب جاری رکھو
۱۱۵	حرام مال کی نحوست	۱۰۶	عبادت کا فلسفہ
۱۱۷	حرام کی تعریف	۱۰۶	حدیث 1: مالِ حرام کی وجہ سے عذاب
۱۱۷	مالِ حرام کے بارے آیاتِ قرآنیہ	۱۰۷	قیامت
۱۱۸	مالِ حرام کے بارے احادیث	۱۰۸	

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۲۶	حرام میں پھنسنے کے خوف سے حلال چھوڑ دیتے.....	۱۱۸	حدیث 2: حرام لباس کی نحوست.....
۱۲۶	(12) ایک خراب لقمہ کی تباہ کاریاں.....	۱۱۹	حدیث 3: مال حرام سے کوئی نیکی قبول نہیں.....
۱۲۶	(13) راہ پر نار ہے.....	۱۱۹	حدیث 4: حرام ترک کر دو.....
۱۲۷	(14) حرام کو چھوڑنے کا اجر.....	۱۱۹	حدیث 5: حرام بے تکا آتا ہے.....
۱۳۰	دعا کی قبولیت کا نسخہ.....	۱۱۹	حدیث 6: مال حرام کھانے سے دعا قبول نہیں ہوتی.....
۱۳۰	پرہیزگاری کی اہمیت.....	۱۲۰	حدیث 7: اپنا محاسبہ کر لو.....
۱۳۱	حرام خورق توفیق عبادت سے محروم.....	۱۲۰	حدیث 8: حرام و حلال کی پرواہ ختم.....
۱۳۱	امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:.....	۱۲۰	حدیث 9: حرام خورجنت سے محروم.....
۱۳۲	ایک لقمے کا اثر.....	۱۲۰	حدیث 10: مال حرام کا وبال.....
۱۳۲	حرام کا وبال.....	۱۲۱	حدیث 11: عمل خیر سے محرومی.....
۱۳۳	مال حرام کی دنیا و آخرت میں نحوست.....	۱۲۱	حدیث 12: لقمہ حرام کی سزا.....
۱۳۷	تجارت کے فضائل و مسائل.....	۱۲۲	حرام کے بارے اقوال بزرگان دین.....
۱۳۸	I Love Islam.....	۱۲۲	(1) افضل عبادت.....
۱۳۸	تجارت کے بارے میں آیات قرآنیہ.....	۱۲۲	(2) کمان کی طرح جھک جاؤ.....
۱۳۹	احادیث.....	۱۲۲	(3) حرام سے احتیاط چاہیے.....
۱۳۹	تاجر کے لیے خوشخبریاں.....	۱۲۲	(4) حرام سے بچنے سے عظیم رتبہ.....
۱۳۹	تاجر کی شان.....	۱۲۲	(5) نیک کام میں مال حرام خرچ کرنا کیسا.....
۱۳۹	تجارت اعلیٰ پیشہ.....	۱۲۳	(6) مشتبه مال کی نحوست.....
۱۴۰	سب سے پاکیزہ کمائی.....	۱۲۳	(7) دل چمڑے کی طرح ہو جاتا ہے.....
۱۴۰	رزق کے دس حصے.....	۱۲۳	(8) سارا جسم نافرمان.....
۱۴۱	بہترین اور سچا تاجر.....	۱۲۳	(9) قبولیت دعا میں آڑ.....
۱۴۱	جنت اور دوزخ میں اگر کاروبار ہوتا.....	۱۲۳	(10) ایک کھجور نے چالیس روز کی عبادت بے لذت کر دی.....
۱۴۱	کپڑے کا کاروبار.....	۱۲۵	

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۵۰	(3) عابد افضل یا امین تاجر	۱۴۲	بیع میں نرمی کرنے والے کے لیے اجر
۱۵۰	(4) محنت میں عظمت	۱۴۲	مقبول بندہ
۱۵۰	(5) سارا مال صدقہ کر دیا	۱۴۲	تاجروں کی رہنمائی
۱۵۱	ہو سکے تو غریبوں سے مہنگے دام خریدیں	۱۴۳	تاجروں کی مذمت میں احادیث
۱۵۱	بھاؤ کم کرانا حسنین رضی اللہ عنہما کی سنت ہے	۱۴۳	حدیث 1:
۱۵۲	بازار بدترین جگہ	۱۴۳	حدیث 2: تجارت بدکار ہیں
۱۵۲	شیطان کا بیٹا بازاروں میں	۱۴۳	حدیث 3: تاجروں کی مذمت
۱۵۲	پچاس ہزار صحیفے	۱۴۴	تاجر کے لیے علم سیکھنا فرض ہے
۱۵۲	احترام مسلم	۱۴۴	تاجر کی تین خصلتیں
۱۵۲	کھوٹا سکھ	۱۴۵	تاجروں کے لیے ہدایات
۱۵۵	ذخیرہ اندوزی کیا ہے؟ اور اس پر وعیدیں	۱۴۵	دس (10) بہترین تجارتیں
۱۵۵	ذخیرہ اندوزی کی تعریف	۱۴۶	تجارت کے اصول
۱۵۵	ایک اور تعریف	۱۴۶	(1) خوش خلقی
۱۵۵	ذخیرہ اندوزی کے حرام ہونے کی وجہ	۱۴۶	(2) دیانتداری
۱۵۶	ذخیرہ اندوزی مطلقاً منع نہیں	۱۴۷	(3) محنت
۱۵۶	غلہ روکنے پر احادیث	۱۴۷	(4) اہم بات
۱۵۶	حدیث 1:	۱۴۷	ایک سخت غلطی
۱۵۷	ذخیرہ اندوزی کب منع؟	۱۴۸	(1) مسلم دکانداروں کی بد خلقی
۱۵۷	حدیث 2:	۱۴۸	(2) جلد بازی یا ناواقف تاجر
۱۵۷	ذخیرہ اندوزی کی مذمت	۱۴۸	(3) نفع بازی
۱۵۸	حدیث 3: ذخیرہ اندوز سے اللہ بیزار	۱۴۸	(4) بے جا خرچ
۱۵۸	چالیس دن کی حکمت	۱۴۹	تاجروں کی حکایات
۱۵۹	حدیث 4:	۱۴۹	سارا دن ڈھونڈتے رہے
۱۵۹	حدیث 5: ذخیرہ اندوز نا فرمان	۱۵۰	(2) تاجروں کو نصیحت



صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۶۸	ملاوٹ کرنے کا نقصان	۱۵۹	حدیث 6: چالیس برس کے اعمال برباد ...
۱۶۹	عیب دار چیز بیچنا	۱۵۹	حدیث 7: ذخیرہ اندوز کی شامت
۱۶۹	ناراضگی و لعنت	۱۶۰	حدیث 8: بھاؤ کا تقرر
۱۶۹	مکر و فریب اور دھوکہ	۱۶۰	حدیث 9: سب سے بڑا ذخیرہ اندوز کون؟
۱۷۰	دھوکے باز جنت میں داخل نہ ہوگا	۱۶۰	حدیث 10: ذخیرہ اندوز کیلئے وعید شدید
۱۷۰	مکر کرنا فاسقوں کا کام	۱۶۰	عبرت ناک حکایت
۱۷۰	ناپ تول میں کمی کرنا	۱۶۲	ذخیرہ اندوزی کی جائز اور ناجائز صورت
۱۷۱	شان نزول	۱۶۲	دل تاریک ہو جاتا ہے
	حدیث 1: ناپ تول میں کمی رزق میں کمی کا باعث	۱۶۲	غلہ کو نذر آتش کرنے کا حکم
۱۷۱		۱۶۲	عظیم لوگوں کا عظیم تقویٰ
۱۷۲	ناپ تول میں کمی کی نحوست	۱۶۳	نیک نیتی کا صلہ
۱۷۲	ناپ تول کرتے وقت کچھ زیادہ تولیں	۱۶۳	احساس مسلم
۱۷۲	کم تولنے والوں کی مذمت	۱۶۳	چوری کا مال خریدنے کا گناہ
۱۷۳	آگ کے دو پہاڑ	۱۶۳	چوری کے گناہ میں شامل
۱۷۳	کم تولنے کے بارے میں حکایت	۱۶۳	چور پر لعنت
۱۷۴	ترازو کے غبار کے سبب گرفت	۱۶۴	ہاتھ کاٹ دیا گیا
۱۷۴	قسم کھانے سے برکت اٹھ جاتی ہے	۱۶۵	ضروری بات
	حدیث 1: مال بک جاتا ہے برکت چلی جاتی ہے	۱۶۵	چوری کا مال خریدنا کیسا؟
۱۷۴			اگر معلوم ہو گیا کہ جو مال میں نے خریدا وہ
۱۷۵	حدیث 2: دنیا کے بدلے آخرت بیچ دی	۱۶۵	چوری کا ہے
۱۷۵	حدیث 3: قسم کھانا بے فائدہ	۱۶۵	ملاوٹ کا وبال
۱۷۵	جھوٹی قسم کی سزا	۱۶۶	اے ملاوٹ کرنے والے غور کر!
۱۷۵	عظمت خداوندی سے ناواقف	۱۶۷	ملاوٹ کرنے والے کی مذمت
۱۷۶	جواہ حرام ہے	۱۶۷	ملاوٹ والی چیز کی ملاوٹ بتا کر بیچنا

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۸۶	ضروری نوٹ	۱۷۷	حدیث 1:
	اگر مرہون شے مرتہن کے پاس ہلاک	۱۷۷	حدیث 2:
۱۸۷	ہو جائے	۱۷۷	مسائل و فوائد
۱۸۸	باغات کے پھولوں کی خرید و فروخت	۱۷۸	رشوت
	باغ میں اگر بعض درختوں کے پھول قابل	۱۷۸	رشوت کی تعریف
۱۸۸	اشفاق ہو جائیں تو اس کی بیع	۱۷۹	مسئلہ
۱۸۹	گندم کی تیار فصل خریدنا کیسا؟	۱۷۹	اہم مسئلہ
	گندم کے ڈھیر کو اندازے سے خریدنا یا بیچنا	۱۸۰	بٹائی پر جانور دینا
۱۸۹	کیسا؟	۱۸۰	بٹائی پر جانور دینے کا طریقہ
۱۹۰	گندم کو آٹے کے بدلے بیچنا	۱۸۰	بٹائی پر جانور دینا ناجائز ہے
۱۹۰	گندم کو بچو اور چنا سے بیچنا کیسا؟	۱۸۰	بٹائی پر جانور دینے کی جائز صورت
۱۹۰	چکی والے کا پینے کے بعد کچھ آٹا نکالنا کیسا؟	۱۸۱	مرغی کو بٹائی پر دینا
۱۹۱	آم کی فصل بورا آتے ہی بیچنا کیسا؟	۱۸۱	کھیت کو بٹائی پر دینے کی جائز صورت
	آڑھت دار سے اپنے مال کی پیشگی قیمت لینا	۱۸۲	کھیت کو بٹائی پر دینے کی ناجائز صورت
۱۹۱	کیسا؟	۱۸۲	کپاس اور کھیت کی بالیں چننے کا مسئلہ
۱۹۱	اہم مسائل: مختلف پیشوں میں ناجائز طریقے	۱۸۳	زمین پر درخت لگا کر نصف نصف کرنا کیسا؟
۱۹۲	ان پیشوں میں جائز طریقہ	۱۸۳	بھینس کا دودھ نصف نصف کرنا کیسا؟
۱۹۳	کسی دوسرے کی چیز گم کر دی تو	۱۸۳	جفتی کی قیمت
۱۹۳	سودا نہ ہونے کی صورت میں بیعہ کی رقم کا حکم	۱۸۴	گروی کے مسائل
	بیعہ واپس نہ کرنا ظلم اور واپس کرنے پر عظیم	۱۸۴	گروی رکھنے کا مقصد
۱۹۳	انعام	۱۸۵	کرایہ پر کھیت لینا
۱۹۴	بیعہ پر بیعہ لینا کیسا؟	۱۸۵	گروی رکھنا جائز لیکن اس سے نفع حرام
۱۹۴	تجارت میں منافع کی حد		رہن میں رکھے ہوئے مکان سے نفع اٹھانے
۱۹۵	دو چار گنا نفع لینا	۱۸۶	کی جائز صورت

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۰۹	کیبل کا کنکشن بغیر پیسوں کے	۱۹۵	کسی کمپنی کے سامان کی نقل اتار کر بیچنا کیسا؟
	ملازم کا مالک کی اجازت کے بغیر دکان سے	۱۹۶	دوسروں کی مصنوعات پر اپنا لیبل لگانا
۲۱۰	کچھ لینا	۱۹۷	رجسٹریشن کی خرید و فروخت
۲۱۰	کسی کی زمین میں جانور چرانا کیسا؟	۱۹۸	حق تصنیف کی بیع و شراء
۲۱۱	اچھی چیز کے ساتھ خراب چیز ملا کر بیچنا		کسی دوسرے کی لکھی ہوئی کتاب بغیر اجازت
۲۱۱	جعلی ادویات کا بیچنا	۱۹۸	چھاپنا
۲۱۳	سینما کی کمائی کا حکم	۱۹۹	لائسنس کی خرید و فروخت کرنا کیسا؟
۲۱۳	جسم پر انٹ سیاہی سے نام کندہ کروانا	۱۹۹	عجیب دنیا کے عجیب رنگ
۲۱۴	لوگوں کی دیواروں پر اشتہار لگانا	۲۰۰	نقصان دہ چیزوں کا بنانا اور بیچنا
۲۱۴	اسمگلنگ (Smugling) کرنا جائز ہے	۲۰۱	کپڑے کے تاجر کی غلط بیانی
۲۱۵	دو ملکوں کی کرنسی کا تبادلہ کرنا کیسا؟	۲۰۱	گوشت میں پانی ملانا کیسا؟
۲۱۵	نوٹ کو کمی بیشی کے ساتھ بیچنا	۲۰۳	جعلی ڈگری
	مکان کی مختلف منزلیں مختلف خریداروں کے	۲۰۳	بغیر کرایہ کے ٹرین یا بس میں سفر کرنا
۲۱۶	ہاتھ بیچنا	۲۰۴	ٹرین میں بھی طے شدہ سواریاں ہی بٹھائیے
۲۱۶	سنو کر وغیرہ گیمز کا حکم	۲۰۴	سکول و کالج کا غلط نظام
۲۱۷	جو چیز اپنے پاس نہ ہو اسے بیچنا		کوئی چیز بیچنے کے بعد اس میں سے کچھ نکال
۲۱۸	بیع قبل القبض کی ممانعت کی حکمت	۲۰۵	لینا کیسا؟
۲۱۹	معدوم پھلوں کی بیع کرنا کیسا؟	۲۰۶	ایک چیز دکھا کر دوسری چیز دینا
۲۱۹	معدوم مکان کی بیع کرنا		کسی ملک میں سیر کی نیت سے جا کر بھاگ
۲۱۹	جو چیز زمین کے اندر ہو اسے بیچنا	۲۰۷	جانا
۲۲۰	بغیر نکلے دودھ کو بیچنا کیسا؟	۲۰۷	درزی کی غلطی
۲۲۰	تالاب یا دریا میں مچھلیوں کی بیع کرنا	۲۰۸	داڑھی موٹھنے کی اجرت حرام
۲۲۰	بیع باطل کیا ہے؟		بجلی کا غلط کنکشن (Connection) لگانا
	غیر منقولہ کی بیع قبضہ کرنے سے پہلے کرنا	۲۰۹	کیسا؟



صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۲۱	کمپنی کی اجازت کے بغیر اور ٹائم کا معاوضہ لینا	۲۲۱	کیسا؟
۲۲۲	ملازم کا دفتر وغیرہ سے بلا اجازت ٹیلیفون کرنا	۲۲۱	آرڈر پر مال تیار کروانا کیسا؟
۲۲۲	چھٹیوں کی تنخواہ لینا کیسا؟	۲۲۲	کسی کی بیع پر بیع کرنا کیسا؟
۲۲۳	اصل ڈیوٹی چھوڑ کر دوسری ڈیوٹی کرنا کیسا؟	۲۲۲	نرخ پر نرخ بڑھانا حرام ہے
۲۲۳	عورت کا ملازمت کرنا کیسا؟	۲۲۳	نجش (جوش دلانا) کی ممانعت
۲۲۳	ملازمین کے لیے 21 مدنی پھول	۲۲۳	نجش کی وضاحت
۲۲۴	سود سے متعلق چند مسائل	۲۲۳	نیلام کا جواز
۲۲۴	سود کو حلال جاننا کفر ہے	۲۲۴	فروخت میں استثناء ناجائز ہے
۲۲۴	سود خور کی سب نیکیاں برباد	۲۲۴	ادھار کی بیع ادھار سے منع ہے
۲۲۴	سود خور کے ہاں کھانا پینا کیسا؟	۲۲۵	ایک بیع میں دو فروختیں منع ہیں
۲۲۴	مسئلہ: قرض پر بغیر مطالبہ اضافہ	۲۲۵	ادھار اور فروخت اور فروخت میں دو شرطیں
۲۲۴	سود کو اپنا حق بتانا	۲۲۶	نا جائز
۲۲۴	علانیہ سود خور سے میل جول رکھنا کیسا؟	۲۲۷	اجرت دینے میں تاخیر کرنا
۲۲۴	سود کھانے والے کی امامت ناجائز	۲۲۷	مشترکہ کاروبار میں ایک شریک کا دوسرے سے
۲۲۴	سودی رقم مسجد پر لگانا کیسا؟	۲۲۷	خیانت کرنا
۲۲۴	باہمی رضامندی سے بھی سود حرام رہے گا	۲۲۸	ٹیکس وصول کرنا
۲۲۴	سود کا نام بدل کر آڑھت رکھنا	۲۲۹	ٹیکس لینے والا جنت سے محروم
۲۲۴	سود سے توبہ اور سود کے مال کو واپس کیسے کریں؟	۲۲۹	حدیث پاک کا مفہوم
۲۲۵	مال حرام پر نیت ثواب کفر ہے	۲۳۰	ٹیکس لینے والے کی دعا قبول نہیں
۲۲۵	اگر سود خور کے پاس توبہ کے بعد پیسے موجود نہ ہوں تو	۲۳۰	ٹیکس انسپکٹر کا حال
۲۲۶	اگر کوئی سود لیتا رہا پھر مر گیا	۲۳۱	کمیشن لینا کیسا؟
		۲۳۱	ملازمت کا بیان
		۲۳۱	ملازم کی ذمہ داری
		۲۳۱	ملازمت میں داڑھی نہ رکھنے کی شرط

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۵۴	بینک سے زکوٰۃ کی کٹوتی کا حکم	۲۴۸	کیا سودی رقم پر زکوٰۃ ہوگی؟
۲۵۵	سود کے دینی و دنیاوی نقصانات	۲۴۸	سودی آمدنی پر زکوٰۃ نہیں
۲۵۸	سود کے بارے سوال و جواب	۲۴۹	مال حرام پر زکوٰۃ
۲۶۳	سود سے بچنے کا حیلہ	۲۴۹	رہن (گروی) رکھے گئے زیور کی زکوٰۃ
۲۶۳	ضروری نوٹ	۲۴۹	مال تجارت کی زکوٰۃ
۲۶۳	حیلہ نمبر 1	۲۵۰	مال تجارت کے نفع پر زکوٰۃ
۲۶۴	حیلہ نمبر 2	۲۵۰	مال تجارت کی زکوٰۃ کا حساب
۲۶۴	حیلہ نمبر 3	۲۵۰	ادھار میں لیا ہوا مال
۲۶۵	بینک کے نفع کے بارے مسائل	۲۵۰	ایڈوانس پر زکوٰۃ
۲۶۵	(1) بینک کا نفع سود حرام ہے	۲۵۰	بیعہ میں دی گئی رقم پر زکوٰۃ
۲۶۶	کس بینک سے نفع لینا جائز ہے؟	۲۵۱	امانت میں دی گئی رقم پر زکوٰۃ
۲۶۷	سیونگ سرٹیفکیٹ کی شرعی حیثیت	۲۵۱	انشورنس کی رقم پر زکوٰۃ
۲۶۸	ہاؤنس فنانس کی ناجائز صورت	۲۵۱	پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ
۲۶۸	ہاؤنس فنانس کی جائز صورت	۲۵۱	بینک میں جمع کروائی گئی رقم پر زکوٰۃ
۲۶۹	حکومت کی چند اسکیمیں اور ان کا شرعی حکم	۲۵۲	کمیشن کی رقم پر زکوٰۃ
۲۷۰	بینک کا (P.L.S.) اکاؤنٹ	۲۵۲	کرائے پر دیئے گئے مکان پر زکوٰۃ
۲۷۰	بینک میں نوکری (Job) کرنا کیسا؟		کرائے پر چلنے والی گاڑیوں اور بسوں پر
	بینک کی نوکری (Job) کے بارے "دارالافتاء	۲۵۲	زکوٰۃ
۲۷۱	اہل سنت" کا فتویٰ	۲۵۲	گھریلو سامان پر زکوٰۃ
۲۷۱	صنعتی اور زرعی قرضے لینا	۲۵۳	دکان کی زکوٰۃ
۲۷۲	کریڈٹ کارڈ کے بارے میں	۲۵۳	سونے چاندی کا نصاب
	دیبٹ کارڈ (Debit Card) کا استعمال	۲۵۳	کتنی زکوٰۃ دینا ہوگی؟
۲۷۲	کرنا کیسا؟		زکوٰۃ سے بچنے کے لیے بینک میں خود کو شیعہ
۲۷۳	بینک کے سود کے مجوزین کے دلائل	۲۵۳	لکھوانا

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۸۴	بیمہ پالیسی کے حرام ہونے کی وضاحت	۲۷۴	سرمایہ داروں سے سود لینا بھی حرام ہے ..
۲۸۵	بیمہ پر جواز کے فتوے غلط ہیں	۲۷۴	سود کو حلال کہنا کفار کا شیوہ
۲۸۷	بیمہ پالیسی کو جائز کہنے کی مذموم کوشش	۲۷۵	ایک غلط فہمی کا ازالہ
۲۸۹	قسطوں پر اشیاء کا لین دین کرنا کیسا؟	۲۷۶	اے مسلمان! تو سوچ کہ کہاں جا رہا ہے!
۲۹۰	قسطوں کی ناجائز صورت	۲۷۷	حکومت کی ہٹ دھرمی
۲۹۱	قسطوں میں ناجائز شرائط	۲۷۷	بولی والی کمیٹی کی صورت اور اس کا شرعی حکم
۲۹۲	بینک سے قسطوں پر گاڑی لینا	۲۷۷	بولی والی کمیٹی کی صورت
۲۹۲	سودی تعلیم دینا کیسا؟	۲۷۸	اس کا شرعی حکم
۲۹۳	چالان سٹم	۲۷۸	پرائز بانڈ کا انعام
۲۹۳	گپڑی کی شرعی حیثیت	۲۷۹	پرائز بانڈ نفع کے ساتھ بیچنا اور خریدنا کیسا؟
۲۹۴	ایڈوانس لینے کا حکم	۲۸۰	انعامی بانڈز کی پرچیوں کا کاروبار کرنا کیسا؟
۲۹۴	پیشگی (Advance) کرایہ یا فیس لینا	۲۸۰	انعامی کوپن سے انعام
	سودی کاروبار کرنے والی کمپنیوں سے	۲۸۰	لاٹری کا حکم
۲۹۴	شراکت	۲۸۱	لکی کمیٹی کا بیان اور اس کا حکم
۲۹۵	شیرز کی خرید و فروخت کرنا کیسا؟	۲۸۱	اس کمیٹی کا شرعی حکم
۲۹۸	کتابیات	۲۸۱	موثر سائیکل کمیٹی اور اس کا حکم
		۲۸۲	اس کمیٹی کا شرعی حکم
			پراویڈنٹ (جی۔ پی فنڈ) فنڈ پر لگنے والے
		۲۸۲	سود کا حکم
		۲۸۳	پنشن لینا کیسا؟
		۲۸۳	پنشن کو خریدنے اور بیچنے کا طریقہ کیسا؟
		۲۸۳	انشورنس بیمہ پالیسی کی صورتیں
		۲۸۳	اور اس کے حرام ہونے کی تصریح
		۲۸۳	(۱) بیمہ کی صورتیں



## تقریظ

فاضلِ نوجوان حضرت مولانا تصدق حسین العطاری المدنی

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ عزوجل! اللہ تبارک وتعالیٰ کا کروڑہا کروڑ احسان کہ اس نے ہمیں انسان بنایا، انسان ہونے کے ساتھ ساتھ احسان در احسان یہ فرمایا کہ ہمیں اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام بنایا اور انسان کو طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا، ان نعمتوں میں ایک نعمت مال ہے، اب انسان اس مال کے ذریعے تجارت کرتا ہے، تجارت کرنے کے بھی دو طریقے تھے ہیں:

(1) جائز (2) ناجائز

یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے، اس میں فاضلِ نوجوان نے ناجائز طریقے سے تجارت کرنے کی حرمت قرآن و حدیث اور فقہ کی کتب کی روشنی میں ثابت کی ہے۔

الحمد للہ! میں نے اس کتاب کو تمام قسم کی غلطیوں سے منزہ و مبرا پایا ہے، یہ کتاب خصوصاً تجارت کرنے والوں کے لیے بہت مفید ہے اور اس کتاب کو قرآن و حدیث، فقہ اور بزرگانِ دین کے واقعات کی روشنی میں اتنا سہل انداز میں لکھا گیا ہے کہ ہر

خاص و عام اس کو پڑھ کر اس سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ  
فاضل نوجوان کی اس کاوش کو قبولیت کا درجہ عطا فرمائے اور کل قیامت میں اس کے  
لیے ذریعہ نجات بنائے! آمین!

محمد تصدیق حسین العطارى المدنى

(مدرس جامعۃ المدینہ، شیخوپورہ)



## تقریظ جمیل

استاذ العلماء مناظر اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد جمیل رضوی مدظلہ العالی  
خلیفہ مجاز بریلی شریف، مہتمم جامعہ بریلی شریف (شیخوپورہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله

وعلى الك واصحابك يا سيدى يا حبيب الله

اوامر خداوندی کی تعمیل وسیلہ الی الجنۃ ہے۔

نواہی سے اجتناب بعد من النار ہے۔

زنا، جوا، شراب نوشی، بدعات، سود خوری، رشوت خوری، حقوق والدین، سلب  
حقوق، جھوٹ، ظلم و ستم، بدعنوانی، بد کرداری، دھوکہ دہی، کم تولنا، کم ناپنا، بے نماز ہونا،  
بے روزہ ہونا، زکوٰۃ نہ دینا، ملاوٹ کرنا وغیرہ معاشرہ میں فساد مہلکات ہیں۔

اسلامی انقلاب و نفاذ اسلام میں بڑی رکاوٹ ہیں۔ ناجائز طریقے سے مال کمانا  
بہت بڑا جرم ہے۔ دو مجرموں کو باری تعالیٰ کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ سود خور اور  
دشمن اولیاء اللہ۔

سود کی لعنت عام ہے۔ ہر کوئی مال بڑھانے کی فکر میں ہے۔ الا ماشاء اللہ  
حلال و حرام کا امتیاز بہت مشکل ہو چکا ہے۔ مگر جس کی رہنمائی خالق و مالک جل  
شانہ فرمائے۔

شاہی و ملکی نظام کا زیادہ انحصار سود کی لعنت پر ہے، مگر بے راہ لوگ سود کو ترقی سمجھ رہے ہیں۔ یہ بھول ہے۔

جس کو خدا تعالیٰ اعلانِ جنگ کہے، اس کو ترقی کیسے مل سکتی ہے۔ سود خور آ خر کار کنگال و ذلیل و خوار ہوگا۔

دینی شعور و احساس کی کمی کی وجہ سے لوگ سود کی لعنت میں مبتلا ہیں۔

مولانا محمد اسد قادری صاحب نے حسین کاوش کی ہے۔ سود کو سمجھنے کے لئے آسان تعریفات و امثلہ بیان کی گئی ہیں۔ غور و خوض کرنے سے مسائل کا سمجھنا سہل ہوگا۔

کون سی اشیاء سود ہیں، تفہیم مسائل سے آسانی پیدا ہوتی ہے۔

مولانا موصوف نے اصلاحِ احوال کے لئے محبتِ شاقہ سے آسانی پیدا کی ہے۔

خوفِ خدا رکھنے والوں کو یہ تحریر مفید ہوگی۔ ہم دعا گو ہیں مالک و مولیٰ جل شانہ موصوف کو جزاء جزیل عطا فرمائے۔

خواص و عوام میں منظور و مقبول بنائے۔ آمین ثم آمین

مفتی محمد جمیل رضوی

صدر و مہتمم جامعہ بریلی شریف (شیخوپورہ)

0300-4467382

## تقریظ

استاذی المکرم فاضل جلیل حضرت مولانا محمد عرفان قادری رضوی مدظلہ العالی

مدرس جامعۃ المدینہ

الحمد لولیه والصلوة والسلام علی نبیہ

وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین ۔

بقدر حاجت علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

”طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ“۔ (مشکوٰۃ ص ۳۴)

جن انسان بالغ ہو گیا ہے تو اس پر نماز، روزہ کے احکام سیکھنا ضروری ہے جو صاحب نصاب ہو چکا اس پر حج و زکوٰۃ کے احکام سیکھنا ضروری ہے ایسے ہی جو آدمی تجارت کرتا ہے تو اس پر تجارت کے احکام سیکھنا ضروری ہے بد قسمتی سے آج تجارت کے اندر سود کا رواج بہت زیادہ ہو چکا ہے لہذا تجارت پر سود کے متعلق آگاہی بہت ضروری ہو چکی ہے۔

شاگردِ رشید فاضل نو جوان مولانا محمد اسد جاوید قاری عطاری نے سود کے متعلق بہت اہم کتاب تحریر فرمائی ہے۔ فقیر نے اس کتاب کا چند مقامات سے مطالعہ کیا ہے الحمد للہ! انہوں نے اس کتاب میں قرآن و احادیث کی روشنی میں مسائل کو ذکر کیا ہے اور ساتھ ہی بزرگوں کی حکایات کو ذکر کیا اور جو اہم بات مجھے نظر آئی وہ یہ کہ انہوں نے جدید مسائل کو بھی ذکر کیا جن سے ہمارے عوام بالکل



ناواقف ہیں۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ مولیٰ کریم ان کی کاوش کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو ان کے لیے ذریعہ مغفرت بنائے۔ آمین! بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ  
وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیم!

ابوالحسن محمد عرفان قادری عطاری  
جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ

## یا الہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو

یا الہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو  
 جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو  
 یا الہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو  
 شادیء دیدارِ حسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو  
 یا الہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات  
 اُن کے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو  
 یا الہی جب پڑے محشر میں شور دارو گیر  
 امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو  
 یا الہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے  
 صاحبِ کوثر شہِ جو دو عطا کا ساتھ ہو  
 یا الہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر  
 سید بے سایہ کے ظلِ لوا کا ساتھ ہو  
 یا الہی گرمیء محشر سے جب بھڑکیں بدن  
 دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو  
 یا الہی نامہء اعمال جب کھلنے لگیں  
 عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو  
 یا الہی جب ہمیں آنکھیں حسابِ جرم میں  
 ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یا الہی جب حساب خندہ بیجا زلّائے  
چشم گریان شفیع مرتجی کا ساتھ ہو

یا الہی رنگ لائیں جب مری بیباکیاں  
اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الہی جب چلوں تاریک راہ پل صراط  
آفتاب ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یا الہی جب سر شمشیر پر چلنا پڑے  
رَبِّ سَلِّمْ کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یا الہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں  
قدسیوں کے لب سے آمیس ربّنا کا ساتھ ہو

یا الہی جب رضا خوابِ گراں سے سر اٹھائے  
دولت بیدارِ عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

(آمین)

(امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ)

## مناجات

عصیاں سے کنارہ کب ہو گا ہمارا  
منجدہار میں ہوں دے اپنا سہارا  
دیکھ کر گناہوں کو آنکھ بہتی نہیں میری  
دل سخت ہوا کیا بنے گا ہمارا

تم لذتِ عصیاں سے پیچھا چھڑا دو  
دل روشن کرو یہ گندا ہمارا  
منزل مری نہیں دور گر تم پہنچا دو  
بن اس کے نہیں ہے کوئی گزارا

جائے تو کہاں جائے یہ منگتا تمہارا  
جھولی کو اس کی بھر دو آقا خدارا

جو آیا ترے در پر نہیں لوٹا کبھی خالی  
تیرے منگتوں میں کھڑا ہے یہ بھی بے چارا  
وہ دن بھی دکھا بہر رضا مجھ کو  
علم سے بھرا ہو یہ دامن ہمارا

صدقہ شہزادوں کا مجھے طیبہ بلاؤ  
گلیوں میں پھروں تیری کروں ان کا نظارا

ایمان کی لذت سے مرے دل کو جلا دے

نزع میں بھی سلامت رہے ایمان ہمارا

تیرے در کا سوا ہے تیرا بندہ اشیر بھی

عقبی میں ملے اس کو سایہ تمہارا

(آمین)

(محمد اسد اشیر قادری)

## عرضِ مؤلف

میرے پیارے اسلامی بھائیو اور اسلامی بہنو! اس مادیت کے دور میں جس طرح انسان فکرِ آخرت سے بالکل غافل ہو چکا ہے، اسی طرح دین کے لازمی اور ضروری مسائل سے بھی نا آشنا ہے حالانکہ دین کے فرض کیے ہوئے علم کو سیکھنا فرضِ عین ہے اور بڑی بڑی اردو، فارسی، انگلش، سائنس کی کتابیں یاد کرنا فرض نہیں، اسی لیے میرا موضوع ایک ایسی بلا سے متعلق ہے جو کاروباری دنیا میں ”نفع“ کا نام اختیار کر چکی ہے، جس پر بڑے بڑے کاروبار کی بنیاد ہے، حالانکہ یہ بلا دنیا و آخرت میں مسلمانوں کی بربادی کا سبب ہے، یہی بلا مسلمان کو ظلم و عصیاں کے عمیق کنوئیں میں دھکیل رہی ہے، اسی بلا نے ناجائز نفع کی ہوس پر گھر کے گھر اجاڑ کر رکھ دیئے، معاشرے کے امن و سکون کو برباد کر کے رکھ دیا، اسی بلا کی وجہ سے ظلم و ستم کے دروازے کھلے، اسی بلا کی وجہ سے رشتوں سے رشتے ٹوٹ گئے، اسی بلا کی نحوست ہے کہ جس نے انسان کو مثل حیوان بنا دیا۔ ہاں! یہ وہی بلا ہے جس نے انسان کو درندہ صفت بنا دیا کہ لوگوں کا خون چوستا ہے، اسی بلا نے شرم و حیا کے پردے کو اڑا دیا، اسی بلا نے انسان کو سکون سے عاری کر دیا، یہ وہی ہے جس نے انسان کو صرف دنیا کا ہی بنا کر رکھ دیا، ہاں! وہی ہے جس نے قبر و حشر کے سخت حساب کو بھلا دیا۔

باتیں اور بھی تم سے کرتے پر کہاں وار ہے کیا ہونا ہے  
ہاں اسلامی بھائیو!

وہ بلا جس نے معاشرے کو بتلاء آفات کیا ہے، وہ بلا ”سود“ (Usury) ہے۔



جب تک آدمی سود کے مسائل سے آگاہ نہ ہوگا تو بچنا مشکل تو کیا بلکہ ناممکن ہے، تو جو سود کی نحوست سے حرام خوری کی نحوست سے بچنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ شریعت مطہرہ کے مسائل سیکھے، جو اسے جینے کا ڈھنگ بتائیں گے، حلال کا بتائیں گے، حرام سے بچائیں گے۔

خوشگوار معاشرے کا قیام غیر مسلموں کی غلط پالیسیوں میں نہیں، بلکہ دین اسلام کے سنہری اصولوں میں ہے۔

میری اس کاوش میں علمائے اہل سنت (اللہ ان کو سلامت رکھے! ان کا فیض جاری و ساری رکھے!) نے بہت تعاون فرمایا، کتابیں دیں، اپنے مشوروں سے بھی نوازا، اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے! عوام کے لیے یہ مسائل بہت آسان لکھنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس کتاب میں سودی کاروبار کے علاوہ معاشرے میں رائج ناجائز و حرام طریقوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، بات کی تطویل میں جانے کی بجائے مختصر اتنی وضاحت کر دی گئی ہے کہ پڑھنے والا بخوبی سمجھ سکے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم!

محمد اسد جاوید قادری عطاری

فون: 0324-4416592



الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين

اما بعد! فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم!

پیارے اسلامی بھائیو!

ہم اللہ عزوجل کے عاجز بندے اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ غلام ہیں اللہ تعالیٰ نے انسان کو تخلیق فرمایا اور روزی کمانے کے لیے انسان کو تجارت کا اعلیٰ نظام عطا فرمایا جو محنت، شوق اور لگن سے مسلمانوں نے اپنایا۔ یہ نظام تجارت صدیوں سے اب تک مسلمانوں میں چلا آیا، مسلمانوں نے اس نظام تجارت کو پسند فرمایا اور جس نفع اور تجارت سے اللہ عزوجل نے منع فرمایا تو مسلمانوں نے خود اس تجارت اور نفع سے بچایا، لیکن معاشرے میں کچھ گھٹیا ذہنیت رکھنے والے، کم عقل، کم فہم لوگوں نے سراٹھایا، جن کو معاذ اللہ اللہ عزوجل کا یہ نظام پسند نہ آیا تو انہوں نے خود کو اس تجارت اور نفع میں لگایا جس کو اللہ عزوجل نے منع فرمایا۔

لیکن افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ان خبیث اور بدکردار لوگوں کا گھٹیا نظام مسلمانوں نے بھی اپنایا، چاہے تو یہ تھا کہ خدائے اعلم الحاکمین جل جلالہ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے جس تجارت کو حلال فرمایا، مسلمان اس تجارت کو اپنائیں اور جس سے منع فرمایا اس سے رُک جائیں۔

لیکن افسوس!

اغیار کے غلط طریقوں کی وجہ سے اپنے ہی معاشرے کے لیے تباہی کا سبب

بنیں!

جو کچھ بھی ہیں سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کر توت  
شکوہ ہے زمانے سے نہ قسمت کا گلہ ہے  
آج کوئی بیمار ہے تو کوئی قرض دار کوئی گھریلو ناچاقی کا شکار ہے تو کوئی اپنی ہی  
اولاد کی وجہ سے پریشان الغرض! ہر کوئی کسی نہ کسی مصیبت میں گرفتار ہے۔

دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت

سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے

آج ایسا دور آیا کہ مسلمان نے اپنے دین پر عمل کرنا چھوڑ دیا، دین کی ڈوری کی  
وجہ سے مسلمان گناہوں کی دلدل میں پھنستا چلا جا رہا ہے، کوئی فیشن کا دلدادہ ہے، کوئی  
فرنگی تہذیب کو اپنائے ہوئے ہے، تو کوئی اپنے ہی مسلمان بہن بھائیوں پر ظلم کر رہا ہے،  
وہ دور چلا گیا جب چھوٹوں میں اطاعت تھی، بڑوں میں شفقت تھی، پیاروں میں محبت تھی،  
یاروں میں وفا تھی، مسلمان مسلمان کی عزت کرتا تھا، اس سے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کی خاطر محبت کرتا تھا۔ الغرض! ہر طرف امن و امان کی فضا قائم تھی، لیکن آج  
کے مسلمانوں کی حالت بھی ہمارے سامنے ہے، ہم اس پر فتن دور میں اور اپنی بُری  
حالت میں دو جہاں کے والی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں فریاد کرتے ہیں کہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری حالت زار پر رحم فرمائیے!

اے خاصہ خاصانِ رُسل وقت دعا ہے

امت پہ تیری آ کہ عجب وقت پڑا ہے

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے

پر دیس میں وہ آج غریب الغربا ہے

جس دین نے دل آ کے تھے غیروں کے ملائے

اس دین میں خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے

تدبیر سنبھلنے کی نہیں کوئی بھی اب تو

ہاں! تیری دعا ہے کہ جو مقبول خدا ہے

تاریخ شاہد ہے کہ دنیا پر صدیوں مسلمانوں کی حکومت رہی بڑے بڑے

بادشاہ بڑے بڑے سخی، عظیم ہنرمند، بہت ذہین سائنس دان مسلمانوں میں ہوئے جن

کی تاریخ چاندی کے ورق پر سونے کے قلم سے لکھنے کے قابل ہے۔ انہوں نے بہت

بڑی تجارتیں کی، کاروبار کیے، لیکن وہ اس تجارت کے نظام اور وہ نفع لینے سے باز رہے

جس کو اللہ عزوجل نے حرام فرمایا جس کو ربا، یعنی ”سود“ کہا جاتا ہے۔

سود ایک ایسی لعنت ہے جس نے گھر کے گھر اجاڑ کر رکھ دیئے، جس نے تجارت

اور معاشی نظام کو تباہ و برباد کر دیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے

صدقے ہر مسلمان کو اس لعنت سے بچائے! آمین!

پیارے اسلامی بھائیو!

اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں ہے، چاہے وہ دینی تعلیم حاصل کرنے والے ہوں

یا دنیوی کہ جب بھی کسی علم کو شروع کیا جاتا ہے تو پہلے اس علم کی تعریف، اس کا موضوع،

غرض اور حکم کو جانا جاتا ہے، یہاں بھی پہلے سود کی تعریف کو سمجھا جائے گا کہ سود کہتے کسے

ہیں؟ پھر قرآن و حدیث سے سود کا حرام ہونا ثابت کیا جائے گا، اس کی وعیدات اور

متفرقات مسائل پر بھی روشنی ڈالی جائے گی۔

انشاء اللہ تعالیٰ!

آپ اس کتاب کو اول تا آخر پڑھئے، خود بھی حرام رزق سے بچئے اور دوسروں

کو بھی بچائیے۔

سود کی لغوی تعریف

لغت میں ربا ”سود“ کے معنی زیادتی، بڑھوتری اور بلندی ہیں۔

علامہ زبیدی لکھتے ہیں: علامہ راعب اصفہانی نے کہا ہے کہ اصل مال پر زیارتی کو ربا کہتے ہیں۔ (تفسیر تبيان القرآن)

”کتاب التعريفات“ میں ربا کی لغوی تعریف:

”الرِّبَاءُ هُوَ فِي اللُّغَةِ: الزِّيَادَةُ“۔ (کتاب التعريفات للشيخ الجرجاني)

### سوڈ کی اصطلاحی تعریف

”کل قرض جر منفعة فهو ربا“۔

ترجمہ: ہر وہ قرض جو نفع کھینچے وہ سوڈ ہے۔

”فتاویٰ رضویہ“ میں سوڈ کی اصطلاحی تعریف

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ”فتاویٰ رضویہ“ میں سوڈ کی تعریف کچھ اس طرح فرماتے ہیں:

”وہ زیادت (زیادتی) کہ عوض سے خالی ہو اور معاہدہ میں اس کا استحقاق (مستحق ہو یا) قرار پایا ہو سوڈ ہے“ مثلاً سو روپے قرض دیئے اور یہ ٹھہرا لیا کہ پیسہ اوپر سولے گا، تو یہ پیسہ عوض شرعی سے خالی ہے لہذا سوڈ حرام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 17، کتاب الزبوا)

اب سوڈ کی تعریف کے بعد سوڈ کی تھوڑی سی مختصر تفصیل کو بیان کیا جائے گا، مگر اس سے پہلے ایک حدیث پاک اور مسائل شرعیہ میں رغبت پر چند اقوال، تاکہ کوئی شخص ان مسائل پر سرسری نظر نہ ڈالے بلکہ ان میں غور کرے اور مسائل کو ذہن نشین کرے کیونکہ کاروباری آدمی اور تجارت کرنے والے کے لیے شریعت کے مسائل سیکھنے فرض ہیں کہ گناہ سے بچا جاسکے۔

### حدیث پاک

اس حدیث پاک کو ”مسند امام اعظم“ میں کتاب العلم میں نقل کیا گیا:



قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من تفقه في دين الله  
ورزقه من حيث لا يحتسب -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے فقہ سیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات کا  
کفیل ہو جاتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق فراہم کرتا ہے جس کا یہ

گمان تک نہیں رکھتا۔ (مسند امام اعظم "کتاب العلم")

فقہی مسائل میں سمجھ بوجھ حاصل کرو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

گرا می ہے:

"دینی مسائل میں فقہی سمجھ بوجھ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی عمل

افضل نہیں ہے۔" (تنبیہ الغافلین جلد دوم)

مسائل نہ سیکھنے کی نحوست

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجر دینی مسائل سے واقف

نہ ہو تو وہ سودی کپچڑ میں غرق ہو جاتا ہے بلکہ غرق در غرق ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

اسے تجارت کی اجازت نہیں

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جو دینی امور میں سمجھ

بوجھ نہ رکھتا ہو، فقہی مسائل سے آگاہ نہ ہو اسے ہماری منڈیوں میں تجارت کرنے کی

بالکل اجازت نہیں ہے۔ (ایضاً)

ان احادیث اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم پر عمل کرتے ہوئے آپ بھی فقہ سمجھنے کی

کوشش کیجئے اور سعادت دارین حاصل کیجئے، اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کے صدقے ہمیں فقہی سمجھ بوجھ عطا فرمائے! آمین!

جب سود کی حرمت پر یہ آیت:

يا ايها الذين امنوا لا تاكلوا الربوا..... الخ

نازل ہوئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل سے دعا کی: یا اللہ عزوجل! یہ آیت تو جامع ہے اس کو ہمارے اوپر تفصیل سے بیان فرما، تو اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفصیل ارشاد فرمائی کہ

”اگر تم گندم کے بدلے گندم، جو کے بدلے جو، کھجور کے بدلے کھجور، نمک کے بدلے نمک، سونے کے بدلے سونے، چاندی کے بدلے چاندی کی بیع کرو تو ہاتھوں ہاتھ کرو اور بیع برابر برابر کرو زیادتی کرو گے تو یہ سود ہے۔“ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد ۱)

ربا (سود) کی دو قسمیں ہیں:  
(۱) ربا النسیئہ (۲) ربا الفضل

(۱) ربا النسیئہ

سود کی یہ صورت قرض کی صورت میں تھی۔ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے اس کی تعریف یوں کی:

”ربا النسیئہ ایسا امر ہے جو زمانہ جاہلیت میں مشہور اور متعارف تھا، اس کی صورت یہ ہوتی کہ لوگ کسی شخص کو اس شرط پر قرض دیتے کہ وہ اس کے عوض ہر ماہ معین رقم ادا کرتا رہے گا جبکہ اصل رقم مقروض کے ذمہ واجب الاداء رہے گی مدت پوری ہو جانے کے بعد قرض خواہ مقروض سے اصل زر (روپیہ) کا مطالبہ کرتا، جسے مقروض اگر ادا نہ کر سکتا تو قرض خواہ مدت ادائیگی اور شرح سود میں اضافہ کر دیتا، زمانہ جاہلیت میں یہ طریقہ مشہور اور

متداوّل تھا (اور موجودہ دور کے سودی قرضوں کی زیادہ تر یہی صورت ہے)۔“

ربا النسیئہ کو ربا القرآن بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کی حرمت قرآن پاک کی نص قطعاً سے ثابت ہے۔

## (2) ربا الفضل

ہم جنس وزنی یا کیلی اشیاء میں زیادتی کے ساتھ دست بدست (ہاتھوں ہاتھ) نقد و نقد بیع کو ربا الفضل کہتے ہیں۔ ربا الفضل کو ربا الحدیث بھی کہتے ہیں، کیونکہ اس کی حرمت حدیث پاک سے ثابت ہے۔ (فتاویٰ نوریہ ”کتاب الربوا“)

## ائمہ کے نزدیک سود کی علت

ملا جیون علیہ الرحمہ اپنی مشہور مدارس کتاب ”نور الانوار“ میں فرماتے ہیں:

فعلل ابو حنیفہ بالقدر والجنس والشافعی بالطعم والثمنیہ  
ومالک بالاقتیات والادخار۔

”امام اعظم علیہ الرحمہ قدر (ماپ تول) اور جنس میں اتحاد کو امام شافعی علیہ الرحمہ طعم (غذائیت) اور ثمنیت کو اور امام مالک علیہ الرحمہ غذائیت اور ذخیرہ کے قابل ہونے کو علت قرار دیتے ہیں۔“

## امام اعظم علیہ الرحمہ کا موقف

امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے اس حدیث پاک میں (اگر تم گندم کے گندم..... الخ) ایک قاعدہ کلیہ سمجھ میں آ رہا ہے، وہ یہ ہے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حدیث میں دو چیزوں کے متعلق ارشاد فرمایا:

ایک وہ چیزیں جو ماپی جاتی ہیں اور دوسری وہ چیزیں جو تولی جاتی ہیں اور ماپی جانے والی چیزوں کو ”کیلی“ اور تولی جانے والی چیزوں کو ”وزنی“ کہتے ہیں۔ کیلی اور

وزنی دونوں چیزوں کو ”قدر“ کہے ہیں اور اس کے علاوہ (گندم اور جو وغیرہ) اشیاء کو ”جنس“ کہتے ہیں۔

اگر کیلی چیزوں یا وزنی چیزوں کو زیادتی کے ساتھ بیچا جائے تو وہ حرام اور سود

ہے۔

### مثالوں کے ساتھ وضاحت

احناف کے نزدیک قدر اور جنس کا اعتبار ہے لہذا ہر وہ چیز جس کی بیع (Sale) مانپنے اور تولنے سے ہوتی ہے اتحاد جنس (جنس کا ایک ہونا) کی صورت میں اس کی تقاضل (زیادتی) کے ساتھ نقد بیع حرام ہوگی اور ادھار میں برابر برابر بھی حرام۔ لہذا ایک صاع گندم کے بدلے دو صاع گندم کی بیع نقد اور ادھار دونوں صورتوں میں ناجائز ہے اور ایک صاع گندم کی ایک صاع گندم کے ساتھ بیع (بیچنا) نقد و نقد جائز اور ادھار میں حرام ہے۔

اگر قدر و جنس میں سے ایک وصف پایا جائے تو تقاضل جائز اور ادھار ناجائز ہے لہذا ایک صاع گندم کا دو صاع جو کے ساتھ لین دین کیا جاسکتا ہے اور ادھار میں منع ہے کیونکہ گندم اور جو کا تعلق قدر (کیل اور وزن) سے ہے مگر جنس مختلف ہے۔

ایک انڈے کے بدلے دو انڈوں کی بیع نقد جائز ہے اور ادھار منع ہے اس لیے کہ یہاں جنس ایک جیسی ہے مگر وصف ”قدر“ نہیں ہے۔

کیونکہ انڈے وزنی یا کیلی چیز نہیں بلکہ عددی ہیں جہاں قدر اور جنس میں کوئی وصف نہ پایا جائے وہاں بیع میں تقاضل (زیادتی) اور ادھار دونوں جائز ہیں جیسے گھڑی کے عوض میں قلم کا سود نقد و ادھار جائز ہے کہ ان کی جنس بھی مختلف ہے اور کیلی

۱ تقریباً چار کلو ایک سو گرام۔ (بہار شریعت)

دوسو سترہ تولے کا ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 10)

یا وزنی بھی نہیں۔ (فتاویٰ نوریہ کتاب الربوا)

### اس کی چار صورتیں

(1) قدر اور جنس ایک ہو، یعنی وہ دونوں چیزیں ماپی یا تولی جاتی ہوں، اسے قدر کہتے ہیں اور جنس بھی ایک ہو، یعنی گندم کے بدلے گندم ایک جنس ہے، اس کے بدلے گندم جو اسی کی جنس سے ہے۔

مثال کے طور پر کسی آدمی نے گندم کے بدلے گندم بیچی تو اس کو ہاتھوں ہاتھ اور برابر برابر بیچے گا تو جائز، اگر ادھار کر دیا تو حرام ہے اور زیادتی سود اور حرام ہے۔

(2) قدر (ماپنا، تولنا) میں تو دو چیزیں ایک جیسی ہوں لیکن جنس میں مختلف ہوں، جیسے گندم کے بدلے جو، مثلاً کسی آدمی نے گندم کے بدلے جو خریدے، ان دونوں چیزوں میں ماپنا پایا جا رہا ہے، یعنی یہ دونوں چیزیں ماپ کر بیچی جاتی ہیں لیکن جنس مختلف ہے کہ گندم علیحدہ جنس ہے اور جو علیحدہ جنس ہے تو اس صورت میں بھی ہاتھوں ہاتھ بیچے گا، لیکن ان میں کمی بیشی جائز ہے کہ ایک طرف گندم ایک من ہے تو دوسری طرف جو دو من ہو تو یہ جائز ہے لیکن ادھار حرام ہے۔

(3) جنس ایک ہو مگر ان میں قدر (ماپنا، تولنا) نہ ہو جیسے بکری کے بدلے بکری۔

مثال کے طور پر اگر کسی نے بکری کے بدلے بکری خریدی تو ہاتھوں ہاتھ بیچنا جائز ہے اور ادھار بہر حال حرام ہے۔

(4) جنس بھی ایک نہ ہو اور قدر بھی ایک نہ ہو جیسے نوٹوں کے بدلے گائے، اس میں قدر بھی نہیں ہے، جنس بھی نہیں ہے، ہاتھوں ہاتھ بیچ سکتے ہیں، کمی بیشی بھی کر سکتے ہیں اور ادھار بھی اس میں جائز ہے۔



## آیات قرآنیہ اور ان کی تفسیر

اب سود کی مختصر تفصیل کے بعد قرآن و حدیث سے سود سے بچنے کا حکم اور سود

خوری پر جو وعیدوں کا ذکر ہے اس کو بیان کیا جائے گا۔ وباللہ التوفیق

پارہ 3، سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 275 میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ

الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ط ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا ؕ

وَاحِلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا ؕ فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ

فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ ط وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ ط وَمَنْ عَادَ فَأُولَٰئِكَ

أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں

گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مغبوط بنا دیا ہو یہ اس لیے

کہ انہوں نے کہا: بیع بھی سود ہی کی مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع کو

اور حرام کیا سود کو تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز

رہا تو اسے حلال ہے جو وہ پہلے لے چکا اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے اور

جو اب ایسی حرکت کرے گا دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے۔

تفسیر نعیمی میں

”تفسیر نعیمی“ میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر کچھ اس

طرح فرماتے ہیں:

”جو لوگ سود لیتے ہیں قیامت کے دن ان کی پہچان یہ ہوگی کہ اس دن

مردے اٹھ کر سوار یوں پر کوئی پیدل اور کوئی آہستہ اور کوئی دوڑتا ہوا

زمینِ محشر کی طرف چلے گا، مگر سود خود اپنے پیٹ کے بوجھ سے چلیں گے، اس دن کفار بھی قبور سے اٹھ کر آسانی سے جائیں گے مگر سود خور کو چلنا پھرنا مشکل ہو گا اور یہ ہی قیامت کے دن سود خور کی پہچان ہو گی۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!) (تفسیر نعیمی)

سود خوروں کے پیٹ پھول جائیں گے

”تفسیر روح البیان“ میں حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”(قیامت کے دن) جب لوگ قبروں سے نکلیں گے تو وہ محشر کے میدان میں دوڑتے ہوئے آئیں گے ہاں! مگر جب سود خور اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو اٹھتے ہی گر جائیں گے، بے ہوشی اور مرگی والے کی طرح اس لیے کہ ربوا (سود) کا معنی ہے: زیادتی، اس سے اُن کے پیٹ پھول جائیں گے، جس کی وجہ سے اُن کے پیٹ بوجھل ہو جائیں گے تو وہ دوڑ نہیں سکیں گے۔“ (تفسیر روح البیان)

سود سے انسان میں درندوں سے زیادہ بے رحمی

”تفسیر خزائن العرفان“ میں سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

”اس آیت میں سود کی حرمت اور سود خوروں کی شامت کا بیان ہے، سود کو حرام فرمانے میں بہت حکمتیں ہیں، وہ یہ ہیں: سود کا رواج تجارتوں کو خراب کرتا ہے، سود سے انسان کی طبیعت میں درندوں سے زیادہ بے رحمی پیدا ہو جاتی ہے۔“ (تفسیر خزائن العرفان)

سود خور کی قیامت کے دن حالت

”تفسیر ذرّ منشور“ میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ربا (سود) بہتر گناہ کے برابر ہے اور سب سے چھوٹا گناہ جیسے کوئی شخص اسلام کی حالت میں اپنی ماں سے بدکاری کرے، سود کا ایک درہم میں سے زائد مرتبہ بدکاری کرنے سے بھی زیادہ شدید ہے۔“

قیامت کے روز تمام لوگوں کو کھڑے ہونے کی اجازت ہوگی خواہ نیکو کار ہوں یا فاجر ہوں لیکن سود کھانے والے کو یہ اجازت نہ ہوگی، وہ اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر مخلوط الحواس کر دیا ہو۔“  
(تفسیر درمنثور)

### سود خور ظاہر میں انسان، حقیقت میں شیطان

”تفسیر نور العرفان“ میں ہے:

”سود خور ظاہر میں انسان، حقیقت میں شیطان ہے کہ اسے غریب پر رحم نہیں آتا، اسے برباد کر کے کہ اپنے آپ کو (امیر) بناتا ہو، لہذا اسی شکل (جو آیت میں بیان ہوئی) میں قیامت میں ہوگا۔“

سود سے انسان کی اندرونی حقیقت بدل جاتی ہے

”تفسیر مظہری“ میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت فرماتے

ہیں:

”بات یہ ہے کہ لقمہ حرام اس کے بدن کا جزو بن جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس (انسان) کی حقیقت ہی بدل جاتی ہے، دوسرے گناہ چونکہ بیرونی ہوتے ہیں، اس لیے ان سے اندرونی جوہر نہیں بدلتا، عارضی احوال کا تغیر ہو جاتا ہے، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود خور پر لعنت

فرمائی ہے۔ (تفسیر مظہری)

### سود خور کا انجام بد

”تفسیر تبیان القرآن“ میں اسی آیت کے تحت فرمایا:

”حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے آپ کو اُن گناہوں سے بچاؤ جن کی مغفرت نہیں ہوگی، مالِ غنیمت میں خیانت کرنے سے سو جس نے خیانت کی وہ قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز کو لے کر آئے گا اور سود کھانے سے سو جس نے سود کھایا وہ قیامت کے دن مخبوط الحواس پاگل کی طرح اٹھے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: ”جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو“۔ (تفسیر تبیان القرآن)

### دردناک عذاب

امام احمد بن حنبلہ الشافعی علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”سود خور اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر مجنون بنا دیا ہو، پس جب اللہ عزوجل قیامت کے دن لوگوں کو دوبارہ زندگی عطا فرمائے گا تو تمام لوگ اپنی اپنی قبروں سے جلدی جلدی نکلیں گے سوائے سود خوروں کے، وہ جب بھی کھڑے ہوں گے تو اپنے مونہوں، پیٹوں اور پہلوؤں کے بل گر پڑیں گے جیسے کوئی پاگل و دیوانہ شخص ہوتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب دنیا میں مکر و فریب اور خدا و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالفت مول لے کر حرام و سود سے پیٹ بھرتے رہے تو وہ ان کے پیٹوں میں بھرتا رہا اور اس وقت اس قدر

زیادہ ہو چکا ہوگا کہ اس کے بوجھ سے لوگوں کے ساتھ کھڑے ہونے کے بھی قابل نہ رہیں گے پس جب بھی لوگوں کے ساتھ مل کر تیزی سے چلنا چاہیں گے تو اوندھے منہ گر پڑیں گے اور دوبارہ پیچھے نہ جائیں گے۔

العیاذ باللہ تعالیٰ (الرواجر عن اقران الکبار)

ایک اور آیت میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کا ترجمہ کچھ یوں فرماتے ہیں:

”اور اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو۔“

سود خور دنیا و آخرت کی برکت سے محروم

”تفسیر ابن عباس“ میں حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت

کے تحت فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ سود خوروں کے مال کی برکت کھودیتا ہے نہ دنیا میں پھلتا ہے نہ آخرت میں نفع دے گا صدقہ کو خدا تعالیٰ بڑھاتا ہے دو گنا چو گنا بلکہ ہزار گنا کر دیتا ہے خدا تعالیٰ کافروں کو جو سود کو حلال سمجھیں اور فاسقوں کو جو حلال سمجھ کر کھائیں دونوں کو دوست نہیں رکھتا دونوں سزا کے مستحق ہیں۔“ (تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما)

سود اصل مال کو بھی ہلاک کر دیتا ہے

”تفسیر مظہری“ میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

ای یذهب برکتہ ویہلک المال الذین یدخل فیہ .

ترجمہ: اس کی برکت زائل ہو جاتی ہے اور وہ مال ہلاک ہو جاتا ہے جس

میں سود شامل ہوتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

## سود خور کا انجام بالآخر فقیری

”تفسیر نعیمی“ میں اس آیت کے تحت فرمایا:

”اللہ تعالیٰ سود کو برباد کرتا ہے اور جس مال سے زکوٰۃ نکالی جائے اسے

بڑھاتا ہے کیونکہ اکثر سود خور کا انجام فقر ہوتا ہے۔“

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اسی آیت کے تحت ”تفسیر صوفیانہ“ میں فرماتے

ہیں:

”نفع و نقصان نتیجے کے اعتبار سے ہے سودی مال چونکہ رب کی مخالفت

سے حاصل ہوا لہذا اس کا انجام نقصان ہے چونکہ سود خور سارے گناہ کرتا

ہے لہذا اس کی سزا سب گناہوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ جیسی غذا ویسا نتیجہ

حرام غذا سے حرام فعل (کام) صادر ہوتے ہیں مکروہ فعل غذا سے مکروہ

فعل مباح غذا سے مباح افعال بہتر غذا سے بہترین اعمال کی توفیق ملتی

ہے لہذا سود خور پر سود کا گناہ بھی ہے اور ان حرام افعال کا بھی جو سود

کھانے سے پیدا ہوتے ہیں۔ صوفیائے کرام علیہم الرحمہ فرماتے ہیں:

اپنی غذا سنبھالو! سارے اعمال سنبھل جائیں گے۔“ (تفسیر نعیمی)

## مسلمان سود سے مالدار نہیں ہوتا

”تفسیر روح البیان“ میں اس آیت کے تحت فرمایا:

”کوئی مسلمان خیرات سے غریب نہیں ہوتا اور سود سے مالدار نہیں ہوتا“

دیکھا گیا ہے کہ سود خور کی اولاد سودی مال سے نفع کم اٹھاتی ہے اس کا

انجام بربادی ہے۔“ (تفسیر روح البیان)

۱۔ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر نعیمی میں دو قسم کی تفسیر فرماتے ہیں: (1) تفسیر عالمانہ (2) تفسیر صوفیانہ۔

سود مؤمن کی غذا نہیں

”تفسیر نور العرفان“ میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:  
 ”مؤمن کے لیے سود میں برکت نہیں ہے، یہ کافر کی غذا ہو سکتی ہے مؤمن کی نہیں، گندگی کا کیڑا گندگی کھا کر جیتا ہے، بلبیل پھول کو لہذا اپنے آپ کو کفار پر قیاس نہ کرو، کافر سود لے کر ترقی کرے گا، مؤمن زکوٰۃ دے کر دوسرے یہ کہ سود کے پیسہ سے زکوٰۃ و خیرات قبول نہیں ہوتے۔“

(نور العرفان)

اللہ تعالیٰ سود کو مٹا دیتا ہے

”تفسیر تبیان القرآن“ میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:  
 ”امام ابن المذہب نے اس آیت کی تفسیر میں ضحاک سے نقل کیا ہے کہ دنیا میں سود کی آمدنی بہت زیادہ ہو جاتی ہے لیکن آخر میں اللہ تعالیٰ اس کو مٹا دیتا ہے۔“

☆ اور صدقے کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”وَيُرِيهِ الصَّدَقَاتِ“ یعنی اور اللہ بڑھاتا ہے خیرات کو۔

اس آیت کی تفسیر میں ایک حدیث پاک نقل کی:

”حضرت ابو بزرہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ روٹی کے ایک ٹکڑا کو صدقہ کرتا ہے اور اللہ

تعالیٰ اس کو بڑھا کر اُحد پہاڑ جتنا کر دیتا ہے۔“ (تفسیر تبیان القرآن)

صدقہ دینے میں دنیا و آخرت کا فائدہ ہے، صدقہ دینے سے مال بظاہر کم ہو جاتا ہے، لیکن حقیقت میں دنیا و آخرت میں نفع و برکت کا سبب بنتا ہے، صدقہ و خیرات اور زکوٰۃ دینے میں نفع ہی نفع ہے اور سود میں نقصان ہی نقصان، لیکن عقل اس چیز کو سمجھنے

سے قاصر رہے گی کہ سود میں تو معاذ اللہ فائدہ ہے اور صدقہ و زکوٰۃ سے تو مال کم ہو جاتا ہے تو صدقہ و زکوٰۃ میں نفع کیسے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں جو ارشادات ہیں وہی حق اور سچ پر مبنی ہیں۔ قرآن و حدیث نے صدقہ و زکوٰۃ کے نفع پر اور سود کی نحوست پر صریح وضاحت فرمادی ہے اور ہوتا بھی یہی ہے جو قرآن و حدیث نے فرمادیا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی ناقص عقل کو قرآن و حدیث کے تابع کر لیں نہ کہ قرآن و حدیث کو اپنی عقل کے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن و حدیث کا فہم عطا فرمائے آمین!

چنانچہ پارہ 27، سورہ الحدید کی آیت نمبر 18 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے:

إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَالْمُصَدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا  
يُضْعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ ۝

ترجمہ کنز الایمان: بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ان کے دونے ہیں اور ان کے لیے عزت کا ثواب ہے ۝

پارہ 2، سورہ البقرہ کی آیت نمبر 245 میں ارشاد فرمایا:

مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضْعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا  
كَثِيرَةً ۝

ترجمہ کنز الایمان: ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسن دے تو اللہ اس کے لیے بہت گنا بڑھا دے۔

اسی طرح حدیث پاک میں صدقہ کے بارے میں ارشادات موجود ہیں:

صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نور مجسم شاہ



بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:  
صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور اللہ عزوجل بندے کے عفو و درگزر کے  
سبب اس کی عزت میں اضافہ فرمادیتا ہے اور جو اللہ عزوجل کے لیے  
عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ عزوجل اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔

(المتجر الرابع فی ثواب العمل الصالح)

### کون سا صدقہ افضل

صحیح بخاری میں ”کتاب الزکوٰۃ“ میں ہے:  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک شخص (حضرت ابوذر غفاری  
رضی اللہ عنہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض  
کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! باعتبارِ ثواب کون سا صدقہ بڑا  
ہے؟ آپ نے فرمایا: صدقہ کرنا اس مال میں کہ تو تندرست بخیل ہے جو  
فقر و تنگدستی سے ڈرتا ہے اور مالدار ہونے کی امید رکھتا ہے اور اتنا توقف  
نہ کر یہاں تک کہ جب مال حلق تک پہنچ جائے اور تو کہے کہ اتنا مال  
فلاں کے لیے ہے اور اتنا فلاں کے لیے حالانکہ وہ مال فلاں کا ہو چکا ہے  
(اس سے مراد وارث ہے)۔

(صحیح بخاری جلد کتاب الزکوٰۃ)

### صدقہ بُری موت کو دفع کرتا ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ  
”صدقہ رب تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا ہے اور بُری موت کو دفع کرتا  
ہے“۔ (مشکوٰۃ المصابیح فضائل الصدقہ)

سود خور کو اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان جنگ

پارہ 3، سورہ بقرہ کی آیت نمبر 278 میں ارشاد ہوتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُمْ  
مُؤْمِنِينَ ۝ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ  
وَإِن تَبُتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ ۖ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا  
ہے سود سے، اگر مسلمان ہو پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو کہ اللہ اور اللہ کے  
رسول سے لڑائی کا، اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال لے لو، نہ تم کسی کو  
نقصان پہنچاؤ اور نہ تمہیں نقصان ہو۔

”تفسیر نعیمی“ میں حکیم الامت احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر میں

فرماتے ہیں:

”علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: دو جرموں کے سوا کسی گناہ پر رب

کی طرف سے اعلان جنگ نہیں دیا گیا، وہ دو جرم یہ ہیں:

(1) سود لینا (2) اولیاء اللہ سے عداوت رکھنا

سود خوری سے قحط سالی، رشوت سے عیب اور بدکاری سے وباء پھیلتی ہے،

سود لینا سود دینے سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ رب نے ہر جگہ سود لینے

کی ممانعت پر زور دیا ہے اور انہی سود خوروں کو اعلان جنگ بھی دیا ہے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حرمت سود کی آیتوں میں یہ آیت

سخت خوفناک ہے کہ اس میں ڈرایا گیا ہے کہ سود خود کہیں کافر ہو کر نہ

مرے، کہیں کافروں والی آگ میں نہ جائے۔ (الانان والحفیظ)

(تفسیر نعیمی)

”الزواج من اقتراف الکبائر“ میں امام شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتا ہے: ”سود خور کو اللہ عزوجل نے اعلان جنگ دیا ہے اس سے مراد یا تو دنیاوی جنگ ہے یا پھر اخروی جنگ“۔

### (1) دُنوی جنگ

شریعت نافذ کروانے والے حکام پر لازم ہے کہ جب انہیں کسی کے بارے میں سود لینے کا پتہ چلے تو اسے قید کر دیں یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔

### (2) اُخروی (آخرت کی) جنگ

اللہ عزوجل سود خور کا خاتمہ بُرائی پر فرمائے گا۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اعلان جنگ سود کو جائز سمجھنے والے کے لیے ہے۔

(الزواج من اقتراف الکبائر)

میرے وہ اسلامی بھائیو! جو سود کا کاروبار کرتے ہو، کیا سود کا کاروبار اب بھی جاری رہے گا؟ کیا اب بھی سود لینے، سود دینے، سود کی دستاویز لکھنے، سود پر گواہ بننے، سودی ادارے میں کام کرنے سے باز نہیں آؤ گے؟ کیا اب بھی سود لے کر کاروبار (Business) چلاؤ گے؟

کیا اب بھی غریبوں کا خون چوسو گے؟

کیا تم اللہ تعالیٰ و رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ کی طاقت رکھتے ہو؟ ہرگز نہیں! کسی کے پاس طاقت نہیں ہے، قرآن پاک میں ارشاد ہے:

”اور اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو“۔

اللہ تعالیٰ جس چیز کو ہلاک کرے جس کو ختم کرے، کیا تم اسے بڑھا سکتے ہو؟ بہت سے سود خوروں کو دیکھا گیا ہے جو سود کے پیسے سے بڑے بڑے بنگلے اور بینک بیلنس بنا لیتے ہیں، لیکن آخر میں اللہ سود کو تباہ و برباد فرما دیتا ہے، اس سے کسی کے ذہن

میں یہ وسوسہ بھی آسکتا ہے کہ ہم نے تو سود خوروں کو بہت امیر دیکھا ہے ان کے مال میں سود کی وجہ سے بہت زیادتی ہو چکی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی رسی کو ڈھیلی چھوڑ دیتا ہے لیکن جب پکڑ فرماتا ہے تو سخت پکڑ فرماتا ہے سود خور کو اتنی دولت ہونے کے باوجود سکون قلب نصیب نہیں ہوتا اور لوگوں میں اس کی عزت بھی کم ہو جاتی ہے اور سود خور کا خاتمہ بُرا ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔

تو اے اسلامی بھائیو! جو سودی کاروبار کرتے ہو، سود کا لین دین عام کرتے ہو، سودی کاروبار ختم کر کے توبہ کر لو، خدا را توبہ کر لو! اور جن جن سے مال حرام لیا ہے ان کو واپس کر کے دنیا و آخرت میں نجات پانے والوں میں شامل ہو جاؤ۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: ”اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو“۔

(پ 25، الشوریٰ 25)

اور سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

التائب من الذنب کمن لا ذنب له .

ترجمہ: گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے کبھی کوئی گناہ کیا

ہی نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

ایک اور حدیث پاک میں ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان العبد اذا اعترف ثم

تاب تاب الله عليه .

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ جب اقرارِ گناہ کر

لیتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ (مکثوۃ الصانع)

کر لے تو یہ رب کی رحمت ہے بڑی ورنہ قبر میں سزا ہو گی کڑی  
☆ پارہ 4، سورہ آل عمران کی آیت نمبر 130 اور 131 میں ارشاد  
باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا  
اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۝  
وَاطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! سود دونوں نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو  
اس امید پر کہ تمہیں فلاح ملے اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے  
تیار کر رکھی ہے اور اللہ ورسول کے فرمانبردار رہو اس امید پر کہ تم رحم کیے  
جاؤ۔

### زمانہ جاہلیت کے سودی کاروبار کا طریقہ

”تفسیر تبيان القرآن“ میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:  
”زمانہ جاہلیت میں ایک شخص دوسرے شخص کو مثلاً ایک سال کی مدت  
کے لیے دس روپے کی زیادتی پر سو روپے قرض دیتا اور جب ایک سال  
بعد مقرض رقم ادا نہ کر سکتا تو اب قرض خواہ (قرض دینے والا) ایک سو  
دس روپے پر دس روپے فیصد کے حساب سے سالانہ سود مقرر کر دیتا، اس  
طرح ہر سال کرتا یا کہتا: تمہیں ایک سال کی مزید مہلت دیتا ہوں لیکن  
تمہیں سو روپے کی جگہ دو سو روپے دینا ہوں گے، اسی طرح عدم ادائیگی کی  
صورت میں ہر سال سو روپے کا اضافہ کرتا چلا جاتا۔ یہ سود در سود ہے، اس  
کو سود مرکب بھی کہتے ہیں، اس کے مقابلے میں سود مفرد یہ ہے کہ اصل  
مال سو روپے ہو اور قرض خواہ اس رقم پر مقرض (قرض لینے والا) سے

دس فیصد سالانہ کے حساب سے سود وصول کرے۔

اس آیت میں سود مرکب کو حرام کیا گیا، لیکن اس آیت میں اس کا مفہوم مخالف معتبر نہیں ہے کہ صرف سود مرکب حرام ہے اور سود مفرد جائز ہے کیونکہ سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے مطلقاً سود کو حرام کہہ دیا ہے۔

(تفسیر تبیان القرآن پارہ 4)

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا“ (اے ایمان والو!)

”تفسیر نعیمی“ میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

”مال سے انسان کو فطری طور پر محبت ہے اور عرب میں صدیوں سے سود کا رواج تھا اس لیے رب العالمین نے پہلے مومنوں کو پیارے خطاب سے پکارا، پھر یہ سخت حکم سنایا تا کہ اس خطاب کی برکت سے وہ خلاف نفس امر آسان ہو جائے، کڑوی دوائیں شکر میں لپیٹ کر کھلائی جاتی ہیں اور آپریشن سے پہلے ٹیکہ (Injection) لگا دیا جاتا ہے ایسے ہی سخت احکام پیارے خطاب کے ساتھ سنائے جاتے ہیں۔“

آگے چل کر صاحب تفسیر اس آیت کے تحت ”تفسیر صوفیانہ“ میں فرماتے ہیں:

”جیسے ظاہر جسم پر صدہا بیماریاں آتی ہیں، بعض معمولی بعض نقصان دہ، بعض مہلک (Fatal) ایسے ہی نفس کی بیماریاں (Diseases) بہت ہیں، جس میں سے خطرناک (Dangerous) بیماری دنیا کی محبت اور مال کی ہوس ہے، جو سود بلکہ آخر میں قتل و خون اسی (دنیا اور مال کی محبت) کے نتیجے ہیں۔ صوفیاء تو فرماتے ہیں کہ ایک حرص سود کی رغبت دیتی ہے اور دوسری قسم کی حرص سود (کھانے) سے پیدا ہوتی ہے، وہ حرص ”أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً“ (دوگنی، چوگنی) ہو کر بڑھی ہی چلی جاتی ہے، وہ

قبر میں پہنچ کر ہی ختم ہوتی ہے، اسی کی جانب اس حدیث میں اشارہ ہے کہ اگر انسان کے پاس سونے کا جنگل ہو تو وہ دوسرے جنگل کی بھی تلاش کرے گا، انسان کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔ (تفسیر نعیمی، پارہ 4)

### سود سے ایمان کو نقصان

”تفسیر روح البیان“ میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

”سود مؤمن کے ایمان کو نقصان دیتا ہے، اگرچہ بظاہر اس سے مال میں اضافہ معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں مال میں خسارہ ہی خسارہ ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ والے آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں کہ سود کھانے والے پر لعنت برستی رہتی ہے اور نیک لوگ اسے بددعا کرتے ہیں اور یہی دو ایسی باتیں ہیں جن کے سبب سے مال سے خیر و برکت اٹھ جاتی ہے نہ صرف اس کے مال سے بلکہ اس کی عزت و حرمت بھی گھٹ جاتی ہے اور لوگوں کی نظروں میں وہ گر جاتا ہے اور الٹا اس کی مذمت ہوتی رہتی ہے اور اس کا دل سخت سیاہ اور کھوٹا ہو جاتا ہے، سود خوار کی خیرات قبول نہیں ہوتی بلکہ ہر نیکی یہاں تک کہ جہاد اور نماز جیسے اعمال بھی ضائع ہو جاتے ہیں۔“ (العیاذ باللہ تعالیٰ!) (تفسیر روح البیان، پارہ 4)

پارہ 21، سورہ الروم کی آیت نمبر 39 میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا آتَيْتُمْ مِّن رَّبًّا لِّيرْبُوا فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوا عِنْدَ اللَّهِ  
وَمَا آتَيْتُمْ مِّن زَكْوَةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ  
الْمُضْعِفُونَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور تم جو چیز زیادہ لینے کو دو کہ دینے والے کے مال بڑھیں تو وہ اللہ کے یہاں نہ بڑھے گی اور جو تم خیرات دو اللہ کی رضا

چاہتے ہوئے تو انہیں کے دونے ہیں۔

”نیوتا“ جائز ہے

”تفسیر تبیان القرآن“ میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

”اس آیت سے مراد وہ ہدیہ ہے جس میں ہدیہ دینے والا اس سے افضل چیز کا طالب ہو یہ حقیقت سود نہیں لیکن صورت سود کے مشابہ ہے اس لیے اس کو سود فرمایا یہ جائز ہے اس میں نہ ثواب ہے نہ گناہ ہمارے عرف میں اسے نیوتا کہتے ہیں“۔ (تفسیر تبیان القرآن)

## احادیث (مع شرح)

اب ان احادیث کا ذکر کیا جائے گا جن میں سود کی مذمت کا بیان ہے اور سود کا لین دین کرنے والوں کے لیے وعیدوں کا ذکر ہے۔

چھتیس بار زنا سے سخت بدتر

حدیث 1: حضرت عبداللہ ابن حنظلہ غُسیل ملائکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”سود کا ایک درہم جو جانتے ہوئے انسان کھائے وہ چھتیس بار زنا سے سخت بدتر ہے“۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

سود خور مقروض کو تباہ کرتا ہے

”مرآة المناجیح“ میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

”ایک (درہم) سود کا چھتیس بار زنا سے بدتر ہونے کی چند وجہیں ہیں:  
زنا حق اللہ ہے اور سود حق العباد جو توبہ سے معاف نہیں ہوتا (سارا سودی



روپیہ واپس کرنا اُن کو جن سے لیا، یہ ضروری ہے پھر تو بہ قبول ہوگی) سود خور کو اللہ و رسول سے جنگ کا اعلان ہے، زانی کو یہ اعلان نہیں، سود خور کے خرابی خاتمہ (برے خاتمہ) کا اندیشہ ہے، زانی کے متعلق یہ اندیشہ نہیں، سود خور مقروض اور اس کے بال بچوں کو تباہ کرتا ہے، اسی لیے سود خور پر زیادہ سختی ہے، نیز عموماً مسلمان زنا تو نفرت کرتے ہیں مگر سود سے نہیں۔ حکومتیں اور (دوسرے) گناہوں کو روکنے کی کوشش کرتی ہیں مگر سود کو رواج دیتی ہیں، اس سے بچنا مشکل ہے۔“

(مرآة المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، جلد 4)

حدیث 2: سود کا انجام کمی ہی ہے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان الربوا وان كثر فان عاقبته تصير الى قتل -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سود اگر چہ بہت ہو مگر انجام کمی کی طرف لوٹتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الربوا)

سود کا پیسہ اصل مال بھی لے جاتا ہے

”مرآة المناجیح“ میں اس حدیث کی شرح میں فرمایا:

”یہ فرمان مسلمان کے لیے ہے، سود کا انجام قلت و ذلت ہے، اس کا بہت تجربہ ہے۔“

فقیر (مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ) نے بڑے بڑے سود خور برباد بلکہ ذلیل و خوار ہوتے دیکھے، بعض جلدی اور بعض دیر سے، سود کا پیسہ اصل مال بھی لینے اور برباد کرنے آتا ہے۔“

(مرآة المناجیح جلد 4)

### حدیث 3: حرام سے پلا گوشت آگ کے قریب

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من نبت لحمه من السحت فالنار اولى به .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا گوشت حرام سے اُگا ہوگا تو آگ اس سے بہت قریب ہوگی۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الربوا)

### حرام غذا کا اثر پورے جسم پر

اس حدیث کی شرح میں ہے:

”جیسے مٹی کے تیل میں بھیگا کپڑا آگ میں جلد جلتا ہے، ایسے ہی سود و رشوت، جوئے اور چوری وغیرہ حرام مال سے پیدا شدہ گوشت دوزخ کی آگ میں بہت جلد جلے گا، چونکہ غذا سے خون اور خون سے گوشت بنتا ہے، اس لیے غذا بہت پاکیزہ ہونی چاہیے، حرام غذا کا اثر سارے بدن پر پڑتا ہے“۔ (مرآة المناجیح، جلد 4)

### حدیث 4: سود کھانے والے اور کھلانے والے پر لعنت کی گئی

وعن علي انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن اكل الربوا و امر كله كاته و مانع الصدقة و كان ينهى عن النوح .

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آپ نے سود کھانے والے اور کھلانے والے لکھنے والے زکوٰۃ نہ دینے والے پر لعنت فرمائی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوحہ سے منع فرماتے تھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

## مسلمان سودی قرض سے بچے

اس حدیث کی شرح میں ہے:

”سود دینے والا لکھنے والا چونکہ سود خور کے گناہ پر معاون و مددگار ہیں، اس لیے سب لعنت میں آگے، مسلمان اپنا خرچ کم کر دیں، ضروریات کو حتی الامکان مختصر کریں مگر سودی قرض سے بچیں، مسلمان اکثر مقدمہ بازیوں اور شادی غمی کی حرام رسموں میں سودی قرضے لیتے ہیں۔“

(مرآة المناجیح، جلد 4)

## حدیث 5:

”ترمذی“ کے باب البیوع میں بیان کردہ حدیث پاک میں ہے: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے (پر) گواہوں اور اس کے لکھنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔ (ترمذی شریف، جلد 1، باب البیوع)

## سود کا گناہ ستر حصے ہے

حدیث 6: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”سود کا گناہ ستر حصے ہے، ان میں سب سے کم درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی

ماں سے زنا کرے۔“ (العیاذ باللہ تعالیٰ) (بہار شریعت، جلد 2)

## چھتیس بار زنا سے بدتر

حدیث 7: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے دانستہ

(جان بوجھ کر) ایک درہم سود کا کھایا، گویا اس نے چھتیس بار اپنی ماں

سے زنا کیا۔ (ملفوظات امام احمد رضا)

### سود کے تہتر (73) دروازے

حدیث 8: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سود کے تہتر دروازے ہیں، سب میں ہلکا اپنی ماں کے ساتھ زنا کے مثل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف)

### سود خور پر آقا کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لعنت

حدیث 9: سود لینے والا سود دینے والا اور اس پر گواہ بننے والا اس کو تحریر کرنے والا جبکہ اس کو معلوم ہو کہ میں سود لکھ رہا ہوں، ان سب پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے لعنت کی گئی۔ (او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام) (مکافئہ القلوب)

### ہلاکت میں ڈالنے والے سات گناہ

حدیث 10: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہلاکت میں ڈالنے والے سات گناہوں سے بچو!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیا ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(1) اللہ کا شریک ٹھہرانا

(2) جادو کرنا

(3) کسی کو ناحق قتل کرنا جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہو

(4) سود کھانا

(5) یتیم کا مال کھانا

(6) اور لڑائی کے دن بھاگ جانا

(7) اور بھولی بھالی پاکدامن مؤمن عورتوں کو تہمت لگانا جو زنا سے غافل ہیں۔  
(صحیح البخاری، کتاب الوصایا)

### چار آدمیوں کا جنت میں داخلہ ممنوع

حدیث 11: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:  
اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ چار آدمیوں کو جنت میں داخل نہ کرے اور ان کو جنت کی نعمتیں نہ چکھائے:

(1) عادی شرابی

(2) سودخور

(3) ناحق مال یتیم کھانے والا

(4) ماں باپ کا نافرمان۔ (بحوالہ تبيان القرآن)

### عذاب حلال ہو جاتا ہے

حدیث 12: امام ابو یعلیٰ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس قوم میں زنا اور سود کی کثرت ہو جاتی ہے اس قوم پر اللہ عزوجل کا عذاب حلال ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

### سود سے قحط سالی

حدیث 13: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جس قوم میں بھی سود ظاہر ہو ان کو قحط سالی نے آ لیا اور جس قوم میں بھی رشوت ظاہر ہوئی وہ دشمن سے مرعوب ہو گئے۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر)

## سود کا عام ہونا قیامت کی نشانی

حدیث 14: رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:  
”قیامت کے قریب زنا، سود اور شراب عام ہو جائیں گے۔“ (ایضاً)

## سود کا ایک درہم 33 بار زنا کرنے کی طرح

حدیث 15: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جس نے ظالم شخص کی باطل کام میں اعانت کی تاکہ حق کو مٹائے تو وہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ سے بری ہو گیا اور جس نے سود کا ایک درہم کھایا تو یہ 33 بار زنا کرنے کی طرح ہے اور جس کا گوشت حرام سے پلا بڑھا آگ اس کی زیادہ حق دار ہے۔“ (ایضاً)

## ایسے گناہوں سے بچو جن کی بخشش نہیں

حدیث 16: حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ حق ہے:  
”ایسے گناہوں سے بچو جن کی بخشش نہیں:

(1) لوٹ مار، یعنی جس نے کوئی چیز چوری کی، قیامت کے دن اسے لانی پڑے گی۔

(2) اور سود کھانا، یعنی جس نے سود کھایا وہ قیامت کے دن منجبوط الحواس مجنون بن کر اٹھے گا، پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

الذین یا کلون الزبوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ  
الشیطن من المس۔

ترجمہ کنز الایمان: وہ جو سود کھاتے ہیں، قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آ سیب نے چھو کر منجبوط بنا دیا ہو۔

### بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے

حدیث 17: آقا دو عالم، نور مجسم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میری امت کے کچھ لوگ بُرائی اور لھو و لعب میں رات بسر کریں گے اور صبح حلال کو حرام سمجھیں گے، گانا گانے والیاں رکھنے، شراب پینے، سود کھانے اور ریشم پہننے کی وجہ سے بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے۔“ (العیاذ باللہ تعالیٰ) (ایضاً)

### کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ

حدیث 18: رسول انور صاحب کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

”کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، مؤمن کو ناحق قتل کرنا، سود اور یتیم کا مال کھانا ہے۔“ (ایضاً)

### 40 دن کے عمل قبول نہیں

حدیث 19: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے سعد (رضی اللہ عنہ)! اپنی غذا پاک کر لو! مستجاب الدعوات (جس کی دعا میں قبول ہوتی ہوں) ہو جاؤ گے اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! بندہ حرام کا لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو اس کے 40 دن کے عمل قبول نہیں ہوتے اور جس بندے کا گوشت حرام سے پلا بڑھا ہو اس کے لیے آگ زیادہ بہتر ہے۔ (ایضاً)

## نیکیوں کے باوجود جہنم میں

حدیث 20: رسول اکرمؐ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”قیامت کے دن کچھ لوگوں کو لایا جائے گا جن کے پاس تہامہ پہاڑوں کی مثل نیکیاں ہوں گی یہاں تک کہ جب ان کو لایا جائے گا تو اللہ عزوجل ان کی نیکیوں کو اڑتی ہوئی خاک کی طرح کر دے گا، پھر انہیں جہنم میں پھینک دے گا، عرض کی گئی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیسے ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ نماز پڑھتے، زکوٰۃ دیتے، روزے رکھتے اور حج کرتے ہوں گے لیکن جب انہیں کوئی حرام چیز پیش کی جاتی تو لے لیتے تھے، پس اللہ عزوجل ان کے اعمال مٹا دے گا۔ (ایضاً)

## حرام کھانے والے کے فرض و نفل قبول نہیں

حدیث 2: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”عذاب کے مستحق لوگوں کے گھروں پر ہر دن اور ہر رات ایک فرشتہ نداء دیتا ہے:

جس نے حرام کھایا اس کا نہ کوئی نفل قبول ہے نہ فرض۔“ (ایضاً)

## حج قبول نہیں

حدیث 22: نبی اکرمؐ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے حرام مال سے حج کیا اور لبیک کہا، تو اللہ عزوجل فرماتا ہے: تیری کوئی لبیک نہیں، نہ ہی ”سعدیک“ (تیرے لیے خوشخبری ہے) اور تیرا حج تجھ پر لوٹا دیا گیا۔“ (ایضاً)



## ہر شخص سودی

حدیث 23: رحمتِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ سود کھائے بغیر کوئی شخص بھی نہیں ہوگا“ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہر شخص سود کھائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو نہ کھائے گا اس تک سود کی غبار ضرور پہنچ جائے گی اس طرح کہ ہر شخص کسی نہ کسی طرح سودی آدمی کی مدد کرے گا یا اس کے کاروبار پر گواہ بنے گا یا اسی کے سودی کاروبار کو صفحہ قرطاس پر تحریر کرے گا یا اس کے عمل سے راضی ہوگا، کسی نہ کسی طرح ہر شخص سود سے حصہ حاصل کرے گا“۔ (تنبیہ الغافلین، جلد دوم)

## اکبر الکبائر گناہ

حدیث 24: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس میں امانت نہیں نہ اس کا دین ہے نہ نماز اور نہ ہی زکوٰۃ، جس نے حرام مال سے قمیص بنا کر پہنی، جب تک وہ قمیص اتار نہ دے اس کی نماز قبول نہ ہوگی، بے شک یہ بات اللہ کے شایانِ شان نہیں کہ وہ ایسے شخص کا عمل یا نماز قبول فرمائے جس نے حرام کی قمیص پہنچ رکھی ہو۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر)

## اب چند ان احادیث کا ذکر ہوگا جن میں سود خوروں کے عذاب کا تذکرہ ہے

### خون کی نہر

حدیث ۱: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے شبِ معراج دیکھا کہ دو شخص مجھے ارضِ مقدس لے گئے (یعنی بیت المقدس) پھر ہم آگے چل دیئے یہاں تک کہ ہم خون کی ایک نہر پر پہنچے جس میں ایک شخص کھڑا ہوا تھا اور نہر کے کنارے دوسرا شخص کھڑا تھا جس کے سامنے پتھر رکھے ہوئے تھے نہر میں موجود شخص جب بھی باہر نکلنے کا ارادہ کرتا تو کنارے پر کھڑا شخص ایک پتھر اس کے منہ پر مار کر اسے اس کی جگہ لوٹا دیتا اسی طرح ہوتا رہا کہ جب بھی وہ (نہر والا) شخص کنارے آنے کا ارادہ کرتا تو دوسرا شخص اس کے منہ پر پتھر مار کر اسے واپس لوٹا دیتا میں نے پوچھا: یہ نہر میں کون ہے؟ جواب ملا: یہ سود کھانے والا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب البیوع)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی پناہ میں رکھے آمین!

### سخت ترین عذاب

حدیث ۲: حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مجھے آسمان کی طرف لایا گیا تو میں نے آسمان دنیا کی طرف دیکھا اچانک مجھے ایسے لوگ دکھائی دیئے جن کے پیٹ بڑے بڑے گھڑوں کی طرح تھے اور ان کی توندیں لٹکی ہوئی تھیں وہ ان فرعونوں کی گزرگاہ پر پڑے ہوئے تھے جو صبح

و شام آگ پر پیش کیے جاتے ہیں، وہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب عزوجل! قیامت کبھی نہ قائم کرنا، میں نے جبریل (علیہ السلام) سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا: یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے سود کھانے والے ہیں، یہ کھڑے نہیں ہو سکتے مگر جیسے وہ کھڑا ہوتا ہے جسے آسیب نے اسے چھو کر پاگل بنا دیا ہو۔

(مکاشفة القلوب الزواجر عن اقتراف الکبائر)

### سود سے بھرے پیٹ

حدیث 3: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شبِ معراج مجھے ساتویں آسمان پہ اپنے سر کے اوپر بجلی کی کڑک سنائی دی، میں نے دیکھا تو وہاں موجود لوگوں کے پیٹ ان کے ہاتھوں کے درمیان گھر کے مکانوں کی طرح تھے، جن میں دوڑتے ہوئے سانپ باہر سے صاف نظر آ رہے تھے، میں نے جبریل امین (علیہ السلام) سے پوچھا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: اے محبوبِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ سود خور ہیں۔

(مشکوٰۃ، جلد 1، کتاب الربوا، تنبیہ الغافلین، جلد دوم)

### حدیث پاک کی نفیس شرح

”مرآة المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح“ میں اسی حدیث کی شرح میں ہے: ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ حقیقت ہے، اس لیے آپ کی نگاہ نے وہ واقعہ دیکھ لیا جو آئندہ اور قیامت تک ہونے والا تھا، ورنہ اس وقت تو دوزخ میں کوئی نہ تھا، دوزخ و جنت میں سزا و جزا کے لیے داخلہ بعد قیامت ہوگا اور چونکہ سود خور ہوسے ہوتا ہے کہ کھاتا تھوڑا ہے حرص و ہوس

زیادہ کرتا ہے اس لیے ان کے پیٹ واقعی کوٹھڑیوں (مکانوں) کی طرح ہوں گے، لوگوں کے مال جو ظلماً وصول کرتے تھے وہ سانپ بچھو کی شکل میں نمودار ہوں گے، آج اگر ایک معمولی کیڑا پیٹ میں پیدا ہو جائے تو تندرستی بگڑ جاتی ہے، آدمی بے قرار ہو جاتا ہے تو سمجھ لو کہ جب اس کا پیٹ سانپوں، بچھوؤں سے بھر جائے تو اس کی تکلیف و بے قراری کا کیا حال ہو گا؟ رب کی پناہ! غالب یہ ہے کہ یہ واقعہ جسمانی معراج کا ہے، صرف منامی یعنی خواب کی معراج کا نہیں، کیونکہ حضرت جبریل امین علیہ السلام کا ساتھ ہونا اور یہ سوال و جواب اس بیداری کی جسمانی معراج میں ہوئے۔ اس (حدیث پاک) سے معلوم ہوا کہ اگرچہ سود دینا بھی حرام ہے، مگر سود لینا زیادہ سخت حرام ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سود خور کا یہ حال ملاحظہ فرمایا کہ سود خور گنہگار بھی (ہے) ظالم بھی، سود دینے والا گنہگار ہے مگر ظالم نہیں بلکہ مظلوم۔ (مرآة المناجیح، جلد 4، کتاب الربوا)

## بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ

(۱) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تقویٰ

ایک دفعہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کی کمائی کا دودھ پی لیا، دودھ پینے کے بعد آپ نے دودھ کے بارے میں دریافت فرمایا کہ دودھ کہاں سے آیا؟ تو اس نے کہا: میں نے ایک قوم کے لیے کہانت (جھاڑ پھونک) کی تھی، انہوں نے مجھے دودھ دیا تھا، آپ نے اپنے منہ میں انگلی ڈال کر قے کرنا شروع کی، یہاں تک کہ غلام کو خیال ہوا کہ شاید آپ کا دم نکل جائے گا، پھر آپ نے فرمایا: الہی! میں تیرے سامنے عذر کرتا ہوں، اس دودھ سے جو رگوں اور آنتوں میں رچ چچ گیا ہو۔

(احیاء العلوم، جلد 2)

## (2) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تقویٰ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کی اونٹنی کا دودھ پی لیا (بھول سے) اور معلوم ہونے پر حلق میں انگلی ڈال کرتے کر دی۔ (ایضاً)

## (3) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تقویٰ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے اور دار الخلافہ کے لٹ جانے کے بعد جو غذا کھائی تو اس پر اپنی مہر دیکھ لیتے تھے تاکہ شبہ (کے مال) سے محفوظ رہیں۔ (ایضاً)

یہ عظیم تقویٰ کی مثالیں ہیں اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ میرے آقا تا جد اربعہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں کہ ”بندہ پرہیزگاروں میں سے ہونے کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا“ حتیٰ کہ مضائقہ والی چیزوں سے ڈرتے ہوئے غیر مضائقہ والی چیزوں کو چھوڑ دے۔

اور شبہ والے مال کی تعریف یہ ہے کہ

”ہر وہ چیز جس کے بارے میں یقین تو نہ ہو بلکہ ظن غالب ہو کہ غیر کی ملکیت ہے، ایسی چیز مشتبہ ہے اور ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ شبہ والے مال سے بھی ضرور بچتے تھے۔“

## (4) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا تقویٰ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مالِ غنیمت میں سے خوشبو پیش کی گئی تو انہوں نے ناک پر ہاتھ رکھ لیا اور فرمایا: اس کی خوشبو سے ہی فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں دوسرے مسلمانوں کے بغیر تنہا اس کی خوشبو سونگھوں۔ (رسالہ تشریح ذرعیہ کا بیان)

### (5) چالیس سال روتے رہے

حضرت کہمبس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ایک گناہ کیا تو چالیس سال سے اب تک اس پر رو رہا ہوں وہ (گناہ) یہ تھا کہ میرے ایک بھائی سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ایک دانگ (سکہ) سے اس کے لیے تلی ہوئی مچھلی خریدی، جب وہ مچھلی کھا چکے تو میں نے اپنے پڑوسی کی دیوار سے مٹی کا ٹکڑا لیا تاکہ وہ اس کے ساتھ اپنے ہاتھ دھوئیں اور میں نے اس (پڑوسی) سے اجازت نہیں لی تھی۔ (ایضاً)

### (6) لاؤ کوئی ایسی مثال

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قیمتی جانور کھلا چھوڑ دیا اور خود نمازِ ظہر پڑھنے لگے، جانور شاہی بستی کی کھیتی میں چرنے لگا تو حضرت ابن مبارک علیہ الرحمۃ نے اس (جانور) کو چھوڑ دیا اور اس پر سوار نہ ہوئے۔ (ایضاً)

پیارے اسلامی بھائیو!

یہ ہے ہمارے بزرگانِ دین رحمہم اللہ کا عظیم تقویٰ! ان کا جانور بھولے سے چراگاہ میں چلا گیا تو اس کو چھوڑ دیا، پر آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہم خود اپنے جانوروں کو غیر کی چراگاہوں میں چراتے ہیں اور ان سے اجازت تک نہیں لیتے۔ یہ مسئلہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ کسی کی زمین میں بغیر اجازت کے اپنے جانور کو چرانا حرام ہے، اگر ہم بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ جیسا تقویٰ اختیار نہیں کر سکتے تو کم از کم حرام سے تو بچ سکتے ہیں؟ دوسرا ان بزرگ علیہ الرحمہ کی حکایت جنہوں نے پڑوسی کی اجازت کے بغیر تھوڑی سی مٹی اس کی دیوار سے لے لی تو چالیس سال تک روتے رہے اور ہمارے معاشرے میں تو پڑوسیوں کے بہت حقوق پامال کیے جاتے ہیں، ان کو طرح طرح سے اذیت دی جاتی ہے، حالانکہ شریعت میں پڑوسیوں کے بہت زیادہ حقوق ہیں، ان کو اذیت دینا حرام ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کا

پڑوسی اس کی شرارتوں سے امن میں نہ ہو۔ (صحیح مسلم)

### (7) امام اعظم رضی اللہ عنہ کا تقویٰ

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ایک جنازہ پڑھنے تشریف لے گئے دھوپ کی بڑی شدت تھی اور وہاں کوئی سایہ نہ تھا۔

ساتھ ہی ایک شخص کا مکان تھا اس مکان کی دیوار کا سایہ دیکھ کر لوگوں نے امام اعظم علیہ الرحمہ سے عرض کیا کہ حضور! آپ اس سائے میں کھڑے ہو جائیے! آپ نے فرمایا: اس مکان کا جو مالک ہے وہ میرا مقروض ہے اور اگر میں نے اس کی دیوار سے کچھ نفع حاصل کیا تو میں ڈرتا ہوں کہ عند اللہ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) کہیں سود لینے والوں میں شمار نہ ہو جاؤں کیونکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس قرض سے کچھ نفع لیا جائے وہ سود ہے چنانچہ آپ دھوپ میں ہی کھڑے رہے۔

(فیضانِ سنتِ قدیم)

اللہ تعالیٰ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو آمین!

### (8) کالے درہموں کے بدلے سفید درہم نہ لیے

امام اعظم رضی اللہ عنہ سے کسی نے قرض کیا تو آپ نے اس شخص کو رقم قرض دی جو کالے درہم تھے جب وہ شخص قرض کی رقم واپس کرنے آیا تو سفید درہم لے کر آیا تو آپ نے لینے سے انکار فرما دیا اور فرمایا کہ میں نے تمہیں جو رقم قرض دی تھی وہ کالے درہم تھے تم بھی مجھے کالے درہم ہی واپس کرو مجھے خوف ہے کہ کالے درہموں کے بدلے سفید درہم لینے سے کہیں سود نہ ہو جائے اور پھر آپ علیہ الرحمہ نے کالے درہم ہی لیے۔ اللہ اکبر! (تفسیر نبوی)

### (9) عظیم امام کا عظیم تقویٰ

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بے مثال تقویٰ کا اندازہ اس بات سے لگایا جا

سکتا ہے کہ ایک بار کوفہ میں کچھ بکریاں چوری ہو گئیں تو آپ نے دریافت کیا کہ بکری زیادہ سے زیادہ کتنے سال زندہ رہتی ہے؟ لوگوں نے بتایا: سات سال زندہ رہتی ہے، تو آپ علیہ الرحمہ نے سات سال تک بکری کا گوشت نہیں کھایا (کہ کہیں چوری کی بکری کا گوشت انجانے میں جسم میں نہ چلا جائے) انہی دنوں آپ نے ایک فوجی کو دیکھا کہ اس نے گوشت کھا کر اس کا فضلہ کوفہ کی نہر میں پھینک دیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مچھلی کی طبعی عمر کے بارے دریافت کیا اور پھر اتنے سال تک مچھلی کے گوشت سے پرہیز کیا اس خوف سے کہ آپ نے فوجی کو بکری کا گوشت کھانے کے بعد اس کی ہڈیاں وغیرہ دریا میں ڈالتے دیکھا تو آپ علیہ الرحمہ کی یہ باریک بینی کہ اگر وہ بکری جو فوجی نے کھائی چوری کی ہو اور چوری کی بکری کی ہڈیاں دریا میں ڈالنے کے بعد مچھلی کھائے گی تو مچھلی کو بھی چھوڑ دو کہ کہیں وہ چوری کی بکریوں کی ہڈیوں کا اثر مچھلی کے ذریعے میرے بدن میں نہ چلا جائے۔ اللہ اکبر کبیراً (حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ)

(10) بسطام سے ہمدان چیونٹیوں کو چھوڑنے گئے

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ جو وقت کے ولیوں کے سردار تھے ایک دن آپ نے ہمدان سے بیج خریدے اور واپس اپنے شہر بسطام میں آگئے واپس بسطام آ کر آپ نے جس میں بیج تھے وہ تھیلا کھولا اس میں دو چیونٹیاں تھیں آپ علیہ الرحمہ فوراً بسطام سے ہمدان گئے اور ان چیونٹیوں کو واپس اس دکان میں دے کر آئے جس سے آپ نے بیج خریدے تھے اس خوف سے کہ وہ چیونٹیاں جو میرے مال میں زیادہ آگئیں وہ حرام اور سود نہ ہو جائیں۔ (تفسیر نبی)

اللہ اکبر! ہمارے بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کا کیسا تقویٰ اور کیسی پرہیزگاری تھی!

ہزار جانیں فدا ان کے تقویٰ و پرہیزگاری پر!

وہ لوگ کتنے عظیم الشان تھے ان کی نظر میں شعائرِ اسلام کی کس قدر اہمیت و



فضیلت تھی، انہی صاحب تقویٰ لوگوں کی برکت سے زمین و آسمان کا نظام قائم ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے چہرے خوفِ خدا عزوجل کی وجہ سے زرد پڑ گئے، ان کی آنکھوں میں شبِ بیداری و آہ و زاری کی چمک ہے، ان کی زبانیں ذکرِ خدا و مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مزین ہیں، ان کے لبوں پر خوف و خشیت کی وجہ سے ہنسی کی چمک نہیں، ان کی آنکھوں سے اشک باری کا طوفان جاری ہے۔

ان کے دل خوف و للہیت سے بھر پور،

ان کے بدن فقر کی وجہ سے کمزور پڑ گئے ہیں، ان کے جسم کا ہر رونگٹا اللہ عزوجل کے خوف سے کانپتا ہے۔ الغرض! ان کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزرتا ہے، پھر یہی عظیم لوگ منزلیں طے کر کے ایسے بلند مقام پر فائز ہو جاتے ہیں۔ اللہ عزوجل اپنی عطا سے ان کو اتنا نوازتا ہے کہ یہی لوگ اگر مردے کو کہیں: "قُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ" تو وہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو جاتا ہے، اگر چاہیں تو دو قدم میں کہاں سے کہاں پہنچ جائیں، آنے والے حالات و واقعات بتا دیں، گزرے ہوئے وقت کی خبریں سنا دیں، شکم مادر میں کیا ہے؟ بتا دیں، ان کی نگاہ جس سمت اٹھتی ہے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں، اگر چاہیں تو قبر والوں سے ہم کلام ہو جاتے ہیں، اگر چاہیں تو اپنی آواز ہزاروں میل دور کسی کو پہنچا دیں، ان کی تحریر میں وہ اثر ہے جس سے رُکے دریا چل پڑتے ہیں، ان کے کلام میں وہ تاثیر ہے جو دلوں سے کفر کو نکال کر نورِ ایمان داخل کر دیتا ہے، یہ اشارہ فرما دیں تو اڑتے پرندے ہوا میں ٹک جائیں، یہ ہاتھ اٹھا دیں تو بادل برس جائیں، یہ نگاہ اٹھا دیں تو تقدیر بدل دیں!

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی لاکھوں کی تقدیر دیکھی

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

پیارے اسلامی بھائیو!

یہ ہے ہمارے بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ، ان کی باریک بینی، ان کا خوفِ خدا!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: سود کو چھوڑو اور جس (مال) میں سود کا شبہ بھی ہو اسے بھی چھوڑو۔

ہمارے بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ حرام اور سود اور شبہ سود (جس میں سود کا شائبہ پایا جائے) تو ایک طرف ریا، وہ تو فضولِ حلال سے بچا کرتے تھے، فضولِ حلال سے مراد اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد جو کچھ بچتا جس کی انہیں ضرورت نہ ہوتی وہ مال تو حلال ہوتا لیکن کسی کام میں نہ آنے کی وجہ سے وہ بزرگ اسے فضول سمجھتے اور اسے راہِ خدا میں لٹا دیتے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے ایک مرتبہ حلوہ بنا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ حلوہ کہاں سے آیا؟ تو آپ کی بیوی نے کہا: ہر ماہ کے پیسوں میں سے میں بچا کر رکھ لیتی تھی، آج ان پیسوں کا حلوہ تیار کیا، تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ماہ تم اتنی رقم بچا لیتی ہو جس کی تمہیں ضرورت نہیں ہوتی، تو آپ رضی اللہ عنہ نے اتنی رقم اپنی تنخواہ سے کم کر وادی، کیسا عظیم الشان تقویٰ ہے۔

اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا وظیفہ پہلے چار ہزار درہم تھا جو کم ہو کر وقتِ وفات چار سو درہم رہ گیا۔

ہمارے بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کے تقویٰ و طہارت کا کیا کہنا! امام اعظم علیہ الرحمہ جنہوں نے ایک رکعت میں قرآنِ پاک ختم فرمایا، حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ جو ولایت کے اس درجہ میں پہنچ چکے تھے کہ خود فرماتے ہیں کہ اب میری تیس سال سے یہ کیفیت ہے کہ جب اللہ عزوجل کا نام لینا چاہتا ہوں تو پہلے تین مرتبہ اپنی زبان دھولیتا ہوں، اور حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ جو توبہ کے بعد ایسے مقام پر فائز

ہوئے کہ ایک مرتبہ آپ پانی پر چلنے لگے تو یہ دیکھ کر حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ بے ہوش ہو کر گر پڑے حالانکہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ آپ کے استاد تھے اور آپ کے مقام سے حیران تھے آج ہم اس دور میں ان نفوسِ قدسیہ جیسا تقویٰ باریک بینی نہیں اپنا سکتے تو کم از کم سیدھے سادھے سود اور حرام سے تو اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں سودی کاروبار سودی لین دین جو اے رشوت وغیرہ حرام کاموں سے تو خود کو بچا سکتے ہیں۔ اے مولائے کائنات جل جلالہ! اپنے ان اولیاء کے صدقے ہمیں حقیقی متقی اور گناہوں سے نفرت کرنے والا بنا دے! مولا! بد ہیں تو بھلے بنا دے!

بد ہیں تو آپ کے بھلے ہیں تو آپ کے ٹکڑوں سے تو یہاں کے پلے رخ کدھر کریں  
سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں  
جالوں پے جال پڑ گئے لہذا وقت ہے مشکل کشائی آپ کے ناخن اگر کریں  
(حدائق بخشش)

### سود خور ولی بن گیا

حبیب عجمی جو بہت امیر تھے اہل بصرہ کو سود پر قرضہ دیا کرتے تھے مقروض سے قرض وصول کرنے جاتے اگر اسی وقت قرض وصول نہ ہوتا تو ہر جانہ وصول کرتے۔ ایک دن کسی کے یہاں وصولیابی کے لیے پہنچے تو گھر پر مقروض موجود نہ تھا اس کی بیوی نے کہا: نہ تو شوہر گھر میں موجود ہے نہ میرے پاس کوئی چیز ہے البتہ میں نے آج ایک بھیڑ ذبح کی ہے جس کا تمام گوشت تو ختم ہو چکا ہے البتہ باقی رہ گیا ہے وہ میں تمہیں دے سکتی ہوں۔ چنانچہ آپ نے وہ سر لے لیا اور سر کو لے کر گھر پہنچے اور بیوی کو کہا: یہ سر سود میں ملا ہے اسے پکا ڈالو بیوی نے کہا: گھر میں نہ لکڑی ہے نہ آٹا کیسے پکاؤں؟ آپ نے کہا: ان دونوں چیزوں کا انتظام بھی سود سے کرتا ہوں اور سود ہی سے دونوں چیزیں خرید کر لائے کب کھانا تیار ہو چکا تو فقیر نے آ کر سوال کیا آپ نے اسے کچھ

نہ دیا اور فقیر کو کہا کہ ہم تمہیں دینے کے بعد غریب ہو جائیں گے اور تو امیر ہو جائے گا، چنانچہ فقیر مایوس ہو کر چلا گیا، جب بیوی نے سالن نکالنا چاہا لیکن سالن کی جگہ ہنڈیا خون سے لبریز تھی، آپ کی بیوی نے آپ کو آواز دے کر کہا: دیکھو! تمہاری کنجوسی اور بدبختی سے یہ کیا ہو گیا، آپ کو یہ دیکھ کر عبرت حاصل ہوئی، بیوی کو گواہ بنا کر کہا: آج میں ہر بُرے کام سے توبہ کرتا ہوں، یہ کہہ کر مقروض لوگوں سے اصل رقم لینے اور سود ختم کرنے کے لیے نکلے، راستے میں کچھ بچے کھیل رہے تھے، آپ کو دیکھ کر کچھ لڑکوں نے آوازیں کسنا شروع کر دیں کہ دور ہٹ جاؤ! حبیب سود خور آ رہا ہے، کہیں اس کے قدموں کی خاک ہم پر نہ پڑ جائے اور ہم اس جیسے بدبخت نہ بن جائیں۔ یہ سن کر آپ بہت رنجیدہ ہوئے اور حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے، انہوں نے آپ کو ایسی نصیحت فرمائی کہ بے چین ہو کر دوبارہ توبہ کی، توبہ کر کے جب آپ آگے گئے تو انہی لڑکوں نے کہنا شروع کیا کہ راستہ دے دو! اب حبیب توبہ کر کے آ رہا ہے! کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے قدموں کی گرد اس پر پڑ جائے اور اللہ عزوجل ہمارا نام گنہگاروں میں درج کر دے۔ آپ نے بچوں کی بات سن کر اللہ عزوجل سے عرض کی: تیری قدرت بھی عجیب ہے! آج ہی میں نے توبہ کی اور آج ہی تو نے لوگوں کی زبان سے میری نیک نامی کا اعلان کر دیا، اس کے بعد آپ نے منادی کرادی: جو بھی شخص میرا مقروض ہو وہ اپنی تحریر اور مال واپس لے جائے، اس کے علاوہ آپ علیہ الرحمہ نے اپنی ساری دولت راہِ خدا میں لٹادی، پھر ساحلِ فرات پر ایک عبادت خانہ تعمیر کروایا اور عبادت میں مشغول رہے اور یہ معمول بنا لیا کہ دن کو علم دین کی تحصیل کے لیے حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کی خدمت میں پہنچ جاتے اور رات بھر مشغول عبادت رہتے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو آمین!

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حکایت

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب عزوجل! جو شخص سود کھاتا ہو اور اس سے توبہ نہ کرے تو اس کی سزا کیا ہے؟ فرمایا: اے موسیٰ (علیہ السلام)! میں اسے قیامت کے دن تھوہر کے درخت سے کھلاؤں گا۔

تھوہر کا درخت کیا ہے؟

تھوہر کے درخت کا پھل جہنمیوں کی غذا ہے، اس کی تلخی اور عذاب کی سختی کا یہ عالم ہے کہ اگر اس کا ایک قطرہ زمین پر ٹپکا دیا جائے تو دنیا والوں کی زندگی تلخ ہو جائے۔

(بحر الدموع)

خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر  
بچا لو آ کر شفیع محشر کہ تمہارا بندہ عذاب میں ہے

سود خوروں کا عبرت ناک انجام(۱) کاروبار تباہ ہو گیا

ایک شخص جو کسی اچھی جگہ نوکری (Job) کرتا تھا، اچھی خاصی تنخواہ لیتا تھا، ہنسی خوشی زندگی گزار رہا تھا کہ اچانک اس پر فانی دنیا کی فانی دولت کا بھوت سوار ہو گیا، وہ اب زیادہ سے زیادہ دولت کمانے کی ہوس لیے مختلف منصوبے بنانے لگا، صحبت یاراں میں سے کسی دوست نے مشورہ دیا کہ میرے پاس تھوڑے پیسے ہیں ہم بینک سے سودی قرضہ لیتے ہیں اور کوئی اچھا سا کاروبار شروع کر لیتے ہیں، وہ شخص جو اپنی نوکری پر اچھا گزارا کر رہا تھا، دولت کے نشے میں مست ہو کر اس نے بینک سے سودی قرضہ لے کر کاروبار شروع کر لیا، پہلے پہل اس کا کاروبار چمکا، اس میں اضافہ ہوا، وہ اپنے منصوبے میں کسی حد تک کامیابی کی طرف بڑھنے لگا، پر کسے پتہ تھا کہ آگے کیا ہونے

والا ہے؟ اُن کا کاروبار آہستہ آہستہ تنزلی کی طرف جانے لگا، آئے دن لاکھوں کا نقصان ہو جاتا، نقصان ہوتے ہوتے اُن کا وہ کاروبار جس پر اُن کی امیدیں وابستہ تھیں وہ تباہی کے عمیق گڑھے میں جا پہنچا، کاروبار میں زبردست نقصان ہونے کی وجہ سے فریقِ ثانی جس نے سودی قرضہ لینے کا اصرار کیا تھا، کافی رقم لے کر روپوش ہو گیا اور سودی قرضہ کی رقم جو اس نے اپنی ضمانت پر نکلوائی تھی، اس پر واجب الادا ہو گئی، پر یہ لاکھوں روپے کہاں سے ادا کرے کہ اس کی خود اپنی رقم جو لاکھوں پر مشتمل تھی کاروبار میں تباہ ہو چکی تھی، کسی وجہ سے اس کی نوکری بھی چھوٹ گئی اور لاکھوں روپے کا قرضہ بھی اس پر چڑھ گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ لکھ پتی سے کنگال ہو گیا۔

پیارے اسلامی بھائیو!

خدارا! غور کیجئے کہ کیا فائدہ ہوا ان دونوں کو سوائے تباہی کے، قرآن و حدیث نے صاف اور واضح الفاظ میں یہ حکم فرما دیا کہ سود میں بربادی ہے، اس سے بچ جاؤ۔ اور علماء کرام فرماتے ہیں کہ سود تو اصل روپیہ کو بھی لے جاتا ہے، برکت زائل ہو جاتی ہے، نحوست نازل ہوتی ہے، سکون تباہ ہو جاتا ہے، دنیا و آخرت میں نقصان کا باعث بنتا ہے، اگر کسی نے معاشرے کی غلط رسومات پر اپنی انا کو اجاگر رکھنا ہوتا ہے تو سود کی رقم لے لیتے ہیں، اگر کسی نے معاشرے میں اپنی واہ واہ چاہنی ہوتی ہے تو وہ دولت کی طلب میں اتنا اندھا ہو جاتا ہے کہ پھر اسے حلال، حرام کی پرواہ نہیں رہتی اور وہ رندوں کی طرح لوگوں پر ظلم کر کے ناجائز مال حاصل کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں نے پناہ حاصل کیا، حالانکہ یہ حرام مال اس کے لیے جہنم کا سامان ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!)

ایب حکیم کا عبرت ناک واقعہ

دعوتِ اسلامی کی مجلسِ شوریٰ کے نگران حاجی محمد عمران عطاری سلمہ الباری اپنے

بیان ”سود کی نحوست“ میں فرماتے ہیں:

”مدینۃ الاولیاء ملتان شریف کے ایک حکیم صاحب جو حکمت کا کام کرتے تھے لوگوں میں کافی مشہور تھے ایک رات گھر آئے، کھانا کھا کر سو گئے، آدھی رات کے وقت حکیم صاحب کو پیٹ میں درد شروع ہوا جو بتدریج بڑھتا گیا، حکیم صاحب اٹھے اور بیٹھ گئے کہ اچانک حکیم کا پیٹ پھول گیا، اور پھول کر پیٹ اچانک پھٹ گیا، جس کی وجہ سے کمرے کی دیواروں پر خون کے نشانات پڑ گئے، پورے گھر میں بدبو پھیل گئی، صبح ہوئی تو یہ خبر پورے شہر میں آگ کی طرح پھیل گئی، بدبو کی وجہ سے گھر والے اندر نہ جاسکے۔ میونسپل کمیٹی کے عملے کو بمعہ گاڑی بلوا کر حکیم کی میت کو کوڑا کرکٹ والی گاڑی میں رکھ کر بھجوا دیا گیا، لوگوں نے پوچھا: یہ حکیم آخر کون سا ایسا کام کرتا تھا؟ بتایا گیا کہ حکیم نے اس دن کسی غریب عورت سے سود کا مطالبہ کیا اس کے پاس پیسے نہ تھا تو عورت پر کافی سختی کی تو اس عورت نے حکیم کو بددعا دی، جس کی وجہ سے حکیم کا عبرتناک انجام ہوا۔“

(العیاذ باللہ تعالیٰ!)

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے  
 جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سونہونے مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بونے  
 کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تو نے جو آباد تھے وہ محل اب ہیں سونے  
 جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے  
 ملے خاک میں اہل شان کیسے کیسے مکیں ہو گئے لامکاں کیسے کیسے  
 ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے زمیں کھا گئی نوجواں کیسے کیسے  
 جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

## قرضِ حسنہ کے فضائل و مسائل

قرضِ حسنہ کا ذکر کرنا اس جگہ مناسب سمجھا کیونکہ قرض پر نفع جو قولاً یا عادتاً مشروط ہو وہ سود ہے تو قرضِ حسنہ کے فضائل پڑھ کر ہو سکتا ہے کہ کسی کا سود سے بچنے کا ذہن بن جائے تو وہ اگر قرض دے تو قرضِ حسنہ دے جس کی قرآن و حدیث میں فضیلت آئی ہے قرض لینا کسی عذر کے تحت ہو تو غلط نہیں بلکہ سنت سے ثابت ہے پر قرض لے کر جان بوجھ کر مال مٹول کرنا اور قرض خواہ کو واپس نہ کرنا سببِ باعثِ عذابِ نار ہے۔

## قرضِ حسنہ کے فضائل

### (۱) قرض کا ثواب اٹھارہ گنا

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو عالم نور مجسم شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا دیکھا کہ صدقہ کا ثواب دس گنا ہے اور قرض کا اٹھارہ گنا“۔ (المعراج فی ثواب العمل الصالح)

### (۲) قرضِ حسنہ دینے کا اجر

رسولِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

”جب تک قرض کی ادائیگی کا وقت نہیں پہنچا ہوگا تو اسے ایک مثل صدقہ کا ثواب ملے گا اور اگر قرض کی ادائیگی کا وقت آچکا ہوگا تو اسے ہر روز اس کی دو مثل صدقہ کا ثواب ملے گا“۔ (تفسیر درمنثور)

### (۳) قرض کا عظیم ثواب

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم نبی



عظیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جو کسی مسلمان کو دو مرتبہ قرض دیتا ہے اسے دونوں مرتبہ دیئے جانے والے قرض کے عوض اتنی ہی رقم ایک مرتبہ صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔“  
ایک اور روایت میں ہے کہ ”ہر قرض صدقہ ہے۔“

(البحر الرائج فی ثواب العمل الصالح)

## قرض واپس دینے کے بارے میں احادیث

(4) بہترین شخص وہ ہے جو قرض اچھی طرح ادا کرے

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جوان اونٹ قرض لیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ کے اونٹ آئے۔ ابورافع کہتے ہیں کہ مجھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس شخص (قرض خواہ) کا اونٹ ادا کر دوں، میں نے عرض کیا کہ میں تو اس سے اچھا رباعی دانت والا اونٹ ہی پارہا ہوں، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے وہی دے دو کیونکہ بہترین شخص وہ ہے جو قرض اچھی طرح ادا کرے۔ (مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ صحیح مسلم)

غیر مشروط نفع جائز ہے

”صاحب مرآة المناجیح“ اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں:

”اس (حدیث) سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ اگر مقرض بغیر شرط لگائے قرض سے کچھ زیادہ دے دے، خواہ وصف کی زیادتی ہو یا تعداد میں تو وہ سود نہیں، سود وہ ہے جو قولاً یا عادتاً مشروط ہو۔ امام مالک علیہ الرحمہ کے یہاں غیر مشروط زیادتی عدد بھی حرام ہے، زیادتی وصف درست ہے، دوسرے یہ کہ قرض خواہ کو خوش دلی سے قرض ادا کرے۔“

خیال رہے کہ یہاں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلیٰ درجہ کا اونٹ قرض خواہ کو دیا اور اس کی قیمت اپنی طرف سے فقیر کو دی۔“

(مرآة المناجیح جلد 4)

### (5) قرض سے زیادہ دینا لینا جائز ہے خوشی کے ساتھ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرا کچھ قرض تھا تو مجھے عطا فرمایا اور زیادہ دیا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

یہ انعام اور کرم ہے

”صاحب مرآة المناجیح“ اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: ”غالباً یہ وہ ہی واقع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مدینہ منورہ کے راستے میں ان کا تھکا ہوا اونٹ خریدا اس کی قیمت مدینہ منورہ میں تشریف لا کر مرحمت فرمائی اور اونٹ بھی دے دیا اور قیمت بھی زیادہ عطا کی چونکہ یہ زیادتی عقد (سودا) میں مشروط نہ تھی اس لیے سود نہیں بلکہ انعام اور کرم خسروانہ (بادشاہانہ) ہے۔“

### (6) قرض خواہ کا شکر یہ ادا کرنا

حضرت عبداللہ ابن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس ہزار قرض لیے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال آیا تو مجھے ادا فرما دیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے گھر بار اور مال میں برکت دے! قرض کا عوض شکر یہ اور ادا (کرنا) ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

### (7) بہتر شخص وہ ہے

”صحیح بخاری“ جلد 1 ”کتاب الاستقراض“ میں ایک حدیث شریف کے آخر

میں ہے:

”تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرضہ ادا کرنے میں اچھا ہو۔“

### (8) قرض کی تین سورتیں

امام مالک علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر عرض کی کہ میں نے ایک شخص کو قرض دیا اور یہ شرط کر لی کہ جو دیا ہے اس سے بہتر ادا کرنا۔

انہوں نے فرمایا: یہ سود ہے، اس (شخص) نے پوچھا: تو آپ مجھے کیا حکم دیتے

ہیں؟

فرمایا: قرض کی تین صورتیں ہیں:

ایک وہ قرض ہے جس سے مقصود اللہ عزوجل کی رضا حاصل کرنا ہے، اس میں تیرے لیے اللہ عزوجل کی رضا ملے گی اور ایک وہ قرض ہے جس سے مقصود کسی شخص کی خوشنودی ہے، اس قرض سے صرف اس کی خوشنودی حاصل ہوگی اور ایک وہ قرض ہے جو تو نے اس لیے دیا ہے کہ طیب دے کر خبیث حاصل کرے، اس شخص نے عرض کی: تو اب مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: دستاویز پھاڑ ڈال، پھر اگر وہ قرض دار ویسا ہی ادا کرے جیسا تو نے اسے دیا تو قبول کر اور اگر اس سے کم ادا کرے اور تو نے لے لیا تو تجھے ثواب ملے گا اور اگر اس نے اپنی خوشی سے ادا کیا تو یہ ایک شکر یہ ہے جو اس نے کیا۔ (بہار شریعت، جلد دوم)

## قرض خواہ مقروض کا تحفہ قبول نہ کرے

### (9) قرض خواہ کا مقروض سے تحفہ لینا

حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں آیا اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا،

انہوں نے فرمایا: تم ایسی جگہ رہتے ہو جہاں سود کی کثرت ہے، لہذا اگر کسی شخص کے ذمہ تمہارا کوئی حق ہو اور وہ تمہیں ایک بوجھ بوسہ یا جو یا گھاس ہدیہ میں دے تو ہرگز نہ لینا کہ وہ سود ہے۔ (ایضاً)

### (10) ہدیہ قبول نہ کرے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب ایک شخص دوسرے کو قرض دے اور اس کے پاس وہ ہدیہ کرے تو قبول نہ کرے“۔ (بہار شریعت، جلد دوم)

## قرض معاف نہیں ہوگا

### (11) قرض واپس دینے یا نہ دینے کی نیت سے لینا

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول جلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جو لوگوں کے مال قرض لے جس کے ادا کر دینے کا پختہ ارادہ رکھے تو اللہ عز و جل اس سے ادا کرا ہی دیتا ہے اور جو ان کے برباد کرنے کا (نہ ادا کرنے کا) ارادہ کرے تو اللہ اس پر بربادی ڈالتا ہے“۔

(صحیح بخاری، کتاب الاستقراض)

### نیک آدمی کا قرض ادا ہو ہی جاتا ہے

”صاحب مرآة المناجیح“ اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: ”اور ظاہر ہے کہ ایسا آدمی بغیر ضرورت قرض لے گا ہی نہیں اور نہ ناجائز کاموں کے لیے قرض لے گا، رب کا خوف رکھنے والا قرض سے حتی الامکان بچتا ہے اور جس کی نیت قرض لیتے وقت ہی ادا کرنے کی نہ ہو“

پہلے ہی مال مارنے کا ارادہ ہو ایسا آدمی بے ضرورت بھی قرض لے لیتا ہے اور ناجائز طور پر بھی غرضیکہ یہ حدیث بہت سی ہدایتوں پر مشتمل ہے اور تجربہ سے ثابت ہے کہ نیک آدمی کا قرض ادا ہو ہی جاتا ہے خواہ زندگی میں خود ادا کرے یا بعد موت اس کے وارث ادا کریں۔“

(مرآة المناجیح، جلد 4)

## (12) سب سے بڑا گناہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کبیرہ گناہوں کے بعد جن سے اللہ عزوجل نے منع فرمایا ہے اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ بندہ مرنے کے بعد اس حالت میں اُس کی بارگاہ میں حاضر ہو کہ اس پر ایسا قرض ہو جسے اس نے پورا نہ کیا ہو۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر)

## (13) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقروض کی نماز جنازہ پڑھانے

### سے انکار فرما دیا

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول بشیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا لوگوں نے عرض کیا: اس پر نماز پڑھئے! فرمایا: کیا اس پر کچھ قرض ہے؟ عرض کیا: نہیں! آپ نے نماز پڑھ لی۔ پھر دوسرا جنازہ لایا گیا فرمایا: کیا اس پر کچھ قرض ہے؟ عرض کیا گیا: ہاں! فرمایا: کیا کچھ مال چھوڑا بھی ہے؟ عرض کیا: تین اشرفیاں تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھ لی۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا فرمایا گیا: اس پر کچھ قرض ہے؟ عرض کیا گیا: تین اشرفیاں فرمایا: کیا اس نے کچھ مال چھوڑا بھی ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: اپنے یار پر تم ہی نماز پڑھو۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس پر نماز پڑھیں اس کا قرض میرے ذمہ ہے تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

نماز پڑھی۔ (صحیح بخاری جلد ۱، مشکوٰۃ المصابیح)

### اس حدیث پاک کی نفیس شرح

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ ”مرآة المناجیح“ میں اس حدیث پاک کی شرح

میں فرماتے ہیں:

”اس واقع سے چند مسائل معلوم ہوئے، ایک یہ کہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے کہ بعض کے ادا کرنے سے ادا ہو جاتی ہے، دوسرے یہ کہ گناہ یا بُری رسمیں روکنے کے لیے عالم دین یا شیخ وقت گنہگار پر جنازہ پڑھنے سے انکار کر سکتا ہے تاکہ لوگ عبرت پکڑیں اور یہ رسمیں چھوڑ دیں۔ انصارِ مدینہ قرض لینے کے بہت عادی تھے، ان کے مکانات، جائیدادیں، سامان یہود کے ہاں گروی تھے، معمولی باتوں پر قرض لے لیا کرتے تھے، اس بُری رسم کو مٹانے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقروضوں پر سختی فرمائی، پھر جب یہ آیت کریمہ اتری:

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ. (۶:۳۳)

ترجمہ کنز الایمان: یہ نبی مسلمانوں کے ان کی جان سے زیادہ مالک ہیں۔ تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرما دیا کہ اب جو فوت ہوا کرے گا تو اس کا مال اس کے وارثوں کے لیے ہوگا اور اس کا قرض یا اس کے یتیم، غریب بچوں کی پرورش میرے ذمہ ہوگی۔ حق تو یہ ہے کہ اب بھی ہمیں اور ہمارے بچوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی پال رہے ہیں، جیسے قرآنی فرمان ”أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ“ سارے مسلمانوں کو شامل ہے، ایسے ہی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش سب مسلمانوں کو شامل ہے، تیسرے یہ کہ میت کی طرف سے ضامن بننا جائز ہے، اکثر علماء کا یہی قول

ہے۔ امام اعظم علیہ الرحمہ کے ہاں یہ ضمان جائز نہیں، وہ فرماتے ہیں کہ یہ ضمانت نہ تھی بلکہ وعدہ ادا تھا، ضمانت اور وعدہ ادا میں بڑا فرق ہے، امام صاحب کے ہاں اگر میت مال چھوڑ دے تو اس کی تقسیم میراث یا ادائے قرض کی ذمہ داری جائز ہے۔ (از لمعات مرقات) خیال رہے کہ صاحبین کے ہاں میت کی ضمانت اسی حدیث کی بناء پر جائز ہے، فتویٰ قول صاحبین پر ہے۔ (مرآة المناجیح جلد 4)

### (14) شہید ہونے کے بعد بھی قرض معاف نہیں ہوگا

حضرت محمد ابن عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم مسجد کے صحن میں بیٹھے تھے، جہاں جنازے رکھے جاتے ہیں اور رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی، پھر کچھ دیکھا، پھر اپنی نگاہ شریف جھکالی اور اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھا، فرمایا: سبحان اللہ! سبحان اللہ! کیسی سختی نازل ہوئی، فرماتے ہیں: ہم ایک دن رات خاموش رہے، ہم نے بھلائی کے سوا کچھ نہ دیکھا حتیٰ کہ سویرا ہو گیا۔ (راوی) فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: وہ کون سی سختی تھی جو نازل ہوئی؟ فرمایا: قرض کے متعلق، اُس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر کوئی شخص اللہ کی راہ میں مارا جائے پھر زندہ ہو، پھر اللہ کی راہ میں مارا جائے پھر زندہ ہو، حالانکہ اس پر قرض ہو تو بہت میں نہیں جاسکتا، حتیٰ کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں سے غیبی حجاب اٹھے ہوئے تھے

”مرآة المناجیح“ میں اس حدیث پاک کی شرح میں فرمایا:

”اس (حدیث) سے معلوم ہوا کہ زمانہ نبوی میں نماز جنازہ داخل مسجد

میں نہ ہوتی تھی بلکہ خارج مسجد میں ہوا کرتی تھی یہ ہی امام اعظم علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ نماز جنازہ داخل مسجد میں منع ہے لہذا یہ امام صاحب کی دلیل ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ خارج مسجد میں جنازے صرف نماز کے لیے رکھے جاتے ہیں نہ کہ کسی اور مقصد کے لیے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ کے ہاں داخل مسجد میں بھی جنازہ کی نماز درست ہے۔ (ازمرقات)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں سے غیبی حجاب اٹھے ہوئے تھے کہ وہاں ہی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر ہیں اور اسی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، مگر جو کچھ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے ہیں دوسرے نہیں دیکھتے، یہ سبحان اللہ! فرمانا اظہارِ تعجب کے لیے ہے، یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ سختی کسی خاص شکل میں تھی جو آنکھوں سے نظر آ رہی تھی، کوئی خاص وحی نہ تھی کہ وحی کا تعلق کان سے ہے۔ صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم سمجھتے تھے کہ کوئی آسمانی وبال یا مصیبت فوری آنے والی ہے تو ایک دن رات بہت فکر و تردد میں گزرا، مگر خدا کا شکر ہے کہ کوئی آفت نہ آئی، یعنی کوئی وبال یا غیبی آفت نہ تھی بلکہ قرض کی سختی تھی جو مقروض پر ہوگی۔ (مرآة المناجیح جلد 4)

(15) مقروض اگر قرض واپس کرنے کی نیت نہ کرے تو اس کی نیکیاں۔۔۔

### قرض خواہ کو دی جائیں گی

حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت قاسم رضی اللہ عنہ فرماتے

ہیں:

آقا دو عالم نور مجسم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے قرض لیا اور وہ اسے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے بلکہ اسے ادا کرنے



کے معاملہ میں حریص ہے پھر وہ اسے ادا کیے بغیر مر گیا تو اللہ عزوجل اس بات پر قادر ہے کہ اس کے قرض خواہ کو اپنے پسندیدہ انعامات کے ذریعے راضی کر دے اور مرنے والے کی مغفرت فرمادے اور جس نے قرض لیا اور وہ اسے ادا کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا ہے پھر وہ اسے ادا کیے بغیر مر گیا تو اس سے پوچھا جائے گا: کیا تو یہ گمان کرتا تھا کہ ہم فلاں کو تجھ سے اس کا پورا حق لے کر نہ دیں گے؟ پھر اس کی نیکیوں میں سے کچھ نیکیاں لے لی جائیں گی اور قرض خواہ کی نیکیوں میں قرض کے بدلے کے طور پر ڈال دی جائیں گی اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں تو قرض خواہ کے گناہ اس کے نامہ اعمال میں ڈال دیئے جائیں گے۔ (المعراج فی ثواب العمل الصالح)

### تین پیسے قرض دبانے کا وبال

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ”فتاویٰ رضویہ“ میں فرماتے ہیں:

”جو دنیا میں کسی کے تین پیسے قرض دبائے گا قیامت کے دن اس کے بدلے 700 (سات سو) باجماعت نمازیں (جس کا قرض دبایا ہوگا) اس کو دینی پڑ جائیں گی۔“ (فتاویٰ رضویہ جدید)

### اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا طریقہ

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت عاشقِ غوثِ اعظمِ فقیہ بے مثال محدث لاجواب الشاہ الحافظ القاری العالم المفتی المناظر اسلام کراچی جنہوں نے حق و باطل کے درمیان پہچان وہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن اپنے ”ملفوظات“ میں فرماتے ہیں کہ ”اس زمانے میں قرض دینا اور یہ خیال کرنا کہ وصول ہو جائے گا ایک مشکل خیال ہے میرے پندرہ سو روپے لوگوں پر قرض ہیں جب قرض دیا یہ خیال کر لیا کہ دے دے تو خیر ورنہ طلب نہ کروں گا جن صاحبوں نے

قرض لیا دینے کا نام نہ لیا۔ (پھر خود ہی فرمایا:) جب یوں قرض دیتا ہوں تو ہبہ کیوں نہیں کر دیتا (یعنی تحفہ کیوں نہیں دے دیتا) اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا: جب کسی کا دوسرے پر دین (یعنی قرض) ہو اور اس کی میعاد گزر جائے تو ہر روز اسی قدر روپیہ کی خیرات کا ثواب ملتا ہے جتنا دین (یعنی قرض) ہے اس ثوابِ عظیم کے لیے میں نے قرض دیئے ہبہ نہ کیے کہ پندرہ سو روپے روز میں کہاں سے خیرات کرتا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ جلد اول)

### (16) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ولی ہیں

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب دانائے غیوب منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری امت میں سے جس نے قرض لیا پھر اس کی ادائیگی کے لیے کوشش کی پھر ادا کرنے سے پہلے ہی مر گیا تو میں اس کا ولی ہوں۔“  
(البحر الرانح فی ثواب العمل الصالح)

جو بھولا نہ ہم غریبوں کو رخصا  
یاد اس کی اپنی عادت کیجیے

### (17) مقروض کا مال مٹول کرنا ظلم ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہؐ راحت قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ عالیشان ہے:  
”قرض کی ادائیگی میں مالدار کا مال مٹول کرنا ظلم ہے اور جب تم میں سے کسی کو مال دار شخص کا حوالہ دیا جائے تو وہ اسی سے مانگے۔“

(الزواج من اقراف الکبار)

(18) زمین کے چوپائے اور پانی کی مچھلیاں دعا کرتی ہیں

سرورِ عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:  
 ”اللہ عزوجل اس قوم کو پاک نہیں کرتا جس کا کمزور طاقتور سے پریشان ہوئے بغیر اپنا حق وصول نہیں کر سکتا۔“

مزید ارشاد فرمایا: ”جو قرض دینے والے سے اس حال میں جدا ہوا کہ وہ اس سے راضی تھا تو اس کے لیے زمین کے چوپائے اور پانی کی مچھلیاں دعا کرتی ہیں۔“ (ایضاً)

(19) کم قرض تجھے آزاد رکھے گا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:  
 ”کم گناہ تجھ پر موت آسان کریں گے اور کم قرض تجھے آزاد رکھے گا۔“  
 (ایضاً)

(20) قرض سے آدمی ذلیل بھی ہو جاتا ہے

حضور انور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:  
 ”قرض زمین میں اللہ تعالیٰ کا جھنڈا ہے جب وہ کسی کو ذلیل کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی گردن میں رکھ دیتا ہے۔“ (ایضاً)

(21) مقروض جنت کے دروازے پر روک دیا گیا

حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:  
 ”بے شک تمہارا رفیق جنت کے دروازے پر اپنے قرض کی وجہ سے روک دیا گیا ہے، اگر تم چاہو تو اس کا قرض پورا ادا کرو اور اگر چاہو تو اسے (یعنی مقروض کو) عذاب کے حوالے کرو۔“ (ایضاً)

## مقروض کو مہلت دینے کا اجر

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۗ وَإِنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ  
إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (پ 3، البقرہ 280)

ترجمہ کنز الایمان: ”اور اگر قرض داری تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لیے اور بھلا ہے اگر تم جانو۔“

### (22) قیامت کی تکالیف سے نجات

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جو چاہے اسے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت کی تکالیف سے نجات دے تو (اسے) چاہیے کہ وہ تنگ دست کو مہلت دے یا معافی۔“ (مشکوٰۃ المصابیح)

### (23) مقروض کو معاف کرنے کا اجر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے نوکر سے اس نے کہہ رکھا تھا کہ جب تو کسی تنگ دست کے پاس تقاضا کو جائے تو اسے معاف کر دے، ہو سکتا ہے کہ اللہ ہم کو معافی دے دے، فرمایا کہ وہ اللہ سے ملا تو رب تعالیٰ نے اس سے درگزر فرمایا۔“ (صحیح البخاری جلد ۱، مشکوٰۃ المصابیح)

### (24) جو آسانی کرے اس کے لیے آسانیاں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے مؤمن کی دنیاوی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی دور کی اللہ عزوجل قیامت کے دن کی پریشانیوں میں سے اس کی ایک پریشانی دور فرمائے گا جو دنیا میں تنگ دست کو آسانی فراہم کرے گا اللہ عزوجل دنیا و آخرت میں اس کے لیے آسانیاں پیدا فرمائے گا جو دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور اللہ عزوجل اس وقت تک بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔“

(الحجر الرابع فی ثواب العمل الصالح)

### (25) مقروض کو آسانی پر عرش کا سایہ

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک صاحب لولاک ستیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا اس کے قرض میں کمی کی اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔“ (ایضاً)

### (26) مہلت دینے پر عظیم ثواب

حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ عزوجل کے محبوب دانائے غیوب منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اس کے لیے ہر روز اس قرض کی مثل صدقہ کرنے کا ثواب ہے پھر میں نے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اتنا روزانہ

اتنا ہی مال دو مرتبہ صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پہلے تو میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی، اس کے لیے ہر روز اس قرض کی مثل صدقہ کرنے کا ثواب ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی، اس کے لیے ہر روز اس قرض سے دو گنا صدقہ کرنے کا ثواب ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے روزانہ قرض کی مقدار کے برابر مال صدقہ کرنے کا ثواب تو قرض کی ادائیگی کا وقت آنے سے پہلے ملے گا اور جب ادائیگی کا وقت ہو گیا، پھر اس نے قرض دار کو مہلت دی تو اسے روزانہ اتنا مال دو مرتبہ صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔“

ایک روایت میں ہے کہ جس نے قرض کی ادائیگی کے وقت سے پہلے تنگ دست کو مہلت دی، اسے روزانہ اتنا مال صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا اور جس نے وقتِ ادائیگی کے بعد مہلت دی، اسے روزانہ اس سے دو گنا مال صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ (ایضاً)

### (27) دعائیں قبول پریشانیاں دُور

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی دعائیں قبول ہوں اور پریشانیاں دور ہوں تو اسے چاہیے کہ تنگ دست کو مہلت دیا کرے۔“ (ایضاً)

### (28) جہنم کی تپش سے محفوظ

رسول اکرمؐ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو کسی تنگ دست کو مہلت دے گا یا اس سے قرض ساقط کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی تپش سے محفوظ فرمائے گا“۔ (تفسیر درمنثور)

## مذمت مال

پیارے اسلامی بھائیو!

اگر کسی چیز کی اہمیت یا اصلیت کا اندازہ لگانا ہو تو پہلے اس چیز کی حقیقت کو جاننا جاتا ہے کہ اس کام کی یا چیز کی شرعاً کیا حیثیت ہے، ہماری شریعت میں وہ مال داری جس میں سخاوت ہو، مال حرام کا نہ ہو اور اس مال کی زکوٰۃ بھی پوری نکالی جائے، یہ مال داری مذموم نہیں بلکہ یہ مال داری اس کے لیے جنت کا سامان کرے گی۔

اگر وہ اس مال داری سے اپنے غریب رشتہ داروں کی مدد کرتا ہے تو ایک ثواب عظیم حاصل کرتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے: ”قربت داروں سے نیکی کرنا عمر دراز اور رزق وسیع کرتا ہے اور اگر وہ اسی مال داری سے مساکین کا دل خوش کرتا ہے تو ان کی دعائیں حاصل کرتا ہے“۔

حدیث پاک ہے: ”جنت کی کنجی مساکین کی محبت اور ان کی مدد ہے“۔

اور اگر وہ اس مال داری سے ان سفید پوش لوگوں کی مدد کرتا ہے جو اپنی راتوں کو فاقوں میں تو گزار دیتے ہیں لیکن دست درازی سے گریز کرتے ہیں، ان کے دل کسی چیز کو ترس بھی جائیں تو وہ زبان سے اس کا اظہار نہیں کرتے، انہی کے بارے میں حدیث پاک میں ہے:

”اللہ تعالیٰ سوال نہ کرنے والے تنگ دست عیال دار کو دوست رکھتا ہے“۔

اگر وہ اپنی مال داری سے ان روپوش اور سفید پوش لوگوں کی مدد کرتا ہے تو وہ شخص وہ کام کرتا ہے جو اولیاء کرام نے کیا اور ظاہر ہے کہ جب ان غریب و مساکین اور سفید پوش لوگوں کی مدد کرے گا تو وہ اس کو دعائیں دیں گے، ان کے دل خوش ہوں گے اور

کسی مسلمان کا دل خوش کرنا عظیم نیکی ہے۔ حدیث شریف میں ہے: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں کہ تو کسی مسلمان بھائی کا دل خوش کر دے“ لیکن اگر یہی مالداری مال حرام پر مشتمل ہے تو نہ اس مال سے صدقہ قبول نہ ہی اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا قبول اور اگر اسی مال سے حج کیا وہ بھی نامقبول۔ اب سوچئے کیا فائدہ اس گندے مال کا جس نے آپ کو صرف دنیا کا دلدار بنا دیا، آخرت کی فکر آپ کے دل سے نکال دی، یہ مالداری مذموم ہے۔

اور اگر کوئی مالداری میں کنجوسی کرتا ہے تو کنجوسی تو میرے اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے: ”رب تعالیٰ نے فرمایا ہے: اے انسان! خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا“ تو مال کو خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ اور زیادہ عطا کرتا ہے۔

اور اگر کوئی شخص مالدار تو ہے لیکن اپنے مال کی زکوٰۃ شریعت کے مطابق نہیں نکالتا تو وہ جان لے، اُس کے لیے اس کا مال و بال جان بن جائے گا۔ حدیث پاک ہے: میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”زکوٰۃ نہ دینے والا قیامت کے دن دوزخ میں ہوگا“۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!)

یہ وہی مال ہے جس کی خاطر تم نے اتنی محنت کی کہ اپنی راتوں کو دن بنا لیا، یہ وہی مال ہے جس کی خاطر تم نے جھوٹی قسمیں کھائیں، ہاں وہی مال ہے جس کو تم نے سود و رشوت کے ذریعے حاصل کیا، اسی مال کی خاطر تم نے رشتوں کو توڑا، اسی مال کی خاطر تم نے ظلم و ستم کی انتہاء کر دی، اسی مال کی خاطر تم نے مسلمان کو قتل کیا، ارے اس مسلمان کو قتل کیا جس کی عزت اللہ تعالیٰ کے نزدیک خانہ کعبہ سے زیادہ ہے۔

اسی مال کی خاطر تم نے اپنے ایمان تک کی فکر نہ کی، جو مسلمان کے لیے سب سے قیمتی چیز ہے۔

ہاں! یہی مال تمہیں قبر و حشر میں مہنگا پڑے گا۔



اے میرے نادان اسلامی بھائی! ذرا سوچ!

ہاں مالداری وہی اچھی جس میں سخاوت ہو جس کی شریعت کے مطابق زکوٰۃ نکالی جائے اور وہ مال حلال کا ہو۔

اور اگر سود لے کر رشوت لے کر آپ اپنا بینک بیلنس بڑھا لیتے ہو بنگلہ و گاڑی خرید لیتے ہو تو اس سے کیا ہوگا؟ آپ امیر ہو جاؤ گے لوگ آپ کو سیٹھ بولیں گے آپ کی عزت ہوگی۔

او میرے بھائی!

اس دو ٹوٹے کی سودی عزت پر لعنت بھیج! جس کی بنیاد ہی حرام پر ہے کیا آپ سودی پیسہ لے کر سود کا کاروبار کر کے عزت والے بن جاؤ گے؟ یہ آپ کا زعم فاسد ہے کیا آپ نے یہ قرآنی فیصلہ نہیں سنا:

ترجمہ: ”اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لیے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔“

کیا حرام کھا کر حرام کھا کر آپ عزت والے بن جاؤ گے؟  
کیا رشوت لے کر آپ عزت والے بن جاؤ گے؟ کیا ایک مہنگے بنگلے میں بیٹھ کر آپ عزت والے بن جاؤ گے؟

ہاں! اگر لوگوں نے تمہاری عزت کی بھی تو دل سے نہیں بلکہ ظاہراً تمہاری عزت کریں گے اور ان کے دل میں تمہارے لیے نفرت ہی نفرت ہوگی۔

اگر لوگوں کا مال چھین کر ان پر ظلم کر کے عزت ملتی تو فرعون بڑی عزت والا ہوتا، اگر مال کی زکوٰۃ نہ دے کر عزت ملتی تو قارون بڑی عزت والا ہوتا اور اگر کسی سیاسی عہدے کی وجہ سے عزت ملتی تو فرعون کا وزیر ہامان بڑی عزت والا ہوتا، پر نہیں یہ عزت والے نہیں ان کے لیے دنیا و آخرت میں ذلت ہی ذلت ہے۔

او میرے اسلامی بھائی!

عزت تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لیے ہے جنہوں نے اسلام کی راہ میں اپنا مال خرچ کر کے جنت کی بشارت حاصل کر لی، عزت تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے لیے ہے جنہوں نے کثیر لوگوں کا ماہانہ خرچ اپنے ذمہ لیا تھا، عزت تو ان مؤمنین کے لیے ہے جن کا مال داری میں سخاوت پر ہاتھ کھلا ہے جو مال حرام کو مال نجس و مال خبیث سمجھتے ہیں اور اس سے بچتے ہیں، اپنے مال کی پوری زکوٰۃ نکال کر مستحقین تک پہنچاتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں سخاوت والی مال داری عطا فرمائے! زکوٰۃ نہ دینے والی اور حرام مال کی مال داری سے محفوظ فرمائے! آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم!

## مذمتِ مال پر آیاتِ قرآن

اللہ عز و جل ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

ترجمہ کنز الایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

ترجمہ: بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد بڑی آزمائش ہیں اور اللہ ہی ہے جس کے پاس اجرِ عظیم ہے۔

## مذمتِ مال پر احادیث مبارکہ

حدیث 1: جمع کرنے والے ہلاک ہو گئے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مال جمع کرنے والے ہلاک ہو گئے مگر وہ جو مال کے ذریعے اللہ تعالیٰ

کے بندوں پر یوں ہی بکثرت مال خرچ کرے“۔ (احیاء العلوم، جلد سوم، باب 7)

حدیث 2: سب سے زیادہ شریر لوگ کون؟

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

امت میں سب سے زیادہ شریر لوگ کون ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دولت مند۔

حدیث 3: مال باعثِ وبال بھی

حضرت سیدنا سلیمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو مکتوب بھیجا:

”اے میرے بھائی! دنیا کا ایسا مال جمع کرنے سے بچتے رہنا جس کا تم

شکر ادا نہ کر سکو کیونکہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے

سنا: اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ایک ایسے مالدار کو لایا جائے گا جس نے دنیا

میں اللہ عزوجل کی اطاعت کی تھی، اس کا مال اس کے سامنے رکھا ہوگا،

جب وہ پل صراط کو پار کرنے لگے گا تو اس کا مال اس سے کہے گا: (پل

صراط سے) گزر جا! تو نے میرے معاملے میں اللہ عزوجل کا حق ادا کر دیا

تھا، پھر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ایک ایسے مالدار کو لایا جائے گا جس نے

دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کی تھی، اس کا مال اس کے سامنے رکھا ہو

گا جب بھی وہ پل صراط کو پار کرنے لگے گا، اس کا مال اس سے کہے گا: تو

ہلاک و برباد ہو! تو نے میرے معاملے میں اللہ عزوجل کا حق کیوں ادا نہ کیا، وہ اسی طرح رہے گا یہاں تک کہ اپنی ہلاکت و بربادی کی دعائیں کرنے لگے گا۔ (الردا ج ۱ عن اقراف الکبائر)

حدیث 4: مال و جاہ کی محبت نفاق اُگاتی ہے

حضور اکرمؐ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مال و جاہ کی محبت اس طرح نفاق اُگاتی ہے جس طرح پانی سبزہ کو اُگاتا ہے۔“ (مکاشفة القلوب)

حدیث 5: جاگیر حاصل نہ کرو

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زمین (جاگیر) حاصل نہ کرو دنیا سے محبت کرنے لگو گے۔ (احیاء العلوم جلد 3)

## حکایات

حکایت ۱: حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک درہم اپنی ہتھیلی پر رکھ کر فرمایا کہ یہ ایسی چیز ہے جب تک مجھ سے دور نہ ہوگی مجھے نفع نہ ہوگا۔ (احیاء العلوم جلد 3)

حکایت 2: روپے کی قدر و منزلت نہیں

ایک دفعہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ کیا وجہ ہے کہ آپ پانی پر چلتے ہیں اور یہ ہم سے نہیں ہو سکتا، آپ نے فرمایا کہ تمہارے نزدیک روپے پیسے کی قدر و منزلت ہے، وہ میرے نزدیک بے قدرے ہیں۔

(المرجع السابق)

۱۔ منہ سے نکلی ہوئی بات۔ ۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابی اور خذام۔

حکایت 3: جسے پیسہ عزت دیتا ہے

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جسے پیسہ عزت دیتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ

ذلیل کرتا ہے۔ (المرجع السابق)

حکایت 4: ابلیس نے درہم و دینار کو چوما

منقول ہے کہ جب سب سے پہلے درہم و دینار بنے تو ابلیس نے انہیں اٹھا کر

پیشانی تک بلند کیا اور چوم کر کہا: جو تم سے محبت کرے گا وہ میرا حقیقی غلام ہے۔

(المرجع السابق)

حکایت 5: مال کی دو مصیبتیں

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کو مال چھوڑ کر مرنے کی

دو مصیبتیں ہیں، پوچھا گیا: وہ کیا ہیں؟ فرمایا کہ ایک تو یہ ہے کہ سب کا سب مال اس

سے چھین جاتا ہے، دوسرے یہ کہ تمام مال کے متعلق سوال ہوگا، یعنی تمام مال کا حساب

(قیامت میں) دینا پڑے گا۔ (المرجع السابق)

## مال کے نقصانات

مال کے نقصانات دو قسم کے ہیں:

(1) دینی (2) دنیوی

### دینی نقصانات

(1) دینی نقصانات مثلاً مال انسان کو گناہ پر ابھارتا ہے کیونکہ کسی کا گناہ پر قدرت نہ

پانا عصمت (پاکدامنی) میں سے ہے۔ نفس جب کسی گناہ پر قدرت کا شعور

پالیتا ہے تو اس کے دواعی (اسباب) بھی اس کی جانب مائل ہو جاتے ہیں اور

اس کے بعد وہ اس وقت تک قرار نہیں پاتا جب تک اس گناہ کا ارتکاب نہ

کرے۔

(2) مال انسان کو مباح لذتوں کی طرف لے جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ ان کا اس قدر عادی ہو جاتا ہے کہ انہیں چھوڑنے پر قدرت نہیں پاتا کہ اگر وہ کوشش یا حلال کمائی کے ذریعے انہیں حاصل نہ کر سکے تو حرام کام بھی کرنے لگتا ہے، کیونکہ جس کے پاس مال زیادہ ہو، وہ لوگوں سے میل جول اور تعلقات بڑھانے کا زیادہ محتاج ہو جاتا ہے اور جو اس چیز میں مبتلا ہو گیا، وہ یقیناً لوگوں سے منافقت سے پیش آئے گا اور انہیں راضی یا ناراض کرنے کی خاطر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا مرتکب ہو گا تو اس کے نتیجے میں وہ عداوت، کینہ، حسد، ریا کاری، تکبر، جھوٹ، چغلی اور ان کے علاوہ لعنت و ناراضگی کئی موجب کی برے اخلاق میں مبتلا ہو گا۔

(3) مال ان امور میں مبتلا ہونے کا سبب بھی بن جاتا ہے جن سے کوئی مالدار نہیں بچ سکتا، یعنی مال کی اصلاح اور اس میں اضافے کی فکر کے سبب اللہ عزوجل کے ذکر اور اس کی رضا کے کام سے غافل ہو جانا اور ہر وہ شے جو اللہ عزوجل کے ذکر سے غافل کر دے وہ نحوست اور کھلا خسارہ ہے۔

### دنیوی نقصانات

آخرت سے پہلے دنیا میں مال داروں کو لاحق ہونے والی دنیوی آفتیں مثلاً مسلسل خوف و غم، پریشانی، اندیشہ، نقصان دور کرنے کی مشقت، مصائب کا سامنا، مال کمانا اور اس کی حفاظت کرنا وغیرہ مزید برآں ہیں۔ (الزواج من اقراف الکبار)

### مال کی حقیقت

یاد رہے کہ مال ایک وجہ سے بہتر ہے اور ایک وجہ سے بُرا، بہتری کی وجہ سے قابل مدح ہے اور بُرائی کی وجہ سے قابل مذمت ہے، کیونکہ مال نہ تو بالکل خیر ہے نہ بالکل شر، بلکہ دونوں کا کوئی سبب ہوا کرتا ہے اور جس شے کا سبب خیر و شر دونوں ہوں،

اس کی کبھی مدح ہوگی اور کبھی مذمت اور ہوشیار اور عقلمند اس سے سمجھ سکتے ہیں کہ مال قابلِ مدح بھی ہے اور قابلِ مذمت بھی۔ (احیاء العلوم، جلد 3)

## کسبِ حلال کی برکتیں

مسلمانوں کو برباد کرنے والے اسباب میں سے بڑا سبب ان کے جوانوں کی بیکاری اور بچوں کی آوارگی ہے۔ پاکستان کے مسلمانوں پر اخراجات زیادہ اور آدمی کے ذریعہ محدود بلکہ قریباً نابود ہیں، یقین کرو بیکاری کا نتیجہ ناداری ہے، ناداری کا انجام قرض داری اور قرض داری کا انجام ذلت و خواری ہے، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ناداری و مفلسی صدہا (سینکڑوں) عیبوں کی جڑ ہے، چوری، ڈکیتی، بھیک، بد معاشی، جعل سازی اس کی شاخیں ہیں، اور جیل پھانسی اس کے پھل، مفلس کی بات کا وزن ہی نہیں ہوتا، پیشہ ور واعظ اور علماء کو بدنام کرنے والے مہذب بھکاری، اعلیٰ درجہ کا وعظ کہہ کر جب اخیر میں کہہ دیں کہ بھائیو! میرے پاس کرایہ نہیں، میں مفلس ہوں میری مدد کرو، ان دو لفظوں سے وعظ بیکار ہو جاتا ہے۔

بھیک وہ کھٹائی ہے جو وعظ کے سارے نشہ کو اتار دیتی ہے، حق تو یہ ہے کہ مفلس کی نہ تو نماز اطمینان کی، نہ روزہ اور زکوٰۃ و حج کا تو ذکر ہی کیا، یہ عبادتیں اسے نصیب ہی کیسے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا:

”بیوی بچوں اور روٹی کپڑے کا غم، عابد صاحب کو ملکوت کی سیر سے نیچے اتار لاتا ہے، نماز کی نیت باندھتے ہی خیال پیدا ہوتا ہے کہ صبح بچے کیا کھائیں گے؟ اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ بیکاری سے بچیں، اپنے بچوں کو آوارہ نہ ہونے دیں اور جوانوں کو کام پر لگائیں، دوسری قوموں سے سبق لیں، دیکھو ہندوؤں کے چھوٹے بچے یا سکول و کالج میں نظر

آئیں گے یا خواجہ (ریڑھیوں پر اشیاء) بیچتے، مسلمانوں کے بچے یا پتنگ اڑاتے دکھائی دیں گے یا گیند بلا کھیلتے، دیگر قوموں کے جوان کچھریوں، دفتروں اور عمدہ عمدہ عہدوں کی کرسیوں پر دکھائی دیں گے یا تجارت میں مشغول نظر آئیں گے، مگر مسلمانوں کے جوان فیشن ایبل اور عیش پرست ملیں گے، یا بھیک مانگتے دکھائی دیں گے یا بد معاشی کرتے نظر آئیں گے، سینما مسلمانوں سے آباد کھیل تماشوں میں مسلمان آگے آگے تیر بازی، بٹیر بازی اور پتنگ بازی، غرض ساری بازیاں اور ہلاکت کے سارے اسباب مسلم قوم میں جمع ہیں، تو یہ دیکھ کر خون کے آنسو روتا ہوں کہ ذلیل پیشہ ور مسلمان ہی ملتے ہیں، میراثی مسلمان، رنڈیاں اکثر مسلمان، زنانے (بیجڑے) مسلمان، تانگا والے اکثر مسلمان، جواری و شرابی اکثر مسلمان، افسوس! جو دین بد معاشوں کو دنیا سے مٹانے آیا، اس دین کے ماننے والے آج بد معاشوں میں اوّل نمبر یقیناً کروہمارا زندہ رہنا اور ہم پر عذاب الہی نہ آنا صرف اس لیے ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہیں، رب تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ .

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے، جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو۔

ورنہ پچھلی ہلاک شدہ قوموں نے جو کام ایک ایک کر کے کئے تھے، ہم ان سب کے برابر بلکہ ان سب سے بڑھ کر کرتے ہیں۔

شعیب علیہ السلام کی قوم کم تولنے کی مجرم تھی، لوط علیہ السلام کی قوم نے حرام کاری کی لیکن دودھ میں سے مکھن نکال لینا، ولایتی گھی دیسی بنا کر بیچ دینا وغیرہ وغیرہ،



اُن (قوموں) کے باپ دادوں کو بھی نہ آتا تھا، لہذا مسلمانو! ہوش میں آؤ! جلد کوئی حلال کاروبار شروع کرو۔ (اسلامی زندگی)

قرآن کریم میں معاش کے بارے آیات

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا. (النبا: ۱۱)

ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے دن روزگار کے لیے بنایا۔

اور فرمایا:

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝ (الاعراف: ۱۰)

ترجمہ کنز الایمان: اور تمہارے لیے اس میں زندگی کے اسباب بنائے بہت ہی کم شکر کرتے ہیں۔

اس آیت میں معیشت کو نعمت فرمایا اور اس پر شکر کی طلب کی۔

اور فرمایا:

فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ۔

ترجمہ کنز الایمان: زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔

## احادیث مبارکہ سے کسبِ حلال کی اہمیت

حدیث ۱: اللہ عزوجل پاک ہی کو دوست رکھتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

”اللہ عزوجل پاک ہے اور پاک ہی کو دوست رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے

مؤمنین کو بھی اسی کا حکم دیا جس کا رسولوں کو حکم دیا، اس نے رسولوں سے

فرمایا:

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُّوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا .

ترجمہ کنز الایمان: اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو۔

اور مؤمنین سے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُّوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ .

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں۔

(بہار شریعت جلد دوم، بحوالہ صحیح مسلم)

### حدیث 2: کسبِ معاش کی ترغیب

حضرت مقداد ابن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

”کسی شخص نے کبھی کوئی کھانا اس سے اچھا نہ کھایا کہ انسان ہاتھوں کی

کمائی سے کھائے اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کے

عمل سے کھاتے تھے“۔ (مشکوٰۃ المصابیح، صحیح بخاری جلد 1)

### حدیث 3: حلال کمائی کی تلاش فرض ہے

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ حلال کمائی کی تلاش ایک فرض کے بعد دوسرا فرض ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

بقدر ضرورت طلبِ معاش فرض ہے

”صاحبِ مرآة المناجیح“ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

”یعنی عباداتِ فرضیہ کے بعد یہ فرض ہے کہ اس پر بہت سے فرائض

موقوف ہیں خیال رہے کہ یہ حکم (مذکورہ حدیث کا) سب کے لیے نہیں،

صرف ان کے لیے ہے جن کا خرچ دوسروں کے ذمہ نہ ہو بلکہ اپنے ذمہ

ہو اور اس کے پاس مال بھی نہ ہو ورنہ خود مالدار پر اور چھوٹے بچوں پر فرض نہیں، یہ خیال رہے کہ بقدر ضرورت معاش کی طلب ضروری ہے۔

### ایک اہم مسئلہ

علماء کرام کثر ہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بقدر ضرورت کمائی فرض ہے اور زیادہ مباح اور فخر و زیادتی مال کے لیے کمائی مکروہ ہے۔ (مرآة المناجیح جلد 4)

### حدیث 4: کون سا کسب بہت پاکیزہ

حضرت رافع ابن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سا کسب بہت پاکیزہ ہے؟ فرمایا: انسان کے اپنے ہاتھ کی دستکاری اور ہرچی تجارت۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

### حدیث 5: چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ”جس نے لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے بچنے کے لیے اپنے اہل خانہ کی تربیت و پرورش کے لیے اور اپنے ہمسایہ کے ساتھ احسان و رحم دلی کے لیے رزقِ حلال کمایا، اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت یوں اٹھائے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا۔ اور جس نے زرخیز جمع کرنے کے لیے، تکبر و فخر کے اظہار کے لیے اور ریاکاری کے لیے رزقِ حلال کمایا، وہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ سے یوں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا۔“ (تنبیہ الغافلین جلد دوم)

### حدیث 6: اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

”اللہ تعالیٰ ایمان دار کا روبرو باری سے محبت کرتا ہے۔“ (احیاء العلوم جلد دوم)

حدیث 7: سب سے زیادہ حلال کمائی کون سی؟

حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”سب سے زیادہ حلال جو انسان کھائے وہ اس کا کسب ہے“۔ (المرجع السابق)

حدیث 8: جو مانگنے سے بچے گا اسے بچا لیا جائے گا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص اپنے لیے بھیک مانگنے کے دروازے کھول لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس

پر فقر و احتیاج کا دروازہ کھول دیتا ہے جو مانگنے سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ

اسے مانگنے سے بچا لیا لیتا ہے جو بے نیازی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بے

نیاز بنا دیتا ہے تم میں سے کوئی شخص رستی لے کر لکڑیاں اکٹھی کرنے کے

لیے وادی کی طرف نکل جائے پھر گٹھا اٹھا کر بازار لائے اور انہیں

کھجوروں کے ایک مد کے عوض (بدلے) بیچ ڈالے تو یہ اس سے کہیں

زیادہ بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے سوال کرتا پھرے اور لوگ اس کی

ہتھیلی پر کوئی چیز رکھیں یا اسے دھتکاریں“۔ (تنبیہ الغافلین جلد دوم)

حدیث 9: کسبِ معاش بھی ایک جہاد ہے

حضرت ابوالمخارق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرماتھے کہ ایک نوجوان اعرابی وہاں سے گزرا

شیخین کریمین (حضرت ابو بکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما) کہنے لگے: افسوس! اس کی

جوانی اور اس کی طاقت اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف ہوئی ہوتی تو اجر عظیم کا حق دار ٹھہرتا

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تو اس (شخص) کی کاوش بوڑھے والدین

سے صلہ رحمی کے لیے ہے تو یہ جہاد میں ہے اگر چھوٹے بچوں کی تربیت و پرورش کے

لیے ہے تب بھی گویا جہاد میں ہے، اگر کسبِ معاش کی کاوش خود اپنے لیے ہے تاکہ دوسروں کا دست نگر نہ بن سکے تب بھی جہاد میں ہے اور اگر ریا کاری، دکھلاوا اور شہرت کے لیے ہے تو پھر شیطان کے راستے میں ہے۔ (المرجع السابق)

حدیث 10: تندرست فارغ آدمی سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور تاجدارِ مدینہ منورہ، سردارِ مکہ مکرمہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

”اللہ تعالیٰ ایسے مؤمن بندے سے پیار کرتا ہے جو عیال دار اور کسبِ معاش میں مگن ہو، تندرست فارغ آدمی سے بالکل پیار نہیں کرتا جو نہ تو کسی دنیاوی شغل میں مصروف ہو اور نہ ہی اخروی عمل کے لیے مستعد (یعنی تیار)۔“ (المرجع السابق)

حدیث 11: حکمت کے چشمے پھوٹنے لگتے ہیں

رسول اکرم، نور مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”جو شخص چالیس روز تک اس طرح رزقِ حلال کھائے گا کہ اس میں حرام کی آمیزش نہ ہونے دے تو اللہ رب العزت اس کے دل کو پُر نور فرما دے گا، اس کے دل سے حکمت کے چشمے پھوٹنے لگتے ہیں، دوسری روایت میں ہے: اس کے دل سے دنیا کی محبت مٹ جاتی ہے۔“

(کیمائے سعادت)

حدیث 12: حلال سے دعائیں قبول ہوتی ہیں

حضرت سعد رضی اللہ عنہ عظیم الشان صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے تھے، انہوں نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دعا فرمائیں کہ میری تمام دعائیں دریا جابت پر مقبول ہوا کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: رزقِ حلال کھاؤ تا کہ تم مستجاب الدعوات بن جاؤ۔ (ایضاً)  
حدیث 13: حلال کی تلاش میں تھکے ماندے شخص کی شان

حضور پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
”جو شخص رزقِ حلال کی تلاش میں تھکا ماندہ گھر جاتا ہے وہ مرحوم و مغفور ہوتا ہے جب صبح اُٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتا ہے“۔ (ایضاً)

حدیث 14: روپیہ پیسہ کی اہمیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ  
”ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں روپیہ پیسہ کے سوا کوئی چیز کام نہ دے گی“۔ (اسلامی زندگی بحوالہ شعب الایمان جلد 6)

کسبِ حلال کے عقلی فوائد

(1) حلال کمائی پیغمبروں کی سنت ہے۔

(2) کمائی سے مال بڑھتا ہے اور مال سے صدقہ، خیرات، حج، زکوٰۃ، مسجدوں کی تعمیر، خانقاہوں کی عمارت ہو سکتی ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مال سے جنت خرید لی کہ ان کے لیے فرمایا گیا: ”افْعَلُوا مَا شِئْتُمْ“ (یعنی تم جو چاہے کرو)۔

(3) کمائی کھیل کود اور صد ہا جرموں کو روک دیتی ہے، چوری، ڈکیتی، بد معاشی، چغلی، غیبت، لڑائی جھگڑے سب بیکاری کے نتیجے ہیں۔

(4) کسب سے انسان کو محنت کی عادت پڑتی ہے اور دل سے غرور نکل جاتا ہے۔

(5) کسب میں غربت و فقیری میں امن ہے اور غربتی دنیا برباد کر کے دونوں میں منہ کالا کرتی ہے۔ الا ماشاء اللہ

(6) جو کوئی کمائی (کسبِ حلال) کے لیے نکلتا ہے تو اعمال لکھنے والے فرشتے کہتے

! مرنوم رحم کیا ہوا۔ مغفور بخشا ہوا۔

ہیں کہ اللہ تعالیٰ تیری اس حرکت میں برکت دے اور تیری کمائی کو جنت کا ذخیرہ بنائے اس دعا پر زمین و آسمان کے فرشتے آمین کہتے ہیں۔

(اسلامی زندگی، بحوالہ تفسیر روح البیان)

### انبیاء کرام علیہم السلام کے پیشے

کسی پیغمبر نے نہ سوال کیا، نہ ناجائز پیشے کیے، ہر نبی نے کوئی نہ کوئی حلال پیشہ ضرور کیا، چنانچہ آدم علیہ السلام نے اولاً کپڑا بننے کا کام کیا اور بعد میں آپ کھیتی باڑی میں مشغول ہو گئے، ہر قسم کے بیج جنت سے ساتھ لائے تھے، ان کی کاشت فرماتے تھے، ان کے سوا سارے پیشے کیے۔ نوح علیہ السلام کا کام لکڑی کا کام تھا (بڑھئی پیشہ) اور یس علیہ السلام درزی گری فرماتے تھے، حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام تجارت کرتے تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مشغلہ کھیتی باڑی تھا، حضرت شعیب علیہ السلام جانور پالتے اور ان کے دودھ سے معاش حاصل کرتے تھے، لوط علیہ السلام کھیتی باڑی کرتے تھے، موسیٰ علیہ السلام نے چند سال بکریاں چرائیں، داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے، سلیمان علیہ السلام اتنے بڑے بادشاہ ہو کر درختوں کے پتوں سے پنکھے اور زنبیلیں بنا کر گزر فرماتے تھے۔

عیسیٰ علیہ السلام سیرو سیاحت میں رہے نہ کہیں مکان بنایا، نہ نکاح کیا اور فرماتے تھے کہ جس نے مجھے ناشتہ دیا ہے وہ ہی شام کا کھانا دے گا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریاں بھی چرائی ہیں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال کی تجارت بھی فرمائی، غرض ہر قسم کی حلال کمائیاں سنت انبیاء ہیں، اس کو عار جاننا نادانی ہے۔

(اسلامی زندگی، بحوالہ تفسیر عزیز)

### کسب جاری رکھو

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”کسب نہ چھوڑو (حلال روزی کے لیے کوشش جاری رکھو) کیونکہ خدائے تعالیٰ آسمان پر سے سونا چاندی نہیں برساتا، یعنی اس بات کی اُسے قدرت تو ہے مگر کسی حیلہ سے روزی دینا اُس کی عادتِ کریمہ ہے۔“ (فیضانِ سنتِ قدیم، بحوالہ احیاء العلوم)

### عبادت کا فلسفہ

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اطاعت اللہ رب العزت کا خزانہ ہے دعا اس کی چابی ہے اور لقمہ حلال اس کے دانت ہیں (چابی کے اگر دانت ہی خراب ہوئے تو خزانہ کیسے مل گا)۔ (کیسائے سعادت)

### فارغ رہنے کی مذمت

فارغ رہنا خود ایک عیب ہے جو کئی عیبوں کو پیدا کرتا ہے، ہمارے معاشرے میں لوگوں کی ایک تعداد فارغ ہے، کوئی کام نہیں کرتی اور ان کا نظریہ خیال یہ ہے کہ کوئی اچھی اور زیادہ تنخواہ والی نوکری ملے تو ٹھیک ورنہ کام کرنا بیکار ہے حالانکہ اس چیز کو وہ بھی سمجھتے ہیں کہ تھوڑے سے آگے جا کر بہت زیادہ ہو جاتا ہے، قطرہ قطرہ کر کے دریا بن جاتا ہے اور بیکار رہنا باعثِ فساد ہے، ایک مشہور کہاوت ہے: مصروف رہنا اگر مشقت میں ڈالتا ہے تو بیکار رہنا باعثِ فساد ہے اور جو کوشش کرتا ہے تو وہ کچھ نہ کچھ پالیتا ہے۔ ایک مشہور عربی کہاوت ہے: جس نے کسی کام میں کوشش کی وہ اس کام کے کل یا جز کو پالے گا، لہذا محنت کو نہیں چھوڑنا چاہیے، محنت میں عظمت ہے، محنت سے ہی انسان کو ترقی ملتی ہے۔ حالی کہتے ہیں:

مشقت کی ذلت جنہوں نے اٹھائی جہاں میں ملی ان کو آخر بڑائی  
کسی نے بغیر اس کے ہرگز نہ پائی فضیلت نہ عزت نہ فرماں روائی  
نہال اس گلستاں میں جتنے بڑھے ہیں ہمیشہ وہ نیچے سے اوپر چڑھے ہیں



نہ بونصرؑ تھا نوع میں ہم سے بالا نہ تھا بوعلیؑ کچھ جہاں سے نرالا  
طبیعت کو بچپن سے محنت میں ڈالا ہوئے اس لیے صاحبِ قدر والا  
اگر فکرِ کسب ہنر تم کو بھی ہو تمہیں پھر ابونصر اور بوعلی ہو  
تو کسبِ حلال کو کبھی بھی نہیں چھوڑنا چاہیے۔

میری نانی امی رحمۃ اللہ علیہا فرمایا کرتی تھیں:

”بیٹا محنت کرو کہ محنت سے تمہیں دولت ملے گی اور دولت تم خود استعمال  
کرو گے لیکن عزت باہر سے ہوگی کہ تم کسی کے محتاج نہ ہو گے۔“

اُن کا فرمانا سچ تھا کہ اپنی دولت تو ہم خود استعمال کرتے ہیں لیکن لوگوں میں  
عزت بھی ہوتی ہے جو لوگوں کا محتاج ہوگا اس کی عزت کہاں ہوگی۔ دعا ہے کہ اللہ  
تعالیٰ اپنے پیارے حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں کسبِ حلال کمانے  
اور کھانے کی توفیق عطا فرمائے! اور لوگوں کی محتاجی سے ہر دم بچائے آمین!

بشر کو ہے لازم کہ ہمت نہ ہارے جہاں تک ہو کام آپ اپنے سنوارے  
خدا کے سوا چھوڑ دے سب سہارے کہ ہیں عاضی زور کمزور سارے  
آڑے وقت تم دائیں بائیں نہ جھانکو سدا اپنی گاڑی کو تم آپ ہانکو  
تمہیں اپنی مشکل کو آساں کرو گے تمہیں درد کا اپنے درماں کرو گے  
تمہیں اپنی منزل کا ساماں کرو گے کرو گے تمہیں کچھ اگر یاں کرو گے  
چھپا دستِ ہمت میں زورِ قضا ہے مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

کسبِ معاش کو ترک نہ کرو

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تم پر ضروری ہے کہ تم عیب جوئی کرنے

۱۔ ابونصر فارابی، عہد عباسی کا بہت بڑا مسلمان فلسفی۔

۲۔ بوعلی سینا، عہد عباسی کا مشہور فلسفی اور طبیب۔

والے بلا وجہ تعریفوں کا پل باندھنے والے طعنہ زنی کرنے والے اور کسبِ معاش کو ترک کر کے مرنے والوں کی طرح بن کر نہ بیٹھ جاؤ۔ (تنبیہ الغافلین، جلد دوم)

### حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تمنا

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:  
 ”موت تو کسی نہ کسی مقام پر آ کر ہی رہے گی لیکن میرے نزدیک بہترین اور حسین موت یہ ہے کہ میں اپنے اہل و عیال کے لیے بازار میں رزقِ حلال کسب میں مشغول ہوں تو موت آئے۔“ (کیسائے سعادت)

### حصولِ معاش میں مختلف پیشوں کی فضیلت

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص نے اٹھ کر پوچھا:  
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پیشے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا پیشہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: درزی کا کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو راستی سے کام کرے تو بہت اچھا ہے قیامت کے دن تو ادریس پیغمبر کے ہمراہ بہشت میں جائے گا۔ پھر ایک اور آدمی نے اٹھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پیشے کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا: تو کیا کام کرتا ہے؟ اس نے عرض کی: کھیتی باڑی! آپ نے فرمایا: یہ بہت اچھا کام ہے اس واسطے کہ یہ کام حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تھا یہ مبارک اور فائدہ مند کام ہے۔

خداوند تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے تجھے برکت دے گا اور قیامت کے دن بہشت میں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نزدیک ہوگا۔ پھر ایک اور آدمی نے اٹھ کر عرض کی:

۱۔ جنت کو کہتے ہیں۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی رائے میں میرا پیشہ کیسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کیا کام کرتا ہے؟ اس نے عرض کی: میرا کام تعلیم ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے کام کو اللہ تعالیٰ بہت ہی اچھا جانتا ہے اگر تو خلقت کو نصیحت کرے گا تو قیامت کے دن حضرت خضر علیہ السلام کا سا ثواب تجھے ملے گا اور اگر تو عدل کرے گا تو آسمان کے فرشتے تیرے لیے معافی کے خواستگار ہوں گے، پھر ایک اور آدمی نے اٹھ کر عرض کیا: یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پیشے کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں: آپ نے فرمایا: تیرا پیشہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: سوداگری، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو راستی (سچائی) سے کام کرے گا تو بہشت میں پیغمبری کا ہمراہی ہوگا۔ (انیس الارواح)

بہشت کا دروازہ کھول دیا جائے گا

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”حلال کی کمائی کا کپڑا پہننا اور توبہ کرو اور حرام کا کپڑا نہ پہننا، جب ایسا کرو گے تو بہشت کے ساتوں دروازوں میں سے ایک دروازہ تمہارے لیے کھول دیا جائے گا اور تمہاری نماز کو قبول کیا جائے گا۔“ (ایضاً)

رزق انسان کو موت کی طرح ڈھونڈتا ہے

حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر سالہا سال تو مارا مارا پھرے تو جو رزق تیری قسمت میں لکھا جا چکا ہے وہ بغیر تیری کوشش اور طلب کے تجھے مل جائے گا اور اگر تو زیادہ چاہے تو ایک ذرہ بھر بھی نہ لے گا، فقر کی راہ میں ثابت قدم وہ ہے جو روزی سے دل نہ لگائے کہ آج تو نے کھالیا، کل کیا کھاؤ گے؟ ایسے شخص کو اصحابِ طریقت بددین اور بددیانت کہتے ہیں۔ پھر فرمایا: اہل سلوک لکھتے ہیں: جس طرح موت انسان کو ڈھونڈتی ہے اور اس کے کندھے پر لکھی ہے، اسی طرح

رزق بھی لکھا ہوا ہے اور وہ انسان کو ڈھونڈتا ہے جہاں کہیں انسان جاتا ہے رزق اس کے ہمراہ جاتا ہے، اگر بیٹھتا ہے تو رزق بھی اس کے ساتھ بیٹھ جاتا ہے۔ (اسرار الاولیاء)

### نجات کا راستہ

ہشام عبدالملک نے حضرت ابو حازم مکی علیہ الرحمہ سے سوال کیا کہ وہ کون سا عمل ہے جس کے ذریعہ نجات حاصل ہو سکے؟ فرمایا: حلال جگہ سے جو دام حاصل ہو اس کو حلال جگہ ہی خرچ کرو اس نے کہا کہ اتنا دشوار کام کون کر سکتا ہے؟ فرمایا کہ جس کو جنت کی خواہش اور جہنم کا خوف رکھتے ہوئے رضائے خداوندی کی طلب ہوگی۔

(تذکرۃ الاولیاء)

### ایک بزرگ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ منازل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”جو شخص کسب و ہنر کرتا ہے اور خدا پر بھروسہ رکھتا ہے وہ اُس شخص سے ہزار گنا بہتر ہے جو کسب و ہنر نہیں کرتا اور خلوت نشین ہو کر اپنا بوجھ دوسروں پر ڈالتا ہے“۔ (اقوال اولیاء)

### کسب حلال سے عبادت کی سعادت

حضرت ابو بکر وراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں علی الصبح اٹھتا ہوں تو میں نہیں جانتا کہ کس نے حلال روزی کھائی اور کس نے حرام؟ لیکن جب کسی کو بے ہودگی اور غیبت کرتے ہوئے دیکھتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ لقمہ حرام کھانے والا ہے اور جب کسی کو نیکی کی تلقین کرتے اور استغفار پڑھتے ہوئے پاتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ حلال روزی کھانے والا ہے، کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الاناء یرشع من الماء۔

(یعنی برتن میں سے وہی نکلتا ہے جو اس کے پیٹ میں ہوتا ہے)۔ (ایضاً)

## حلال کی فضیلت

حضرت ابراہیم گا ذرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ  
 ”علم پڑھنے کے بعد کسبِ حلال سے کوئی چیز افضل نہیں، حلال کھاؤ“  
 حلال پہنو“۔ (ایضاً)

## کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی ہر دعا قبول ہو؟

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ  
 ”اگر تو چاہتا ہے کہ تیری ہر دعا قبول ہو تو لقمہ حلال کے سوا پیٹ میں کچھ  
 نہ ڈال اور فرمایا: ہر مرتبہ حلال روزی کھانے سے ہی (حاصل) ہوتا ہے۔  
 اور فرمایا: نماز روزہ حج اور جہاد سے وہ درجہ نہیں ملتا جو حلال کی روزی  
 کھانے سے حاصل ہوتا ہے“۔ (ایضاً)

## رزق میں برکت کا وظیفہ

ایک صحابی رضی اللہ عنہ خدمتِ اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) میں حاضر ہوئے اور  
 عرض کی: دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی، فرمایا: کیا وہ تسبیح تمہیں یاد نہیں، جو ملائکہ کی تسبیح ہے  
 اور جس کی برکت سے روزی دی جاتی ہے، خلقِ دنیا آئے گی تیرے پاس ذلیل و خوار  
 ہو کر، طلوعِ فجر کے ساتھ سو بار کہا کر:

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ اسْتَغْفِرُ  
 اللَّهُ۔

اُن صحابی (رضی اللہ عنہ) کو سات دن گزرے تھے کہ خدمتِ اقدس میں حاضر  
 ہو کر عرض کی: ”حضور! دنیا میرے پاس اس کثرت سے آئی کہ میں حیران ہوں، کہاں  
 اٹھاؤں، کہاں رکھوں؟“۔

اس تسبیح کا آپ بھی ورد رکھیں، حتیٰ الامکان طلوعِ صبح صادق کے ساتھ ہو، ورنہ صبح سے پہلے جماعت قائم ہو جائے تو اس میں شریک ہو کر بعد کو عدد پورا کیجئے اور جس دن قبل نماز بھی نہ ہو سکے تو خیر طلوعِ شمس سے پہلے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

پریشانی دُور کرنے کا وظیفہ

”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“..... کی کثرت کریں یہ 99 بلاؤں کو دفع (یعنی دور) کرتی ہے، اُن بلاؤں میں سب سے آسان تر پریشانی ہے، اور 60 بار پڑھ کر پانی پر دم کر کے روز پی لیا کریں۔ (ایضاً)

رزقِ حلال کمانا بہت مشکل ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ  
”رزقِ حلال کمانا ایک پہاڑ اٹھا کر دوسری جگہ منتقل کرنے سے زیادہ  
دشوار اور مشکل مرحلہ ہے“۔ (حنبیہ الغافلین، جلد دوم)

رزقِ حلال سے مریض شفاء پا جائیں

حضرت یونس بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاف ستھرا اور ہم راہِ خدا میں خرچ کرنا، اسلام میں کسی مسلمان بھائی کا سکون پانا، کسی سنت پر عمل پیرائی کم سے کم تر ہوتی جا رہی ہے، اگر ہمیں حلال کا ایک درہم بھی مل جائے تو ہمارے مریض شفاء پا جائیں۔ (ایضاً)

فساد سے بچنے کا فارمولا

حضرت شقیق بن ابراہیم علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کرتے تھے:

وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ. (الشوریٰ 27)

ترجمہ: اور اگر کشادہ کر دیتا اللہ تعالیٰ رزق کو اپنے (تمام) بندوں کے

لیے تو وہ سرکشی کرنے لگتے زمین میں۔

کہ اگر اللہ تعالیٰ بغیر کسی کسبِ معاش کے بندوں کو رزق دے دیتا تو یہ فارغ بیٹھے رہتے اور باہمی دھنگا فساد کرتے، لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں کسبِ معاش کے شغل میں مصروف رکھا تا کہ نہ فرصت پائیں نہ فساد کریں۔ (ایضاً)

کسبِ حلال کے سلسلے میں ہم نصیحتیں

حضرت فقیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص پاکیزہ و حلال رزق کمانا چاہے اسے چاہیے کہ پانچ چیزوں کی محافظت کرے:

(1) کسبِ معاش کی خاطر اللہ تعالیٰ کے فرائض میں تاخیر اور کوتاہی نہ کرے اور نہ ہی فرائض متاثر ہونے دے۔

(2) مخلوقِ خدا میں سے کسی کو اذت سے دوچار نہ کرے۔

(3) کسبِ معاش سے اپنی اور اہل خانہ کی عزتِ نفس مقصود ہو، مال جمع کرنا اور ذخیرہ اندوزی نہ ہو۔

(4) کسبِ معاش کی خاطر نفس کو ہلکان نہ کرے۔

(5) رزق کو اپنی کاوش ہی نہ سمجھے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھے، کسبِ معاش کو ذریعہ

نجات جانے۔ (تنبیہ الغافلین، جلد دوم)

## حرام مال کی نحوست

انسان کی فطرت ہے کہ وہ گندی اور گھٹیا چیز کو ناپسند کرتا ہے، اسے گندی چیز سے گھن آتی ہے اور وہ اس سے بچتا ہے، لیکن کچھ چیزیں ایسی ہیں جو ظاہراً اچھی لگتی ہیں، لیکن ان میں گندی چیزوں سے زیادہ گندگی خفا ہوتی ہے، مثال کے طور پر حرام کا روپیہ یہ ظاہراً حلال کے روپیہ جیسا ہی ہے کہ یہ بھی کاغذ کے نوٹ ہیں اور حلال کے روپیہ بھی

نوٹ ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں حرام کے روپیہ میں گندگی داخل ہو چکی ہوتی ہے ہمارا اسلام ہمیں پاک و صاف مسلمان بنانا چاہتا ہے، اسلام جہاں ظاہری پاکیزگی کا حکم دیتا ہے: ”الطهور شرط الایمان“ یعنی طہارت ایمان کا حصہ ہے، وہاں ہمیں باطنی عیوب جو غیر حسنی ہیں ان سے بھی بچنے کا حکم دیتا ہے۔

اسی طرح اگر حرام ذرائع سے مال حاصل کیا تو ظاہر ایہ کاغذ کے نوٹ ہیں جیسے نوٹ حلال کے ہوتے ہیں ویسے ہی ہیں، لیکن حقیقت اس کے خلاف ہے کیونکہ حرام ذرائع سے حاصل شدہ مال میں حرمت آ چکی ہے اور اگر کوئی شخص انہیں حرام کے نوٹوں سے کوئی چیز خریدتا ہے تو اب حرمت اس چیز میں بھی آ گئی اور پھر اسے کھاتا ہے تو اس نے حرام کھایا اور یہی حرام کی خوراک اس کے جسم میں جاتی ہے تو اسی حرام خوراک سے خون بنتا ہے اور خون سے گوشت بن جاتا ہے، اسی بارے میں میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ حق ہے، فرمایا: ”جو گوشت حرام سے اُگا ہے، جنت میں داخل نہ ہوگا (یعنی ابتداءً) اور جو گوشت حرام سے اُگا ہے اس کے لیے آگ زیادہ بہتر ہے۔“

پیارے اسلامی بھائیو!

فی زمانہ حرام سے بچنا بہت مشکل ہو چکا ہے لیکن ناممکن نہیں، جو دنیا میں حرام سے بچ جائے گا اور اپنے اہل و عیال کو بھی بچائے گا، وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جائے گا اور اگر حرام میں پڑ جائے گا اور اس سے نہیں بچے گا تو دنیا و آخرت میں نحوست میں مبتلا ہوگا تو حرام سے تب تک نہیں بچا جاسکتا جب تک مالِ حرام کے متعلق ہم علم نہ سیکھیں گے اور ہمیں حرام کی وعیدوں اور حلال کی برکتوں کا علم نہ ہوگا تو حرام کے بارے میں علم سیکھنا کہ گناہ سے بچا جاسکے اور مالِ خبیث، مالِ پاک میں داخل نہ ہو، اتنا علم ہر اس شخص پر فرض ہے جو تجارتی اور کاروباری دنیا میں داخل ہے، اگر کوئی شخص حرام کھانے کی وعیدوں کو پڑھ لے اور اس کے دینی و دنیوی نقصان کا اسے علم ہو جائے اور



اس میں خوفِ خدا عزوجل کا تھوڑا سا بھی مادہ ہو تو خدا عزوجل کی قسم! وہ زندگی بھر کبھی بھی حرام مال کی طرف منہ نہیں کرے گا، اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں مالِ حرام سے ہر دم بچائے رکھے اور حلال مال کمانے اور کھانے کی توفیق بھی مرحمت فرمائے، آمین!

### حرام کی تعریف

كل ما تیقنت کو نه ملكا للغير منها عنه فی الشرع .

(منہاج العابدین)

ترجمہ: ہر وہ چیز جس کے بارے یقین ہو کہ غیر کی ملکیت ہے، شریعت میں اس کا استعمال ممنوع ہو، حرام کہلائے گی۔

### مالِ حرام کے بارے آیاتِ قرآنیہ

قرآن مجید میں ناجائز طور پر مال حاصل کرنے کی سخت ممانعت آئی ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتَذَلُّوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ  
لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

(پ 2، البقرہ، 188)

ترجمہ کنز الایمان: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لیے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھاؤ۔

اور فرمایا:

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال نہ

کھاؤ مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہم رضا مندی کا ہو۔ (پ 5، النساء، 29)

ایک اور جگہ فرمایا:

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستھری چیزیں کہ اللہ نے تمہارے لیے حلال کیں اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اللہ کو ناپسند ہیں اور کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ نے روزی دی حلال پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے جس پر تمہیں ایمان ہے۔ (پ 7 المائدہ 88-87) اور فرمایا:

کنز الایمان: ”وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں“۔ (پ 5 النساء 10)

## مالِ حرام کے بارے احادیث

### حدیث 1: مالِ حرام کی وجہ سے عذابِ قیامت

رسول انور صاحب کوٹر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

”جس نے دنیا میں حرام مال کمایا اور غیر حق میں خرچ کیا اسے ذلت کے گھر میں پھینکا جائے گا پھر کتنے ہی اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مال میں خیانت کرنے والے ہیں جن کے لیے قیامت کے دن عذاب ہوگا۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَهُمْ سَعِيرًا ○ (پ 15 الاسراء 97)

ترجمہ کنز الایمان: جب کبھی بجھنے پر آئے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔

(الزواج عن اقراف الکبار)

### حدیث 2: حرام لباس کی نحوست

سرکارِ والا تبار بے کسوں کے مددگار صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

”بے شک اللہ عزوجل اس بات سے بلند و برتر ہے کہ وہ بندے کا کوئی

عمل یا نماز قبول کرے جبکہ اس پر حرام کا لباس ہو۔“ (ایضاً)

حدیث 3: مالِ حرام سے کوئی نیکی قبول نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:

”جس نے حرام مال کمایا پھر اس سے غلام آزاد کیا اور صلہ رحمی کی تو یہ اس

پر گناہ ہوگا۔“ (ایضاً)

حدیث 4: حرام ترک کر دو

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

”اے لوگو! تم میں سے کسی شخص کو اس وقت تک موت نہ دے گی جب تک

وہ اپنا رزق نہ پالے طلب رزق میں تاخیر نہ کرو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اچھے

طریقے سے رزق طلب کرو جو حلال ہو اسے حاصل کر لو اور جو حرام ہو

اسے ترک کر دو۔“ (تنبیہ الغافلین، جلد دوم)

حدیث 5: حرام بے تکا آتا ہے

حضورِ اکرمؐ نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ

”حلال گزارہ بھر رزق ہی میسر آتا ہے جبکہ حرام بے تکا آتا ہے۔“

(منہاج العابدین)

حدیث 6: مالِ حرام کھانے سے دعا قبول نہیں ہوتی

ایک حدیث پاک کے آخر میں ہے:

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بندے کا ذکر فرمایا جو طویل سفر کرتا ہے

پریشان حال اور چہرہ غبار آلود ہے، آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے کہہ رہا

ہے: اے پروردگار! اے پروردگار! جبکہ اس کا کھانا حرام ہے، پینا حرام ہے، لباس حرام ہے اور حرام سے ہی اسے غذا ملی ہے، اب اس کی دعا کیسے قبول ہوگی؟“۔ (مکاشفۃ القلوب)

حدیث 7: اپنا محاسبہ کر لو

رسول کریم، رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
”جو شخص اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ کہاں سے مال کماتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی پرواہ نہ کرے گا کہ کہاں سے اسے دوزخ میں داخل کرے۔“

(احیاء العلوم، جلد دوم)

حدیث 8: حرام و حلال کی پرواہ ختم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

”لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی یہ پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے جو مال حاصل کیا ہے وہ حرام ہے یا حلال۔“ (صحیح بخاری، جلد 1)

حدیث 9: حرام خورجنت سے محروم

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

”جس نے حرام غذا کھائی وہ جنت میں نہیں جائے گا۔“

(تاریخ الخلفاء، بحوالہ ابویعلیٰ، مشکوٰۃ المصابیح، جلد 1، بحوالہ بیہقی)

حدیث 10: مال حرام کا وبال

رسول خدا، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:  
”اگر مال حرام کھانے والے لوگ ستر مرتبہ بھی راہِ خدا میں شہید ہو جائیں

تب بھی ان کی شہادت اُن کی توبہ نہیں بن سکے گی کیونکہ حرام مال کی توبہ یہ ہے کہ وہ مال مالک کو لوٹا دیا جائے اُس سے اپنے استعمال کے لیے حلال کر لیا جائے (یعنی معاف کروالیا جائے)۔ (بحر الدموع)

### حدیث ۱۱: عمل خیر سے محرومی

حرام اور مشتبہ چیزیں کھانے والا عمل خیر سے محروم ہو جاتا ہے اور اگر اتفاق سے کوئی عمل خیر اس سے سرزد ہو بھی جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرف قبولیت حاصل نہیں کر سکتا بلکہ مردود ہو جاتا ہے ایسے شخص کو فقط مشقت اٹھانے، جانفشانی کرنے اور وقت ضائع کرنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

”کتنے ہی شب بھر قیام کرنے والوں کو سحر خیزی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کتنے ہی روزہ رکھنے والوں کو بھوکے پیاسے رہنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

”اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں فرماتا جس کے پیٹ میں حرام ہو۔“ (منہاج العابدین)

### حدیث ۱۲: لقمہ حرام کی سزا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے کہ

”جب ابن آدم کے پیٹ میں حرام کا لقمہ جاتا ہے تو زمین و آسمان کا ہر فرشتہ اس پر لعنت کرتا ہے جب تک وہ لقمہ اس کے پیٹ میں رہتا ہے اور اگر اسی حالت میں مر جائے تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔“ (مکافئہ القلوب)

## حرام کے بارے اقوالِ بزرگانِ دین

### (۱) افضل عبادت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تم افضل عبادت سے غافل ہو جس کا نام حرام سے بچنا ہے۔ (احیاء العلوم جلد دوم)

### (۲) کمان کی طرح جھک جاؤ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر تم نماز پڑھتے پڑھتے کمان کی طرح جھک جاؤ اور روزہ رکھتے رکھتے چلہ کی طرح ڈبلے ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہارے یہ اعمال قبول نہ کرے گا جب تک کہ حرام سے نہ بچو گے۔ (ایضاً)

### (۳) حرام سے احتیاط چاہیے

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جسے کچھ ملا ہے تو اسی طرح ملا ہے کہ جو پیٹ میں ڈالا سمجھ کر ڈالا (کہ یہ خالص حلال ہے حرام تو نہیں)۔ (ایضاً)

### (۴) حرام سے بچنے سے عظیم رتبہ

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”جو شخص اپنے کھانے کی چیز سمجھ لیتا ہے (کہ میں حلال کھا رہا ہوں حرام تو نہیں کھا رہا) اللہ تعالیٰ اسے صدیق کہتا ہے تو اسے مسکین<sup>۱</sup>! جب روزہ افطار کیا کر تو دیکھ لیا کر کہ کس کے پاس افطار کرتا ہے“۔ (ایضاً)

### (۵) نیک کام میں مالِ حرام خرچ کرنا کیسا

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

۱ جو بھی رتبہ ملا ہے۔

۲ اس سے سالکین کی طرف اشارہ ہے نہ کہ عام مساکین۔ (محمد اسد قادری عفی عنہ)

”جو شخص اللہ کی اطاعت لیں مالِ حرام خرچ کرے اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص اپنا کپڑا پیشاب سے پاک کرے حالانکہ کپڑا بجز پانی کے پاک نہیں ہوتا، اسی طرح گناہوں کو سوائے مالِ حلال کے کوئی چیز نہیں دور کرتی“۔ (ایضاً)

آپ علیہ الرحمہ کا یہ فرمانا حق ہے کہ حلال مال جو صدقہ کیا جائے اس سے گناہ کی گندگی دور ہو جاتی ہے، گناہ گندے ہیں اور مالِ حرام بھی گندا ہے تو اگر کوئی شخص گندے مال سے گندے گناہوں کو دھوئے گا تو گندگی دور نہیں ہوگی بلکہ گندگی میں اضافہ ہوگا۔

### (6) مشتبہ مال کی نحوست

صوفیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص چالیس دن تک مالِ مشتبہ کھاتا ہے اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور یہی معنی ہے اس آیت کا:

كَلَّا بَلْ سَكَنَ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ (المطففين: 14)

ترجمہ کنز الایمان: کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے۔

اللہ اکبر! کیسا سخت ارشاد ہے اس ارشاد میں وعید ہے۔ مشتبہ مال کی تعریف امام غزالی علیہ الرحمہ ”منہاج العابدین“ میں اس طرح فرماتے ہیں کہ

”ہر وہ چیز جس کے بارے میں یقین تو نہ ہو بلکہ ظن غالب ہو کہ غیر کی ملکیت ہے، ایسی چیز مشتبہ ہے“۔

تو جاننا چاہیے کہ اس مال کی وجہ سے جس میں شبہ ہے۔ کھانے سے چالیس دن بعد دل سیاہ ہو جاتا ہے تو جو مال حرام کھاتا ہے اور سالہا سال سے کھا رہا ہے اس کے

۱۔ اس سے مراد تمام نیک کام ہیں۔

دل کی حالت کیسی بگڑ چکی ہوگی۔

(7) دل چمڑے کی طرح ہو جاتا ہے

بعض اکابر فرماتے ہیں کہ

”آدمی ایک لقمہ (حرام کا) کھاتا ہے اور اس سے اس کا دل چمڑے کی

طرح بگڑ جاتا ہے اور پھر کبھی اپنی حالت اصلی پر نہیں آتا۔“ (ایضاً)

آج کل لوگ کہتے ہیں: سکون و اطمینان نہیں ملتا، نماز پڑھنے کو دل نہیں کرتا، اگر

پڑھتے ہیں تو اطمینان سے نہیں پڑھی جاتی، نماز میں روحانیت نہیں ملتی، نیکی کرنے کو

دل نہیں کرتا، ہم اس شخص سے پوچھتے ہیں: کیا تمہارا رزق ٹھیک ہے؟ اس میں حرام کی

آمیزش تو نہیں؟ اگر حرام کی آمیزش ہے تو سکون و اطمینان کو تلاش نہ کر بلکہ توبہ کر اور

اپنے مال سے گندامل دور کر۔ آج کل انسان درندہ صفت کیوں بنتا جا رہا ہے؟ اس کی

یہی وجہ ہے کہ حرام کھانے کی لت پڑھ چکی ہے جس کی وجہ سے نیکی کو دل نہیں کرتا اور

گناہوں میں مزا آتا ہے۔

ہم اللہ عزوجل سے عافیت کا سوال کرتے ہیں کہ الہی! ہمیں مالِ حرام سے بچا

لے آمین!

(8) سارا جسم نافرمان

حضرت سہل بن عبد اللہ تستری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

”جو شخص مالِ حرام کھاتا ہے اس کے اعضاء خواہ مخواہ نافرمان ہو جاتے

ہیں، اس کو خبر ہو یا نہ ہو اور جس کی غذا حلال ہوتی ہے اس کے اعضاء

اطاعت کرتے ہیں اور اس کو خیرات کی توفیق ہوتی ہے۔“ (ایضاً)

(9) قبولیت دعا میں آڑ

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ



”بنی اسرائیل ایک مرتبہ سخت ترین قحط سے دوچار ہوئے، کئی بار بارش کی دعائیں کی گئیں لیکن قبول نہ ہوئیں، آخر اس وقت جو نبی علیہ السلام موجود تھے ان پر وحی نازل ہوئی کہ ان لوگوں سے کہو: دعا کے لیے تو تم باہر نکل کر میرے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہو جبکہ تمہارے دل پلید اور پیٹ مالِ حرام سے پُر، تمہارے ہاتھ مظلوموں کے خون سے رنگے ہیں، تمہارا ایسی حالت میں باہر نکلنا میرے قہر و غضب میں مزید اضافے کا باعث ہے، جاؤ! مجھ سے دور ہو جاؤ!“

(کیمائے سعادت)

### (10) ایک کھجور نے چالیس روز کی عبادت بے لذت کر دی

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ ایک رات بیت المقدس میں لیٹے ہوئے تھے، مسجد میں آپ تنہا ہی تھے، جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو مسجد کا دروازہ کھلا اور ایک ضعیف اور نورانی شخص چالیس ہمراہیوں کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئے اور محراب کے پاس آ کر سب نے نفل پڑھے اور پھر سب محراب کی طرف پشت کر کے بیٹھ گئے، ایک شخص ان میں سے بولا: آج کوئی ایسا شخص بھی مسجد میں ہے جو ہم میں سے نہیں، وہ ضعیف شخص مسکرائے اور فرمایا: ہاں ہے! اور وہ ابراہیم بن ادھم (رحمۃ اللہ علیہ) ہے، جو چالیس دن سے عبادت میں لذت نہیں پاتا، جب حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ نے یہ بات سنی تو آپ کو نے سے اٹھے اور اس مردِ ضعیف کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے: آپ نے سچ فرمایا، مگر یہ تو بتائیے کہ اس کی کیا وجہ ہے؟

وہ کہنے لگے کہ فلاں روز آپ نے بصرے میں کھجوریں خریدی تھیں، قریب ہی ایک کھجور کسی دوسرے کی گری ہوئی پڑی تھی، آپ نے سمجھا کہ یہ آپ کی گری ہے، اس لیے آپ نے اسے بھی اٹھالیا اور اپنی کھجوروں میں ملا لیا، بس اس پرانی کھجور کے

آپ کے مال میں مل جانے سے آپ کی عبادت میں جو مزہ تھا وہ جاتا رہا۔ حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ یہ سنتے ہی بصرہ روانہ ہوئے اور اُس شخص کے پاس جس کی کھجور تھی پہنچے اور اس سے معافی چاہی۔ (تذکرۃ الاولیاء)

حرام میں پھنسنے کے خوف سے حلال چھوڑ دیتے

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كنا ندع سبعين بابًا من الحلال مخافة ان نقع في باب من الحرام .

ترجمہ: ہم حرام کے ایک کام میں پھنس جانے کے خوف سے ستر (70) قسم کے حلال کاموں کو چھوڑتے تھے۔ (رسالہ تشریح)

(12) ایک خراب لقمہ کی تباہ کاریاں

جو ہاتھ میں آیا بے سوچے سمجھے پیٹ میں اُنڈیلے دھکیلتے رہنا تشویش ناک ہے، چنانچہ حضرت سیدنا معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صرف ایک خراب لقمہ بعض اوقات دل کی کیفیت کو اس قدر تباہ کر دیتا ہے کہ پھر عمر بھر دل راہِ راست پر نہیں آتا، اور بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ وہی خراب لقمہ سال بھر تک تہجد کی نعمت سے آدمی کو محروم کر دیتا ہے، نیز بعض اوقات ایک بار بدنگاہی کرنے والے عرصہ تک تلاوتِ قرآن کی سعادت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

(فیضانِ سنت (جدید) بحوالہ منہاج العابدین)

(13) راہِ پر خار ہے

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ  
”آدمی بے چارہ ایسے مکان اور سرائے پر راضی، داہے جس کے حلال کا

حساب دینا ہوگا اور جس کے حرام کا عذاب سہنا ہوگا۔ (اقوال اولیاء)

راہ پُر خار ہے کیا ہونا ہے  
 خشک ہے خون کہ دشمن ظالم  
 ارے او مجرم بے پروا دیکھ  
 کام زنداں کے کٹے اور ہمیں  
 گھر بھی جانا ہے مسافر کہ نہیں  
 پار جانا ہے نہیں ملتی جاؤ  
 ہائے بگڑی تو کہاں آ کر ناؤ  
 دل ہمیں تم سے لگانا ہی نہ تھا  
 باتیں کچھ اور بھی تم سے کرتے  
 کیوں رضا کڑھتے ہو ہنستے اٹھو

پاؤں افکار ہے کیا ہونا ہے  
 سخت خونخوار ہے کیا ہونا ہے  
 سر پہ تلوار ہے کیا ہونا ہے  
 ذوقِ گلزار ہے کیا ہونا ہے  
 مت پہ کیا مار ہے کیا ہونا ہے  
 زور پر دھار ہے کیا ہونا ہے  
 عین منجھدار ہے کیا ہونا ہے  
 اب سفر بار ہے کیا ہونا ہے  
 پر کہاں وار ہے کیا ہونا ہے  
 جب وہ غفار ہے کیا ہونا ہے

(حدائقِ بخشش)

### (۱۴) حرام کو چھوڑنے کا اجر

حضرت سیدنا ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

”جو حرام کو ترک کرے گا دوزخ اس پر ترک ہوگی۔“ (ایضاً)

حرام کھانے والے کو سوچنا چاہیے کہ کیا میں نے دنیا میں ہی رہنا ہے؟ کیا میں نے مرنا نہیں؟ کیا میں نے اندھیری قبر میں نہیں جانا؟

حدیثِ پاک میں ہے: آخرت کے معاملے میں گھڑی بھر کے لیے غور و فکر کرنا ایک سال کی نفلی عبادت سے بہتر ہے، تو انسان اپنا محاسبہ کر لے کہ اگر حرام سے حاصل شدہ کاغذ کے چند ٹکوں کی وجہ سے مجھے عذاب میں مبتلا کر دیا گیا تو اس وقت میرا کیا بنے گا؟ بے بسی کا عالم ہوگا، آج تو تم زمین پر اترا کر چلتے ہو اور اپنے مسلمان

بھائیوں پر حرام کی کمائی کے بل بوتے پر فخر کرتے ہوئے ان کو حقیر سمجھتے ہوئے حالانکہ حلال پر گزر بسر کرنے والا تم جیسے ہزاروں سے ہزار گنا بہتر ہے، چاہے تم حرام مال سے سوچ بھی کر لو، غریبوں کو خوب نوازو، پراس پر کوئی اجر نہیں ملے گا، آج زمین پکار پکار کر ہمیں خوابِ غفلت سے بیدار کر رہی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ زمین روزانہ دس باتوں کی نداء کرتی

ہے:

(1) اے ابنِ آدم! آج تو میری پیٹھ پر دنیا کے لیے کوششوں میں مصروفِ عمل ہے

لیکن یاد رکھ کہ آخر کار تیرا ٹھکانہ میرا پیٹ ہوگا۔

(2) آج تو میری پیٹھ پر اللہ عزوجل کی نافرمانیوں میں مشغول ہے، لیکن یاد رکھ کہ

تجھے میرے اندر عذاب دیا جائے گا۔

(3) آج تو میری پشت پر قہقہے لگا رہا ہے، لیکن یہ بھی یاد رکھ کہ تجھے میرے پیٹ میں

رونا پڑے گا۔

(4) آج تو میری پشت پر خوشیاں منانے میں مصروف ہے حالانکہ تو میرے شکم میں غم

میں مبتلا ہوگا۔

(5) آج تو میری پیٹھ پر مال جمع کرتا پھر رہا ہے، لیکن کل میرے اندر اس پر شدت

سے ندامت محسوس کرے گا۔

(6) آج تو میری پشت پر حرام کھا رہا ہے، لیکن کل میرے پیٹ میں تجھے کیڑے

مکوڑے کھائیں گے۔

(7) آج تو میری پیٹھ پر فخر محسوس کر رہا ہے، لیکن کل میرے شکم میں ذلت و رسوائی کا

سامنا کرے گا۔

(8) آج تو مجھ پر بڑی خوشی سے چل رہا ہے، لیکن کل مجھ میں بڑی غمگین حالت میں

اتارا جائے گا۔

(9) آج تو میرے اوپر روشنیوں میں چل پھر رہا ہے، لیکن کل تجھے میرے اندر

اندھیروں میں چھوڑ دیا جائے گا..... اور.....

(10) آج تو پوری جماعت کے ساتھ مجھ پر چلتا ہے، لیکن کل مجھ میں بالکل تنہا ڈالا

جائے گا۔ (المسلمات علی الاستعداد لیوم المعاد)

عبرت! عبرت! عبرت ہے!

اسلامی بھائیو!

آج ہی حرام روزی سے سچی توبہ کر لو جو مال حرام ذرائع سے حاصل کیا ہے، اس کو ان کے مالکوں کو واپس کر دو، اگر وہ نہ ملیں تو اتنا مال بلا نیتِ ثواب کسی شرعی فقیر کو دے دو، اگر دنیا و آخرت میں کامیابی چاہتے ہو تو آج سے پکا ارادہ کر لو کہ آج کے بعد میں کسی سے بھی حرام مال نہیں لوں گا، جو لے لیا اس کو واپس لوٹا دوں گا، آج دنیا کی چند روزہ تنگی کل بروز قیامت سے بہتر ہے بلکہ صد ہزار گنا سے زیادہ بہتر ہے، جہنم کا ہلکا عذاب بھی کسی سے برداشت نہ ہوگا۔

حدیث پاک میں ہے کہ جہنمیوں کے لیے ہلکا ترین عذاب ان کے پاؤں میں آگ کے جوتے ہون گے جن سے ان کا دماغ ہنڈیا کے جوش مارنے کی طرح کھولے گا، ان کے کان اور داڑھیں آگ کے انگارے برسارہے ہوں گے، پلکیں آگ کے شعلوں کا منظر پیش کریں گی، ان کے پیٹ کی آنتیں پاؤں سے نکلی دکھائی دیں گی، وہ سمجھے گا کہ جہنمیوں میں سے شدید ترین عذاب مجھے دیا جا رہا ہے حالانکہ اسے جہنم کا ہلکا ترین عذاب دیا جا رہا ہوگا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!)

اور اگر تم سچے دل سے تائب ہو گئے اور حرام خوری اور دیگر گناہوں سے بچتے رہے تو پھر درگزر فرمانے والا اپنا عفو و کرم فرمائے گا، پھر ٹھکانہ جنت ہوگا جس میں ایسی

نہریں بہ رہی ہیں جن کی لمبائی ایک مہینے کا فاصلہ ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے جو ایک بار اس نہر سے پانی پی لے گا اسے پھر کبھی بھی پیاس نہ لگے گی اور اس کا جام اس کو نصیب ہوگا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے محبت رکھے گا یہ نہر تسنیم ہے جس کا ذکر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے ایک شعر میں بھی کیا:

فیض ہے یا شہ تسنیم نرالا تیرا      آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا  
جس جنت میں ایسی نعمتیں ہیں جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا  
اور نہ ہی کسی کے ذہن میں ان عظیم نعمتوں کا خیال گزرا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ  
ہمیں حرام کمانے اور کھانے سے بچائے ہمیں دوزخ کی آگ سے بچائے اور ہمیں  
جنت الفردوس میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ عطا  
فرمائے آمین!

دعا کی قبولیت کا نسخہ

اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا:  
”اگر تم مجھ سے دعا کا ارادہ کرو تو اپنے پیٹ کو حرام غذا سے محفوظ رکھو  
اور یوں عرض کرو: اور قدیم احسان اور وسیع فضل والے! اے وسیع رحمت  
والے! تو میں تمہارا سوال پورا فرما دوں گا“۔ (بحر الدموع)

پرہیزگاری کی اہمیت

بعض اہل علم کا قول ہے:

”دنیا کی حلال چیزوں پر حساب ہے اور حرام پر عذاب ہے اور حرام ایک

ایسی بیماری ہے جس کا علاج فقط یہی ہے کہ بندہ حرام کھانے سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پناہ چاہے۔

حرام خود کے بارے اشعار:

اشبه من يتوب على حرام كبيض فاسد تحت الحمام  
ترجمہ: جو شخص حرام کو ترک کیے بغیر توبہ کرے، میں اسے کبوتری کے نیچے پڑے ہوئے خراب انڈے سے تشبیہ دیتا ہوں

يطول عناوه في غير شعل و آخره يقوم بلا تموم  
ترجمہ: کہ اس (کبوتری) کی تھکن بے کار کام میں بڑھتی رہتی ہے اور آخر کار وہ ناکام ہو کر اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔

اذا كان المقام على حرام فلا مضى لتطول القيام  
ترجمہ: جب حرام پر ہی ڈٹے رہنا ہو تو لمبی لمبی عبادتوں کا کیا فائدہ؟

حرام خور توفیق عبادت سے محروم

حرام اور مشتبہ چیزوں سے بچنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حرام اور مشتبہ چیزوں کا استعمال کرنے والا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے دھتکار دیا جاتا ہے اور اسے عبادت کی توفیق نصیب نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا صحیح معنوں میں حق طیب و طاہر شخص ہی ادا کر سکتا ہے۔ (منہاج العابدین)

امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

کیا اللہ تعالیٰ نے جنبی کو مسجد میں داخل ہونے اور بے وضو کو قرآن پاک کے چھونے سے نہیں روکا؟ بلکہ ارشاد فرمایا:

وَلَا جُنْبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّى تَغْتَسِلُوا. (النساء 43)

ترجمہ: اور نہ جنابت کی حالت میں مگر یہ کہ تم سفر کر رہے ہو یہاں تک کہ تم غسل کر لو۔

لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ. (واقعہ 79)

ترجمہ: اس کو نہیں چھوتے مگر پاک صاف۔ (یعنی قرآن پاک کو نہیں چھوتے)۔

جنابت اور حدث مباح امر ہیں ان مباح امور کی موجودگی میں دخول مسجد اور لمس قرآن کی ممانعت ہے جبکہ حرام اور مشتبہ تو ناجائز ہے پھر حرام اور مشتبہ چیزوں کی غلاظت و نجاست سے آلودہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کیسے ممکن ہے اور ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی حق بندگی کا دعویٰ کیسے کر سکتا ہے ہرگز ایسا ممکن نہیں۔ (ایضاً)

اے کاش! امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا سمجھانا ہماری سمجھ میں آ کر دل میں

اتر جائے۔ آمین!

ایک لقمے کا اثر

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”میں ایک آیت مبارکہ پڑھا کرتا تھا تو اس میں میرے لیے علم کے ستر

دروازے کھول دیئے جاتے تھے پھر جب میں نے امراء (یعنی امیر

لوگوں کا) کا مال کھایا اور اس کے بعد جب میں نے وہ آیت پڑھی تو اس

میں میرے لیے ایک دروازہ بھی نہ کھلا۔“ (بحر الدوع)

حرام کا وبال

حرام غذا ایک ایسی آگ ہے جو فکر کی چربی پگھلا دیتی ہے اور حلاوت ذکوہ کی

لذت ختم کر دیتی ہے اور سچی نیتوں کے لباس کو جلا دیتی ہے اور حرام ہی سے بصیرت کا



اندھا پن پیدا ہوتا ہے، لہذا مالِ حلال جمع کرو اور اسے میانہ روی سے خرچ کرو خود بھی حرام سے بچو اور اپنے گھر والوں کو بھی اس سے بچاؤ اور حرام خوروں کی صحبت میں نہ بیٹھو اور ان کا کھانے کھانے سے بچتے رہو اور جس کا ذریعہ معاش حرام ہو اس کی صحبت اختیار نہ کرو اگر تم اپنی پرہیزگاری میں سچے ہو تو نہ ہی کسی کی حرام پر رہنمائی کرو کہ اگر وہ اسے کھالے تو اس کا حساب تم سے لیا جائے اور نہ ہی حرام کے حصول میں کسی کی مدد کرو کیونکہ معاون بھی عمل میں شریک ہی ہوتا ہے۔

یاد رکھو! حلال کھانے ہی سے اعمال قبول ہوتے ہیں اور فاقہ و تنگدستی کو چھپانے اور تنہائی میں رو رو کر آہیں بھرنے کو اعمال کی قبولیت اور رزقِ حلال کمانے کے سلسلہ میں نہایت اہم مقام حاصل ہے۔ (ایضاً)

### مالِ حرام کی دنیا و آخرت میں نحوست

لوگوں کے دلوں سے خوفِ خدا اٹھ گیا ہے اور حرام و حلال کی تمیز بھی جاتی رہی، مال کی محبت نے ان کی آنکھوں پہ غفلت کی پٹی باندھ رکھی ہے، ایسے لوگوں کے لیے یہ حدیثِ پاک جس کو امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے اپنی ”مسند“ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، تازیانہ عبرت ہے۔

آقا دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”جو بندہ مالِ حرام حاصل کرتا ہے اگر اس کو صدقہ کرے تو مقبول نہیں اور خرچ کرے تو اس کے لیے اس میں برکت نہیں اور اپنے بعد چھوڑ مرے تو جہنم میں جانے کا سامان ہے۔“

پیارے اسلامی بھائیو!

مال کی یہی تو تین حالتیں ہیں اور مالِ حرام کی تینوں حالتیں خراب ہیں، اگر کوئی شخص مالِ حرام کما کر صدقہ کرتا ہے تو ثواب کی بجائے مستحق عذابِ نار بنتا ہے، صدقہ تو

بلاؤں کو دُور کرتا ہے لیکن حلال مال کا صدقہ بلاؤں کو دور کرے گا بڑی موت سے بچائے گا، رحمتیں لائے گا، اور حرام مال کا صدقہ بلائیں دور کرنے کی بجائے اور زیادہ بلاؤں میں پھنسائے گا اور اگر حرام کا گند مال خود پر اور اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرتا ہے تو اس میں برکت نہیں ہوتی۔ امام غزالی علیہ الرحمہ برکت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ کسی کے پاس مال تو کم ہے مگر اس سے فوائد زیادہ محسوس کرتا ہے اور اسی سے زیادہ تر لوگوں کو فائدہ پہنچتا رہتا ہے اور اس وجہ سے اس سے بہت سی برکات کا ظہور ہونا شروع ہو جاتا ہے اور اب کسی کے مال میں برکت ہی نہ ہوئی تو لاکھوں روپے کما کر بھی وہ خسارے میں ہے۔ آج کل لوگ برکت کا رونا روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو بہت زیادہ کماتے ہیں، ہماری تنخواہ بہت اچھی ہے، لیکن برکت نہیں ہے، پیسوں کا پتہ ہی نہیں چلتا، اس حالت میں اے نادان مسلمان! کبھی تنہائی میں اپنے دل سے پوچھنا کہ برکت کیوں نہیں؟ سکون کیوں نہیں؟ بے چینی کیوں ہے؟ کہیں میرے مال میں حرام تو نہیں داخل ہو گیا، میں نے سود تو نہیں کھایا؟ میں نے رشوت تو نہیں لی؟ کسی پر ظلم کر کے حرام مال تو نہیں کمایا؟ میرے پیٹ میں حرام لقمہ تو نہیں داخل ہو گیا؟ کیا میرا مال مکمل حلال ہے؟ ان باتوں میں ضرور غور کرے اور اگر مال ہی حرام کا ہے تو برکت کہاں سے آئے گی؟ برکت کی جگہ نحوست آئے گی، اگر حرام مال کا کپڑا جسم پر ہے تو نماز قبول نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ سے جتنی بھی دعائیں مانگ لو، اپنی دعاؤں میں چاہے کتنا ہی رولو، کوئی دعا قبولیت کا درجہ نہیں پائے گی، نحوست ہی نحوست آئے گی جو دین و دنیا کی بربادی لائے گی، یہ دولت تو تیرے دنیا سے جاتے ہی کسی اور کی ہو جائے گی، لیکن جب باری حساب کی آئے گی تب تیری شامت آجائے گی، تجھ کو مہلت بھی نہ دی جائے گی، تجھ کو تیری اک اک کرتوت یاد آئے گی، پھر تجھ کو یہ حرام دولت بہت زلائے گی، اس وقت تجھے کوئی بات سمجھ نہ آئے گی۔ خدارا! تصور میں لاؤ وہ وقت جب

آفت ہی آفت چھا جائے گی، سوچو اس وقت یہ حرام دولت تیرے کیا کام آئے گی، بس تجھے عذاب میں پھنسائے گی۔

پھر اگر اسی حرام مال کو جس کے لیے تو نے اپنے ایمان تک کی فکر نہ کی کہ معاذ اللہ! ایمان جاتا ہے تو جائے، لیکن مالِ غلیظ تو ہاتھ آئے، اگر اس مالِ غلیظ کو تو چھوڑ کر مر گیا تو حدیثِ پاک نے صاف بتا دیا کہ ”یہ مال جہنم میں جانے کا سامان ہے“۔

مالِ حرام کھایا جب تجھ پر آئیں آفتیں تب اپنے کرتوت ہیں یہ سب کہ خودی کو خود پھنسائے جاتا ہے ڈاکہ زنی کو تو چھوڑ، قتل و غارت سے بھی منہ موڑ کیوں لوگوں کے مال و عزت کو چرائے جاتا ہے کما کر مالِ حرام چاہتا ہے امن و امان کچھ نہیں صرف اپنے دل کو سمجھائے جاتا ہے حبِ دنیا نے کیا تجھ کو موت سے غافل اور تو دن رات خوشیاں منائے جاتا ہے دین سیکھنے میں آئے تجھ پر سُستی و غفلت علمِ دنیا میں ہی خود کو لگائے جاتا ہے اے مردِ مسلمان تخیل میں لا وہ وقت بھی جو تیری عظمت کے گیت تجھے سنا جاتا ہے یہی اولاد تجھے چھوڑ آئے گی تاریک قبر میں جن کی خاطر تو حرام کمائے جاتا ہے اٹھتیں ہیں میتیں روز و شب پتہ ہے تجھے ہر وقت دیکھتا ہے تو یہ سب اور خود کو اندھا بنائے جاتا ہے

دنیا سے ہم نے جانا ہے جو بویا وہی کمانا ہے  
اپنا کیا ٹھکانا ہے یہی ڈر ستائے جاتا ہے  
بدوں کو نیک، نیکوں کو کامل وہی کرتے ہیں اشیر  
پھر کیوں تُو خود کو زُلائے جاتا ہے



## تجارت کے فضائل و مسائل

جب کوئی انسان کسی دوسرے انسان سے محبت کرتا ہے تو محبت کرنے والا اپنے محبوب کے لیے ہر کام میں بہتری و کامیابی ہی چاہتا ہے اس کو نقصان والے کام سے بچاتا ہے، محب اگر اپنے محبوب کو مشورہ دے تو اس کے حق میں بہتر مشورہ ہی دیتا ہے یہ تو مخلوق کا معاملہ ہے تو جو مالک کائنات اپنے بندے سے ستر ماؤں سے بڑھ کر محبت فرماتا ہے اور اس کے پیارے محبوب رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جو فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی امت کا ایک بچہ دنیا و مافیہا سے پیارا ہے تو اے نادان مسلمان! تو ہی بتا! کیا اللہ و رسول (عز و جل و صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں غلط یا بے کار کام کا حکم دیں گے؟ ہرگز نہیں! وہ تو دنیا و آخرت میں ہمارا بھلا چاہتے ہیں انسان کا دیا ہوا مشورہ یا کیا ہوا کام تو غلط ہو سکتا ہے اس میں ناکامی ہو سکتی ہے لیکن اللہ و رسول (عز و جل و صلی اللہ علیہ وسلم) جس کام کا حکم فرمادیں اس میں بہتری ہی بہتری ہے وہ کام انسان کے لیے کسی زاویہ سے بھی غلط نہیں ہو سکتا جو مسلمان اللہ و رسول (عز و جل و صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم کو یا ان کے بتائے ہوئے رستے یا طریقے کو بے کار اور فضول سمجھے گا، معاذ اللہ! وہ تو اپنے ایمان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

قرآن و حدیث کا ہر حکم یا بتایا ہوا کام انسان کی فلاح و کامرانی کے لیے ہے۔

۱۔ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے۔ (محمد اسد قادری عفی عنہ)

تو اے مردِ مسلمان! اگر تو دنیا و آخرت کی کامیابی سے ہمکنار ہونا چاہتا ہے تو اسلام کے بتائے ہوئے سنہری اصولوں کو اپنا شعار بنالے انشاء اللہ! تمہیں دنیا میں بھی سکون و اطمینان حاصل ہوگا اور آخرت میں کوئی خوف نہ ہوگا ہمارا اسلام وہ واحد مذہب ہے جو مسلمان کی زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کرتا ہے، پہلی سانس سے آخری سانس تک جس مذہب نے انسان کے لیے رہنمائی دی ہے وہ ہمارا عظیم مذہب اسلام ہے۔

## I Love Islam

اسلام نے تجارت کے لیے ہمیں بہترین اصول و قوانین بتائے ہیں، تو جو کوئی ان اصول و قوانین کو سیکھ کر ان پر عمل کرے گا وہ فلاح پاجائے گا۔  
اسلام نے اچھے تاجروں کے لیے جو خالص کسبِ حلال کے لیے کوشش کرتے ہیں، جھوٹ، دھوکہ و فریب اور قسمیں وغیرہ کھانے سے بچتے ہیں، دنیا و آخرت میں کامیابی کی نوید سنائی ہے اور جو تاجر مذکورہ کاموں کے برعکس ہیں، ان کی سخت مذمت فرمائی ہے۔

تجارت کے بارے میں آیاتِ قرآنیہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

رِجَالٌ لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ (پ 18، النور 37)  
ترجمہ کنز الایمان: اور وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے۔

اور فرمایا:

عربی لغت میں دنیا و آخرت میں کامیابی کو "فلاح" کہتے ہیں۔ (محمد اسد قادری غنی عنہ)

وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا بِانْفِصُوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا .

(پ 28، القصص: 11)

ترجمہ کنز الایمان: اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا تو اسکی طرف چل دیئے اور تمہیں خطرہ میں چھوڑ گئے۔

## احادیث

### تاجر کے لیے خوشخبریاں

#### تاجر کی شان

حدیث ۱: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التاجر الصدوق

الامين مع النبيين والصديقين والشهداء۔ (رواه مشکوٰۃ المصابيح)

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: سچا اور امانت دار تاجر پیغمبروں، صدیقیوں اور شہیدوں

کے ساتھ ہوگا۔

#### تجارت اعلیٰ پیشہ

”صاحب مرآة المناجیح“ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس (حدیث)

سے معلوم ہوا کہ دیگر پیشوں سے تجارت اعلیٰ پیشہ ہے، پھر تجارت میں غلہ کی، پھر کپڑے

کی، پھر عطر کی تجارت افضل ہے، ضروریات زندگی اور ضروریات دینی کی تجارت

دوسری تجارتوں سے بہتر ہے، پھر سچا تاجر مسلمان بڑا ہی خوش نصیب ہے کہ اسے نبیوں،

ولیوں کے ساتھ حشر نصیب ہوتا ہے مگر یہ ہمراہی ایسی ہوگی جیسے خدام سکو آقا کے

۱۔ خادم کی جمع۔

ساتھ ہمراہی ہوتی ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ تاجر نبی بن جائے گا اچھا تاجر تاجور ہے ہے تاجر فاجر ہے۔ (مرآة المناجیح جلد 4)

### سب سے پاکیزہ کمائی

حدیث 2: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور انور نور مجسم

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

”بے شک سب سے پاکیزہ کمائی ان تاجروں کی ہے جو بات کریں تو

جھوٹ نہ بولیں اور جب ان کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں

خیانت نہ کریں اور جب وعدہ کریں تو اس کی خلاف ورزی نہ کریں اور

جب کوئی چیز خریدیں تو اس میں عیب نہ نکالیں اور جب کچھ بیچیں تو اس کی

بے جا تعریف نہ کریں اور جب ان پر کسی کا کچھ (روپیہ) آتا ہو تو اس کی

اداائیگی میں سستی نہ کریں اور جب ان کا کسی پر آتا ہو تو اس کی وصولی

کے لیے سختی نہ کریں۔“ (المعجم الراعی فی ثواب العمل الصالح)

اے کاش!

ہمارے تاجر بھائیوں کا اس حدیث پاک پر عمل ہو جائے غور تو فرمائیے کہ ایک

تاجر کے لیے کتنے پیارے اور سنہری اصول ہیں اگر ہمارے معاشرے میں ان سنہری

اصولوں پر عمل ہونا شروع ہو جائے تو ہمارے معاشرے میں امن و امان قائم ہو جائے

تجارت میں ترقی ہو مال میں برکت ہو۔

### رزق کے دس حصے

حدیث 3: آقا و مولیٰ حضور محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

”تجارت کیا کرو مخلوق کے رزق کے دس حصوں میں نو حصے تجارت میں

ل مثل مشہور ہے کہ تاجر کے سر پر تاج ہے۔



ہیں۔ (کیمیائے سعادت)

ایک اور روایت میں ہے کہ

”رب تعالیٰ نے رزق کے دس حصے کیے، نو حصے تاجر کو دیئے اور ایک حصہ

ساری دنیا کو۔ (اسلامی زندگی)

### بہترین اور سچا تاجر

حدیث 4: حضور اکرمؐ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ

سب سے بہترین کسب معاش کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بندے کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر وہ تجارت جس میں شبہ ہو نہ

خیانت۔“

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

”سچا تاجر روزِ قیامت عرشِ الہی کے سائے تلے ہوگا۔“

(تنبیہ الغافلین، جلد دوم)

### جنت اور دوزخ میں اگر کاروبار ہوتا

حدیث 5: رسول خداؐ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

”اگر جنت میں کاروبار ہوتا تو کپڑے کا ہوتا اور اگر دوزخ میں کاروبار

ہوتا تو سنارے کا ہوتا۔“ (کیمیائے سعادت)

### کپڑے کا کاروبار

حدیث 6: حضور اکرمؐ نور مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ

”تم کپڑے کا کاروبار کرو تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی

پارچہ فروش (کپڑے کے تاجر) تھے۔ (تنبیہ الغافلین، جلد دوم)

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ  
”تمام کاروباروں اور تجارتوں سے بہتر کپڑے کا کاروبار ہے۔“

(کیمائے سعادت)

### بیع میں نرمی کرنے والے کے لیے اجر

حدیث 7: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ اس شخص پر رحمتیں کرے جو نرم ہو جب بیچے اور خریدے اور جب تقاضا کرے۔“

### مقبول بندہ

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:  
”بیچنے میں نرمی یہ ہے کہ گاہک کو کم یا خراب چیز دینے کی کوشش نہ کرے اور خریدنے میں نرمی یہ ہے کہ قیمت کھری دے اور بخوبی ادا کرے، بیوپاری کو پریشان نہ کرے، تقاضے میں نرمی یہ ہے کہ جب اس کا کسی پر قرض ہو تو نرمی سے مانگے اور مجبور مقروض کو مہلت دے دے اس پر تنگی نہ کرے، جس میں یہ تین صفتیں جمع ہوں، وہ اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ ہے۔“

(مرآة المناجیح، جلد 4)

### تاجروں کی رہنمائی

حدیث 8: حضرت قیس ابن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے گروہِ تجارت! بیع میں لغو اور قسم ہو جاتی ہے اس کے ساتھ صدقہ کو ملا لیا

کرو۔ (بہار شریعت جلد 2 بحوالہ ابوداؤد)

## تاجروں کی مذمت میں احادیث

حدیث 1:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التجار يحشرون يوم القيامة فجارا الا من اتقى وبر وصدق. (رواه مشکوٰۃ المصابيح)  
ترجمہ: حضرت عبید ابن رفاعہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن بیوپاری بدکار اٹھائیں گے بجز ان کے جو پرہیزگاری کریں، بھلائی کریں اور سچ بولیں۔

حدیث 2: تجار بدکار ہیں

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تجار بدکار ہیں، لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا اللہ عزوجل نے بیع حلال نہیں کی ہے؟ فرمایا: ہاں! بیع حلال ہے لیکن یہ لوگ بات کرنے میں جھوٹ بولتے ہیں اور قسم کھاتے ہیں، اس میں جھوٹے ہوتے ہیں۔“

(بہار شریعت جلد 2 بحوالہ حاکم، طبرانی)

حدیث 3: تاجروں کی مذمت

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں ذکر کیا گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ

تاجر کی جمع۔

”اگر تم چاہو تو میں قسم اٹھا کر کہہ سکتا ہوں کہ تاجر گنہگار ہیں۔“

(حنبیہ الغافلین، جلد دوم)

مزید ارشاد فرمایا کہ مجھے تاجروں پر تعجب ہوتا ہے کہ وہ دنوں کو قسمیں اٹھاتے اور راتوں کو حساب و کتاب کرتے ہیں۔ (ایضاً)

تاجر کے لیے علم سیکھنا فرض ہے

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”خرید و فروخت کا علم حاصل کرنا فرض ہے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار ہی نہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا معمول مبارک یہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ بازار تشریف لے جاتے اور دُڑہ استعمال فرماتے ہوئے کہتے: کوئی ایسا شخص نہ ہو جو اس بازار میں خرید و فروخت کرے اور اس (خرید و فروخت) کے مسائل سے آشنا نہ ہو ورنہ نہ چاہتے ہوئے بھی وہ سود کا ارتکاب کر بیٹھے گا۔“ (کیمائے سعادت)

تاجر کی تین خصلتیں

کسی دانا کا قول ہے کہ جس تاجر میں تین خصلتیں ہوں، محتاجی دونوں جہاں میں اس کا مقدر بن جاتی ہے:

پہلی خصوصیت: جھوٹ بے ہودہ کلام اور قسمیں اٹھانے سے زبان محفوظ نہ ہو۔  
دوسری خصوصیت: کھوٹ، ملاوٹ، خیانت اور حسد سے دل پاکیزہ اور صاف ستھرا نہ ہو۔

تیسری خصوصیت: تین چیزوں کی حفاظت نہ ہو: جمعہ، جماعت کی پابندی، حصول علم کے لیے کچھ وقت اور ہر چیز پر رضائے الہی کی ترجیح۔ (حنبیہ الغافلین، جلد دوم)

## تاجروں کے لیے ہدایات

امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں کہ

”جو امور خاص تاجر کے لیے ہیں اور اسے آخرت میں کارآمد ہیں ان میں سے اپنے دین کا خون کرنا چاہیے یعنی ہر ایک امر میں دین کا لحاظ رکھنا چاہیے تاجر کو لائق نہیں کہ معاش میں پڑ کر معاوضہ سے غافل ہو جائے اور اپنی عمر اس وجہ سے برباد کرے اور تجارت میں نقصان اٹھائے اور آخرت کا نقصان ایسا نہیں کہ دنیوی نفع سے پورا ہو سکے تو ایسے کاروبار کرنے سے ان لوگوں میں سے ہو جائے گا جو آخرت کو بیچ کر دنیا کی زندگی خریدیں بلکہ عاقل انسان کو چاہیے کہ اپنے نفس پر ترس کھائے اور ترس کھانے کی صورت یہ ہے کہ رأس المال بچائے اور انسان کا رأس المال اس کا دین ہے جس کی تجارت کرتا ہے۔“

حکایت: کسی بزرگ کا قول ہے کہ غافل کے لیے سب سے زیادہ شایان وہ چیز ہے جس کی حاجت اسے درست سب سے زیادہ ہو اور جس چیز کی سب سے زیادہ حاجت بالفعل ہے وہ یہ ہے کہ آخرت میں اس کا انجام بہتر ہو۔ (احیاء العلوم جلد دوم)

## دس (10) بہترین تجارتیں

سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کے اکثر مشاغل دس صفتیں ہیں:

- |                |                |
|----------------|----------------|
| (1) موزہ سینا  | (2) تجارت      |
| (3) پلہ داری   | (4) کپڑا سینا  |
| (5) جوتا بنانا | (6) کپڑا ڈھونا |
| (7) آہنگری     | (8) سوت کا تنا |

ل آخرت

(9) خشکی اور تری کا شکار کرنا (10) کتابت۔ (ایضاً)

## تجارت کے اصول

## (1) خوش خلقی

یوں تو ہر مسلمان کو خوش خلق ہونا لازم ہے، مگر تاجر کو خصوصیت سے خوش خلقی ضروری ہے، مسلمان تاجروں کی ناکامی کا ایک سبب ان کی بد خلقی بھی ہے کہ جو گاہک ان کے پاس ایک بار آ گیا، وہ ان کی بد خلقی کی وجہ سے دوبارہ نہیں آتا، ہم نے ہندو تاجروں کو دیکھا کہ جب وہ کسی محلہ میں نئی دکان رکھتے ہیں تو چھوٹے بچوں کو جو سودا خریدنے آئیں کچھ دو تک یا چونگا بھی دیتے رہتے ہیں تاکہ بچے اس لالچ میں ہمارے ہی یہاں سے سودا خریدیں، بڑے سوداگر خاص گاہکوں کی پان بیڑی، سگریٹ بلکہ کبھی کھانے سے بھی تواضع کرتے ہیں، یہ سب باتیں گاہک کی ہلا لینے کی ہیں، اگر تم یہ کچھ نہ کر سکو تو کم از کم گاہک سے ایسی میٹھی بات کرو اور ایسی محبت سے بولو کہ وہ تمہارا گرویدہ لہو جائے۔

## (2) دیانتداری

تاجر کو نیک چلن، دیانتدار ہونا ضروری ہے، بد چلن، بد معاش، حرام خور، کبھی تجارت میں کامیاب نہیں ہو سکتا، اسے بد معاشی سے فرصت ہی نہ ملے گی، تجارت کب کرے۔ مشرکین و کفار تجارت میں بہت دیانتداری سے کام لیتے ہیں، دیانتداری سے ہی بازار سے قرض مل سکتا ہے، دیانتداری سے ہی لوگ اس پر بھروسہ کرتے ہیں، دیانتداری سے ہی بینک اور کمپنیاں چلتی ہیں، کم تولنے والا، جھوٹا، خائن، کچھ دن تو بظاہر نفع کما لیتا ہے مگر آخر کار سخت نقصان اٹھاتا ہے۔

۱۔ چاہنے والا۔ ۲۔ اچھی عادتوں والا۔ ۳۔ خیانت کرنے والا

## (3) محنت

یوں تو دنیا میں کوئی کام بغیر محنت نہیں ہوتا مگر تجارت سخت محنت چستی اور ہوشیاری چاہتی ہے، کاہل سُست آدمی کبھی کسی کام میں کامیاب نہیں ہو سکتا، مثل مشہور ہے کہ بغیر محنت تو لقمہ بھی منہ میں نہیں جاتا، تاجر خواہ کتنا ہی بڑا آدمی بن جائے مگر سارے کام نوکروں پر ہی نہ چھوڑ دے، بعض کام اپنے ہاتھ سے بھی کرے، ہم نے بچیوں کو اپنے ہاتھ سے دالیں دلتے اور سودا خود اٹھا کر لاتے ہوئے دیکھا۔

## (4) اہم بات

تجارت کے چند اصول ہیں: جس کی پابندی ہر تاجر پر لازم ہے، یعنی پہلے ہی بڑی تجارت نہ شروع کر دو بلکہ معمولی کام کو ہاتھ لگاؤ، آپ حدیث شریف سن چکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرنے کا حکم دیا۔

(2) ہر شخص اپنی مناسب طاقت سے تجارت کرے، قدرت نے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ کام کے لیے بنایا ہے، کسی کو غلہ کی تجارت پھلتی، کسی کو کپڑے کی، کسی کو لکڑی کی، کسی کو کتابوں کی، غرضیکہ تجارت سے پہلے یہ خوب سوچ لو کہ میں کس قسم کی تجارت میں کامیاب ہو سکتا ہوں۔

(3) کسی ایسے کام میں ہاتھ مت ڈالو جس کی تمہیں خبر نہ ہو اور سب کچھ مردوں کے قبضہ میں ہو۔

## ایک سخت غلطی

اولاً تو مسلمان تجارت کرتے ہی نہیں اور کرتے بھی ہیں تو اصولی غلطیوں کی وجہ

سے بہت جلد فیل ہو جاتے ہیں، مسلمانوں کی غلطیاں حسب ذیل ہیں:

۱۔ آٹا دال بیچنے والا۔

### (۱) مسلم دکانداروں کی بد خلقی

کہ جو گاہک ان کے پاس ایک دفعہ آتا ہے پھر ان کی بد مزاجی کی وجہ سے دوبارہ نہیں آتا۔

### (۲) جلد بازیانا واقف تاجر

دکان رکھتے ہی لکھ پتی بننا چاہتے ہیں، اگر دو دن بکری نہ ہو یا کچھ گھاٹا پڑے تو فوراً بدل ہو کر دکان چھوڑ بیٹھتے ہیں، اس کی بہت مثالیں موجود ہیں۔

### (۳) نفع بازی

عام طور پر مسلمان تاجر جلد مالدار بننے کے لیے زیادہ نفع پر تجارت کرتے ہیں، ایک نئی چیز (کسی) اور جگہ سستی پکتی ہے اور ان کے ہاں گراں (مہنگا) تو ان سے کوئی خریدے گا؟ عام تجارت میں نفع ایسا چاہیے جیسے آٹے میں نمک، ہاں نادر و نایاب چیزوں پر نفع لیا جائے تو حرج نہیں۔

### (۴) بے جا خرچ

ناواقف تاجر معمولی کاروبار پر بہت خرچ بڑھا لیتے ہیں، ان کی چھوٹی سی دکان اتنا خرچ نہیں اٹھا سکتی، آخر فیمل ہو جاتے ہیں۔ (اسلامی زندگی)

ان اصول کے علاوہ تجارت کے اور بھی بہت سے اصول ہیں جن کو تفصیل سے جاننے کے لیے ”بہار شریعت“ جلد دوم، حصہ گیارہواں اور امام غزالی علیہ الرحمہ کی شہرہ آفاق تصنیف ”احیاء العلوم“ کی دوسری جلد کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔

مسلمانو! حلال روزی حاصل کرو! بیکاری صدہا گناہوں کی جڑ ہے، رزقِ حلال سے عبادت میں ذوق، نیکیوں کا شوق اور اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، جس گھر کے بچے آوارہ اور جوان بیکار ہوں وہ گھر چند دن کا مہمان ہے۔



## تاجروں کی حکایات

سارادن ڈھونڈتے رہے

حضرت سیدنا محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم الشان ہستی تھی، کپڑے کا کاروبار کرتے تھے، کچھ کپڑے پانچ دینار کے تھے اور بعض کی قیمت دس دینار تھی، ان کی عدم موجودگی میں شاگرد نے ایک اعرابی کو دس دینار کا کپڑا فروخت کیا، واپس تشریف لائے تو شاگرد کی خطا معلوم ہوئی، سارادن اعرابی کی جستجو میں گھومتے رہے، بالآخر تلاش کر لیا، اس سے فرمایا کہ وہ کپڑا تو پانچ دینار سے زائد نہ تھا، اعرابی نے کہا: میں نے وہ قیمت اپنی خوشی سے ادا کی ہے، حضرت محمد بن المنکدر علیہ الرحمہ نے فرمایا: ارے! میں وہ شئی جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہوں، دوسروں کے لیے کیسے پسند کر سکتا ہوں، یا تو یہ سودا ختم کر دو یا اس کپڑے سے بہتر کپڑا لے لو یا پھر اپنے پانچ دینار واپس لے لو، اعرابی نے پانچ دینار واپس لے لیے، (اعرابی نے) کسی سے پوچھا: یہ مرد پاکباز کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ حضرت محمد بن المنکدر (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں، اس نے کہا: سبحان اللہ! کتنا پاک طبیعت انسان ہے، یہ وہ بلند اقبال آدمی ہے کہ اگر بیاباں میں ابر رحمت نہ برے، ہم نماز استسقاء پڑھیں، اللہ تعالیٰ اسی وقت باران رحمت نازل فرمادے گا۔ (کیسے سعادتمند)

سبحان اللہ!

ایک اعرابی کا عقیدہ حضرت محمد بن المنکدر علیہ الرحمہ کے متعلق کتنا اچھا ہے، لیکن افسوس! آج ایک وہابی کا عقیدہ اللہ کے محبوب، آقا و عالم، نور مجسم صلی اللہ علیہ

۱۔ اچھی طبیعت والا۔

۲۔ بارش طلب کرنے کے لیے یہ نماز پڑھی جاتی ہے۔

وسلم کے متعلق یہ بھی نہیں۔

### (2) تاجروں کو نصیحت

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”تاجروں کو دن کا پہلا حصہ آخرت کے لیے اور آخری حصہ دنیا کے لیے

مخصوص کرنا چاہیے۔“ (ایضاً)

### (3) عابد افضل یا امین تاجر

ایک ولی کامل سے عرض کی گئی کہ عبادت گزار افضل ہے یا امین تاجر؟ انہوں

نے فرمایا: امانت دار تاجر افضل۔ ہے وہ ہمہ وقت جہاد میں ہوتا ہے، شیطان ہر لمحہ تولتے

لیتے اور دیتے وقت اس کے ساتھ رہتا ہے اور خلاف شریعت کام پر ابھارتا رہتا ہے مگر

وہ ہر کام اس کی منشاء کے خلاف کرتا ہے۔ (ایضاً)

### (4) محنت میں عظمت

حضرت امام اوزاعی علیہ الرحمہ نے حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ کو دیکھا، وہ

لکڑیوں کا گٹھاسر پر اٹھائے تشریف لا رہے تھے، انہوں نے عرض کی: آپ اس

مزدوری کی تکلیف کیوں اٹھا رہے ہیں؟ اس مقصد کے لیے آپ کے بھائی ہی کافی

ہیں، انہوں نے خاموش رہنے کی التجا کرتے ہوئے فرمایا:

”حدیث شریف میں ہے کہ رزق حلال کی جستجو میں ذلت و خواری کے

مقام پر کھڑا ہونا جنت واجب کر دیتا ہے۔“ (ایضاً)

### (5) سارا مال صدقہ کر دیا

سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے ایک شخص نے اپنے وکیل کو غلہ فروخت

کرنے کے لیے واسطہ سے بصرہ روانہ کیا، جب وہ بصرہ پہنچا تو قیمت بہت کم تھی، وہ

قیمت دوگنا ہونے کے لیے ایک ہفتہ انتظار کرتا رہا، پھر گراں قیمت پر غلہ فروخت کر کے اپنے موکل کو اطلاع بھیجی کہ میں نے اتنے نفع پر غلہ فروخت کر دیا، انہوں نے جواب میں لکھا: تو نے قناعت نہ کی، دین کی سلامتی کے ساتھ ہمیں کم منافع بھی کافی تھا، تجھے زیادہ نفع کے عوض میرا دین فروخت نہیں کرنا چاہیے تھا تو عظیم گناہ کا مرتکب ہوا ہے۔

اس گناہ کے کفارہ کے طور پر سارا مال صدقہ کر دو، پھر بھی ممکن ہے کہ ہمیں اس گناہ کی نحوست سے رستگاری ملے ہو سکے۔ (ایضاً)

ہو سکے تو غریبوں سے مہنگے دام خریدیں

کیسے سعادتی میں امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ فقراء سے جب کچھ خریدو تو مہنگے داموں خریدو اس سے ان کا دل خوش ہوگا اور یہ صدقہ کرنے سے بھی زیادہ فضیلت رکھتا ہے، البتہ دولت مند آدمی سے زیادہ قیمت پر خریدنا نہ باعثِ ثواب ہے اور نہ ہی شکر میں داخل، بلکہ دام ضائع کرنا ہے، ان سے تکراراً اصرار کر کے سستا خریدنا بہتر ہے (مگر جھوٹ وغیرہ سے بچے) تاجر اپنی شے کا بھاؤ زیادہ بتائے یہ جائز ہے مگر جھوٹ نہ بولے کہ میرا اتنے کا پڑتا ہے اور اتنے کی خرید ہے، جیسا کہ آج کل کہا جاتا ہے، زیادہ دام بتا کر کمی کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، اسی طرح گاہک کو بھی چاہیے کہ اچھی طرح جانچ پڑتال کرے، دام کم کرائے کہ یہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی سنت بھی ہے۔

بھاؤ کم کرانا حسنین رضی اللہ عنہما کی سنت ہے

حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کوشش کرتے کہ جو کچھ خریدتے سستا کروا

۱. وکیل کرنے والا۔

۲. درستی۔

کے خریدتے اور اس میں تکرار و اصرار کرتے، لوگوں نے ان سے عرض کیا: آپ حضرات روزانہ کئی ہزار درہم خیرات کر دیتے ہیں مگر معمولی مقدار کی کوئی چیز خریدتے وقت اس قدر تکرار و اصرار میں کیا نکتہ ہے؟ فرمایا:

”ہم لوگ جو کچھ دیتے ہیں راہِ خدا میں دیتے ہیں اور خرید و فروخت میں دھوکہ کھانا عقل و مال کے نقصان کا باعث ہے۔“ (کیمیائے سعادت)

### بازار بدترین جگہ

بازار ایک غفلت کی جگہ ہے یہاں پر گناہوں سے بچنا بہت مشکل ہوتا ہے اور آج کل کے بازاروں سے تو اللہ کی پناہ! بے پردگی اور اختلاطِ مردوزن بہت زیادہ ہوتا ہے، آج کل کے بازاروں میں گناہوں سے بچنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ حدیث پاک میں بازار کو بدترین جگہ فرمایا۔ چنانچہ کیمیائے سعادت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

”بازار بدترین جگہ ہے، بدترین انسان وہ ہے جو سب سے پہلے بازار جاتا ہے اور سب کے بعد وہاں سے واپس آتا ہے۔“

### شیطان کا بیٹا بازاروں میں

حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں کہ شیطان کا ایک دلنور نامی بیٹا ہے، وہ بازاروں میں اس (شیطان) کا نائب ہے، ابلیس اس سے کہتا ہے:

”بازار جا! بازار یوں کے دلوں میں جھوٹ، خیانت، مکر اور جھوٹی قسمیں پیدا کر، اس شخص کے ہمراہ ہو جا جو سب سے پہلے بازار جاتا ہے اور سب کے بعد وہاں سے لوٹتا ہے۔“ (کیمیائے سعادت)

### پچاس ہزار صحیفے

ایک ولی کامل نے ایک تاجر کو خواب میں دیکھا اور پوچھا: اللہ رب العزت نے

تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ تاجر نے کہا: اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے پچاس ہزار صحیفے رکھے، میں نے عرض کی: مولا! کیا یہ سب میرے گناہوں کے صحیفے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو نے پچاس ہزار افراد کے ساتھ معاملات کیے ہیں ان میں سے ہر ایک کا صحیفہ جدا ہے، تاجر نے کہا: میں نے ہر صحیفہ اول تا آخر دیکھا، اگر کسی نے ایک پیسہ بھی مکرو فریب سے کمایا ہوگا یا کسی کا نقصان کیا ہوگا تو اس کا بوجھ اس کی گردن پر ہو گا، جب تک وہ اس سے عہدہ برآ نہ ہوگا اسے کوئی چیز فائدہ نہ دے گی۔

عبرت ہی عبرت ہے! میرے تاجر اسلامی بھائیو! آپ کا تو اپنے کاروبار میں سینکڑوں ہزاروں لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے، اگر کسی کا بھی آپ نے حق دبا لیا، اس کو دھوکہ دیا، ناپ تول میں کمی کی اور اس کے سبب آپ کی پکڑ ہو گئی تو قیامت میں تمہاری نیکیاں اس کو دے دی جائیں گی، جن جن کا تم نے حق دبا لیا ہوگا اور اگر تمہاری نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان کے گناہ تمہارے نامہ اعمال میں ڈال دیئے جائیں گے تو اس وقت کتنی حسرت ہوگی، اگر اس حسرت و پشیمانی سے بچنا چاہتے ہو تو مکرو فریب، جھوٹی قسمیں کھانے، دھوکہ دینے، ناپ تول میں کمی کرنے سے باز آ جاؤ اور سچی توبہ کر لو۔

آج مسلمان کا مسلمان سے دشمنوں والا سلوک ہوتا جا رہا ہے، ایک ہی مارکیٹ میں ایک جیسی دکان والوں کا آپس میں سخت اختلاف چلتا ہے، اگر ایک کے پاس گاہک آ جائے تو دوسرا تمنا کرتا ہے کہ یہ میرے پاس کیوں نہیں آیا؟ اور اس بنیاد پر دوکاندار ایک دوسرے سے حسد کا شکار بھی ہوتے ہیں، ایک دوکاندار کی یہ سوچ ہوتی ہے کہ دن بھر میں جتنے گاہک آئیں میرے ہی پاس آئیں، کسی دوسری دوکان پر نہ جائیں، اس کے برعکس پہلے کے مسلمانوں کا انداز ہی نرالا تھا، ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی خیر خواہی کے لیے تیار رہتا تھا، اللہ کرے کہ وہ سنہری وقت کی ایک جھلک ہمیں بھی دیکھنی نصیب ہو! جس میں ہر مسلمان کے دل میں احترامِ مسلم کا جذبہ کوٹ

کوٹ کر بھرا ہوتا تھا، مسلمان خود بھوکا رہ لیتا تھا لیکن اپنے مسلمان بھائی کو بھوکا نہیں دیکھ سکتا تھا، وہ اس کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھتا تھا، وہ اس کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتا تھا، اگر اسے مال کی ضرورت ہوتی تو اس کی ضرورت کو پوری کرتا تھا۔ الغرض! ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے حقوق کی ہر طرح سے حفاظت کرتا تھا، جس کی وجہ سے مسلم معاشرہ امن و امان کا گہوارہ تھا، اس کے چمن میں پیار و محبت کی ہوا نسیم سحر کی طرح رواں تھی، اس کے بازار علم و حکمت کا پتہ دیتے تھے، اس کی کچھریاں انصاف کا آئینہ تھیں، اس کے مدرسوں میں علم و عمل کی بہار تھی، اس کی مسجدوں میں خوف و خشیت کے سبب آہ و بکا کی دل سوز آوازیں گونجا کرتی تھیں، یہ لوگ تقویٰ و پرہیزگاری میں اپنی مثال آپ تھے۔

## احترام مسلم

خلیفہ اعلیٰ حضرت، حضرت ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ الغنی فرمایا کرتے تھے کہ ”پہلے کے اہل مدینہ والوں کا یہ حال تھا کہ ایک شخص کپڑے کی دکان پر گیا اور دکاندار سے بہت زیادہ مقدار میں کپڑا طلب کیا تو دکاندار نے کپڑا دینے سے انکار کر دیا اور اس سے کہا: بھائی صاحب! آج ہماری اچھی پکری ہو گئی ہے، ہمارا ہمسایہ دکاندار صبح سے فارغ بیٹھا ہے، آپ اپنا مطلوبہ کپڑا ان سے لے لیجئے!“

اے کاش!

ہمیں بھی احترام مسلم کا ایسا جذبہ نصیب ہو جائے!

کھوٹا سکہ

حضرت سیدنا شیخ ابو عبد اللہ خیاط رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آتش پرست!

! آگ کی پوجا کرنے والا۔

کپڑے سلواتا اور ہر بار اجرت میں کھوٹا سکھ دے جاتا، آپ اس کو لے لیتے، ایک بار آپ کی غیر موجودگی میں شاگرد نے آتش پرست سے کھوٹا سکھ نہ لیا، جب حضرت سیدنا شیخ عبداللہ حیات علیہ الرحمہ واپس تشریف لائے اور ان کو یہ معلوم ہوا تو آپ علیہ الرحمہ نے شاگرد سے فرمایا: تو نے کھوٹا درہم کیوں نہیں لیا؟ کئی سال سے وہ مجھے کھوٹا سکھ ہی دیتا رہا ہے اور میں بھی چپ چاپ لے لیتا ہوں تا کہ یہ کسی دوسرے مسلمان کو نہ دے آئے۔ (احترام مسلم بحوالہ احياء العلوم)

## ذخیرہ اندوزی کیا ہے؟ اور اس پر وعیدیں

### ذخیرہ اندوزی کی تعریف

ذخیرہ اندوز وہ ہوتا ہے جو غلہ خرید کر اس نیت سے رکھتا ہے کہ مہنگا ہونے پر اسے

فروخت کرے۔ (کیمیائے سعادت)

### ایک اور تعریف

قحط اور گرانی کے زمانہ میں غلہ یا جانوروں کا چارہ خرید کر اس نیت سے ذخیرہ اندوزی کرے تا کہ جب خوب زیادہ گراں ہو جائے تو بیچے گا کیونکہ ایسا کرنے سے گرانی بڑھ جاتی ہے اور لوگ مصیبت میں پھنس جاتے ہیں، اس لیے شریعت نے اس کو ناجائز اور گناہ کا کام قرار دیا ہے۔

(جہنم کے خطرات)

### ذخیرہ اندوزی کے حرام ہونے کی وجہ

ذخیرہ اندوزی سے لوگوں کو بہت مشقت اٹھانا پڑتی ہے، اس لیے اسے حرام کیا گیا ہے، خوراک انسان کا سہارا ہے، جب فروخت ہو تو تمام مخلوق کے لیے خریدنا مباح

۱ مہنگائی۔

ہے، لیکن جب ایک شخص خرید کر ذخیرہ کر لیتا ہے تو دیگر لوگ اس کے خریدنے سے عاجز آ جاتے ہیں، یہ اس طرح کہ ایک شخص مباح پانی ذخیرہ کرے تاکہ لوگ تشنہ ہو کر گراں قیمت دے کر خریدیں، غلہ اس نیت سے خریدنا گناہ ہے، غلہ کا مالک کسان جب چاہے اسے فروخت کر سکتا ہے، اس پر واجب نہیں کہ جلد فروخت کرے، مگر تاخیر نہ کرنا بہتر ہے، اگر دل میں یہ میلان ہو کہ قیمت زیادہ ہونے پر فروخت کروں گا تو یہ میلان قابل مذمت ہے۔ (کیمائے سعادت)

### ذخیرہ اندوزی مطلقاً منع نہیں

احتکار (ذخیرہ اندوزی) حکم سے بنا ہے، بمعنی ظلم و بد صحبتی، شریعت میں انسان یا جانور کی غذاؤں کا ذخیرہ کر لینا احتکار کہلاتا ہے۔ تنگی کے زمانہ میں ذخیرہ اندوزی ناجائز ہے، فراخی میں جائز یعنی اگر انسان یا جانور بھوکے مر رہے ہیں، بازار میں یہ چیزیں ملتی نہیں، مگر یہ ظالم اور زیادہ مہنگائی کے انتظار میں اشیاء ضرورت کا ذخیرہ کیے بیٹھا ہے، یہ جرم ہے، ممانعت کی تمام حدیثوں میں احتکار سے یہی مراد ہے، مطلقاً ذخیرہ کرنا حرام نہیں، ورنہ مسلمان غلہ بھوسہ وغیرہ کی تجارت نہ کر سکیں گے۔

(مرآة المناجیح جلد 4)

## غلہ روکنے پر احادیث

حدیث ۱:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احتكر فهو خاطي

رواه مسلم. (مشکوٰۃ المصابیح)

ترجمہ: حضرت معمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خوشحالی۔



نے فرمایا: جو غلہ روکے وہ خطا کار ہے۔

### ذخیرہ اندوزی کب منع؟

”صاحب مرآة المناجیح“ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یعنی (یہ ذخیرہ اندوز) گنہگار ہوگا۔ امام مالک نے اس حدیث کی بناء پر فرمایا کہ مطلقاً مال کا ذخیرہ کرنا ناجائز ہے، مال غذا کی قسم کا ہو یا اور (قسم کا) باقی جمہور ائمہ کے ہاں صرف غذاؤں کا روکنا منع ہے، وہ بھی صرف تنگی کے زمانہ میں، اگر اسکے روکنے سے بازار پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور چیز عموماً مل ہی رہی ہے تو بلا کراہت جائز ہے۔ (مرآة المناجیح جلد 4)

### حدیث 2:

عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الجالب مرزوق

والمحتکر ملعون۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں: غلہ لانے والا روزی دیا جائے گا، روکنے والا لعنتی ہے۔

### ذخیرہ اندوزی کی مذمت

”مرآة المناجیح“ میں اس حدیث پاک کی شرح میں ہے:

”جو تاجر باہر سے شہر میں غلہ لائے جس کی وجہ سے یہاں کا قحط دور ہو جائے، اللہ اسے روزی دے اور جو غلہ کو ذخیرہ کر کے قحط پیدا کرے، اس پر خدا کی پھٹکار ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ خبر ہو یعنی غلہ لانے والے کو برکتیں ملیں گی اور ذخیرہ والا لعنتی ہی مرے گا“۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!) (مرآة المناجیح جلد 4)

۱۔ اکثر۔ ۲۔ امام کی جمع۔

۱۔ لعنت۔

حدیث 3: ذخیرہ اندوز سے اللہ بیزار

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احتكر طعاما  
اربعين يوما يريد به الغلاء فقد برىء من الله وبرىء الله  
منه - رواه رزين . (مشکوٰۃ المصابیح)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا: جو چالیس دن غلہ روکے کہ اس کے مہنگے ہونے کا  
انتظار کرے تو وہ اللہ سے دور ہو گیا اور اللہ اس سے بیزار ہو گیا۔

### چالیس دن کی حکمت

”مرآة المناجیح“ میں اس حدیث کی شرح میں فرمایا:

”چالیس دن کا ذکر حد بندی کے لیے نہیں تاکہ اس سے کم ذخیرہ اندوزی  
جائز ہو بلکہ مقصد یہ ہے کہ جو ذخیرہ اندوزی کا عادی ہو جائے (اس کی یہ  
سزا چالیس دن کوئی کام کرنے سے عادت پڑ جاتی ہے) اس لیے  
چالیس دن نماز باجماعت کی تکبیر اولیٰ پانے کی بڑی فضیلت ہے کہ اتنی  
مدت میں وہ جماعت کا عادی ہو جائے گا ہر جگہ ذخیرہ اندوزی میں یہ ہی  
قید ہے کہ غلہ کی گرانی کے لیے اس کا ذخیرہ کرنا ممنوع ہے، وہ بھی جبکہ لوگ  
تنگی میں ہوں اور یہ بہت زیادہ گرانی کا انتظار کرے کہ خوب نفع سے بچے  
۔ یہ فرمانِ عالی شان انتہائی غضب کا ہے: جو بادشاہ کی حفاظت سے نکل  
جائے اس کا حال کیا ہوتا ہے؟ جو چاہے اس کا مال لوٹ لے جو چاہے  
اس کا خون کر دے جو چاہے اس کے زن و فرزند لٹکوا ہلاک کر دے تو جو  
رب تعالیٰ کی امان و عہد سے نکل گیا، اس کی بد حالی کا اندازہ نہیں ہو سکتا“

لہذا یہ ایک جملہ (اور اللہ اس سے بیزار ہو گیا) ہزار ہا عذابوں کا پتہ دے رہا ہے رب تعالیٰ محفوظ رکھے آمین!“ (مرآة المناجیح جلد 4)

حدیث 4:

اور کنز العمال جلد 4 کی حدیث پاک میں ہے کہ  
”جو اس نیت سے ذخیرہ اندوزی کرے کہ مسلمانوں پر گرانی لادے تو اس شخص سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بیزار ہیں۔“

حدیث 5: ذخیرہ اندوز نا فرمان

حضور پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے:  
”جس نے کھانا ذخیرہ کیا وہ نا فرمان ہے۔“ (الزواجر عن اقتراف الکبائر)

حدیث 6: چالیس برس کے اعمال برباد

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

”جو ایک ہی رات میری امت پر گرانی ہونے کی تمنا کرے اللہ تعالیٰ اس کے چالیس برس کے اعمال کو غارت و برباد کر دے گا۔“ (العیاذ باللہ

تعالیٰ!) (جنم کے خطرات بحوالہ کنز العمال جلد 4)

حدیث 7: ذخیرہ اندوز کی شامت

آقا دو عالم نور مجسم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
”جو شخص چالیس روز تک غلہ کو گراں قیمت ہونے کے لیے ذخیرہ کرتا ہے“

۱ مہنگائی۔

اگر وہ سارا غلہ صدقہ بھی کر دے پھر بھی اس گناہِ عظیم کا کفارہ ادا نہیں کر سکتا۔ (کیمیائے سعادت)

### حدیث 8: بھاؤ کا تقرر

رحمت عالمیان، فخر انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ”بھاؤ کا تقرر میں نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ ہی بھاؤ کا تقرر فرمانے والا ہے۔“ (تنبیہ الغافلین جلد اول)

### حدیث 9: سب سے بڑا ذخیرہ اندوز کون؟

رحمت کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”سب سے بڑا ذخیرہ اندوز وہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ قیمتیں کم کر دے تو غمگین ہوتا ہے اور اگر قیمتیں زیادہ کر دے تو خوش ہوتا ہے۔“

(الرواج عن اقراف الکبار)

### حدیث 10: ذخیرہ اندوز کے لیے وعید شدید

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو مسلمانوں پر ان کی روزی (غلہ) روکے اللہ تعالیٰ اسے کوڑھ اور مفلسی میں مارے گا۔“ (مشکوٰۃ المصابیح جلد 1)

### عبرت ناک حکایت

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے: ”ایک دفعہ کچھ کہانا مسجد کے دروازے کے باس رکھا ہوا تھا جب

مقرر کرنا۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ باہر نکلے تو آپ نے دریافت فرمایا: یہ کھانا کیسا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یہ کھانا شہر کے باہر سے ہمارے پاس لایا گیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ اس کھانے میں اور اس کو ہمارے شہر میں لانے والے میں برکت عطا فرمائے! آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود کسی نے کہا: اے امیر المؤمنین! یہ ذخیرہ کیا گیا ہے؟ آپ نے دریافت فرمایا: کس نے ذخیرہ کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: فروخ (حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام) اور فلاں نے جو آپ کا غلام ہے، آپ نے دونوں کو بلا بھیجا، وہ دونوں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا: تمہیں مسلمانوں کے کھانے کو روکنے کا کس نے اختیار دیا؟ انہوں نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! ہم اپنے اموال سے خریدتے اور بیچتے ہیں۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جس نے مسلمانوں پر ان کا کھانا روک لیا اللہ اسے کوڑھ اور افلاس میں مبتلا کر دے گا۔ پس اسی وقت حضرت فروخ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! میں اللہ عزوجل سے اور آپ سے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی بھی کھانے کو ذخیرہ نہیں کروں گا۔ لہذا انہوں نے اسے مصر کی طرف بھیج دیا، جبکہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام نے کہا: ہم اپنے اموال سے خریدتے اور بیچتے ہیں۔ بہر حال ابویحییٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس غلام کو کوڑھ کی حالت میں دیکھا ہے۔ (الزواج عن اقران الکبار)

### ذخیرہ اندوزی کی جائز اور ناجائز صورت

ذخیرہ اندوزی منع ہے اور سخت گناہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ غلہ روکنے والا ملعون ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ گرانی کے زمانہ میں غلہ خرید لے اور اس کی بیع نہ کرے بلکہ روک رکھے کہ لوگ جب خوب پریشان ہوں گے تو خوب گراں کر کے بیچوں گا اور اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ فصل میں غلہ خریدتا ہے اور رکھ چھوڑتا ہے کچھ دنوں بعد جب گراں (مہنگا) ہو جاتا ہے تب بیچتا ہے یہ نہ ذخیرہ اندوزی ہے نہ اس کی ممانعت اور غلہ کے علاوہ دوسری چیزوں میں ذخیرہ اندوزی کی ممانعت نہیں لہذا دوسری چیزوں کو روک کر جس بھاؤ چاہے بیچ سکتا ہے شرعاً ممنوع نہیں۔ اور فصل کے موقع پر غلہ خرید کر رکھنا پھر گراں ہونے پر بیچنا بھی شرعاً جائز ہے البتہ گرانی کے زمانہ میں غلہ خرید کر نہ بیچنا اور لوگوں کے خوب پریشان ہونے پر زیادہ گراں کر کے بیچنا گناہ ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم)

### دل تاریک ہو جاتا ہے

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جو شخص چالیس روز تک ذخیرہ اندوزی کرتا ہے اس کا دل تاریک ہو

جاتا ہے“۔ (کیسے سعادت)

### غلہ کو نذر آتش کرنے کا حکم

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی کہ فلاں مقام پر ذخیرہ

شدہ غلہ موجود ہے آپ رضی اللہ عنہ نے اس غلہ کو نذر آتش کرنے کا حکم دیا۔ (ایضاً)

### عظیم لوگوں کا عظیم تقویٰ

ایک تابعی رحمۃ اللہ علیہ بصرہ میں مقیم تھے ان کا ایک غلام ”سوس“ میں اقامت

لے لعتی۔

گزیں تھا اس نے ان تابعی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا، اس سال گنے کو بیماری لگ گئی ہے اس سے پہلے کہ لوگ اس راز سے آگاہ ہوں بہت سی شکر خرید لیں، انہوں نے بہت سی شکر خرید لی اور وقت مقررہ پر فروخت کر دی، انہیں تیس ہزار درہم منافع ہے، پھر دل میں کہنے لگے: مولا! میں نے مسلمانوں سے دھوکہ کیا ہے، گنے کی بیماری ان سے مخفی رکھی ہے یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ انہوں نے تیس ہزار درہم لیے، شکر فروش کے پاس گئے اور کہنے لگے: یہ تمہارا مال ہے، دکاندار نے کہا: یہ کیسے میرا مال ہے؟ جواب میں تمام قصہ سنا دیا، اس شخص نے کہا: میں نے آپ کے لیے یہ رقم حلال کر دی ہے، وہ تابعی گھر آ کر شب بھر فکر میں ڈوبے رہے، کہنے لگے: ممکن ہے کہ یہ شخص شرم و حیاء کی وجہ سے رقم نہ لے رہا ہو، میں نے اس کے ساتھ فریب کیا ہے، دوسرے روز اس شخص کے گھر تشریف لے گئے اور اتنا اصرار کیا کہ وہ رقم لینے پر مجبور ہو گیا۔ (ایضاً)

### نیک نیتی کا صلہ

بنی اسرائیل کا ایک عابد ایک مرتبہ ریت کے ٹیلے کے پاس سے گزرا، ٹیلے کو دیکھ کر آرزو کرنے لگا: اگر میرے پاس اس ٹیلے جتنا آٹا ہو تو میں بنی اسرائیل کو ان قحط زدہ دنوں میں آٹا دے کر انہیں سیر کرادوں، اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے نبی کی طرف وحی فرمائی کہ جا کر میرے فلاں بندے کو میرا یہ پیغام دے دو کہ اگر تمہارے پاس ایک ٹیلے جتنا آٹا ہوتا تو تمہیں اس کا صدقہ کرنے کا جو ثواب ملتا، ہم محض تمہارے نیک ارادے پہ ہی اتنا ثواب عطا فرمائے دیتے ہیں، یعنی جب اس عابد نے نیک نیتی سے صدقہ کرنے کا ارادہ کیا اور مسلمانوں کے ساتھ شفقت و ہمدردی کا جذبہ ظاہر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے اجر کی خوشنودی ایک نبی کے ذریعے سنا دی، لہذا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کے لیے شفیق و رحیم ہو۔

(تنبیہ الغافلین، جلد اول)

## احساسِ مسلم

کسی زاہد کے گھر گندم کا ڈھیر تھا، اسی دوران لوگ قحط سالی کا شکار ہو گئے، انہوں نے گندم اٹھائی اور ساری کی ساری بیچ ڈالی، پھر بقدرِ ضرورت خریدنے کے لیے چل پڑے، انہیں کہا گیا: آپ نے بقدرِ ضرورت بیچتے وقت اپنے پاس گندم کیوں نہ رکھ لی؟ کہنے لگے: میں نے چاہا کہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ان کی تکلیف میں شریک ہو جاؤں۔ (ایضاً)

## چوری کا مال خریدنے کا گناہ

### چوری کے گناہ میں شامل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:  
 ”جس نے چوری کے مال کو جاننے کے باوجود (وہ مال خریدا) وہ اس کے عیب اور گناہ میں شریک ہو گیا“۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر)

### چور پر لعنت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور شافعٍ محشر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ  
 ”چور پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے“۔ (صحیح بخاری)

### ہاتھ کاٹ دیا گیا

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا، پھر حضور نے فرمایا کہ وہ کٹا ہوا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا جائے۔ (انوار الحدیث)



## ضروری بات

اگر حکومت اسلامیہ ہوتی تو چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جاتا، موجودہ صورت میں ان کے لیے یہ حکم ہے کہ مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں، ان کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا اور کسی قسم کے اسلامی تعلقات نہ رکھیں، یہاں تک کہ وہ لوگ توبہ کر کے اپنے افعالِ قبیحہ سے باز نہ آجائیں، اگر مسلمان ایسا نہ کریں گے تو وہ بھی گناہ گار ہوں گے۔

(ایضاً)

## چوری کا مال خریدنا کیسا؟

اعلیٰ حضرت، مجددِ دین و ملت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ”فتاویٰ رضویہ“ جلد 17 صفحہ 165 میں اس بارے میں فرماتے ہیں:

”چوری کا مال دانستہ (جان بوجھ کر) خریدنا حرام ہے بلکہ اگر معلوم نہ ہو تو

مظنون (گمان) ہو جب بھی حرام ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ جلد 17)

اگر معلوم ہو گیا کہ جو مال میں نے خریدا وہ چوری کا ہے

اس مسئلہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

”پھر اگر ثابت ہو جائے کہ یہ چوری کا مال ہے تو اس کا استعمال حرام ہے

بلکہ مالک کو دیا جائے اور وہ نہ ہو تو اس کے وارثوں کو اور ان کا بھی پتہ نہ

چل سکے تو فقراء کو۔“ (ایضاً)

## ملاوٹ کا وبال

ملاوٹ کرنا بہت بڑا جرم ہے، قرآن و حدیث میں اس کی سخت ممانعت اور

نذمت آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ۝ (پ 24، المؤمن 19)

ترجمہ کنز الایمان: اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔

اور فرماتا ہے:

فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى ۝ (پ 16، ط 7)

ترجمہ کنز الایمان: وہ تو بھید کو جانتا ہے اور اسے جو اس سے بھی زیادہ چھپا ہے۔

اے ملاوٹ کرنے والے غور کر!

اے مکار دھوکے باز ملاوٹ کرنے والے اور ان باطل بیوعات اور فاسد تجارت کے ذریعے لوگوں کا مال کھانے والے! جان لے! تیری کوئی نماز نہیں، نہ زکوٰۃ، نہ روزہ اور نہ ہی حج جیسا کہ اس صادق و مصدوق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو اپنی مرضی سے نہیں بولتے اور دھوکے باز خاص طور پر اس فرمانِ عبرت نشان میں غور و فکر کریں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ”جس نے ہمیں دھوکا دیا، وہ ہم میں سے نہیں۔“

”اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دھوکے کا معاملہ عظیم اور اس کا انجام بہت خطرناک ہے، کیونکہ اکثر اوقات یہ چیز اسے اسلام سے نکلنے کی طرف لے جاتی ہے، اسی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (اسی چیز کے بارے میں) ”لَيْسَ مِنَّا“ (وہ ہم میں سے نہیں) فرماتے ہیں، جو بہت زیادہ فتنہ (برا) ہو اور اپنے کرنے والے کو خطرناک معاملے کی طرف لے جائے اور اس سے کفر کا خوف ہو، کیونکہ جو اپنے دین کو زوال کی طرف

لے جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنتا ہے: جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں، پھر بھی دنیا کی محبت کو دین پر ترجیح دیتے ہوئے اور گمراہوں کے راستے پر رضامند رہتے ہوئے ملاوٹ سے باز نہیں آتا۔

### ملاوٹ کرنے والے کی مذمت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث پاک مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس کے سامنے اناج کا ڈھیر رکھا ہوا تھا، اللہ عزوجل نے آپ کی طرف وحی کی کہ اس میں اپنا دستِ اقدس داخل کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا تو اس ڈھیر کے اندر تری سے آپ کا مبارک ہاتھ بھیک گیا، آپ نے دستِ رحمت باہر نکال کر فرمایا:

”اے صاحبِ طعام (یعنی اناج والے)! یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس پر بارش ہو گئی تھی، تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم نے بھیکے ہوئے اناج کو اوپر کیوں نہ رکھا کہ لوگ دیکھ لیتے، جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔“

(فیوض الباری شرح صحیح البخاری)

اشیاء خوردنی میں ملاوٹ بدترین گناہ ہے، اشیاء خوردنی میں ملاوٹ کرنا ایک بدترین قسم کی خیانت اور بے ایمانی ہے، کیونکہ اس سے صرف ایک شخص کی حق تلفی نہیں ہوتی بلکہ پورے معاشرے کی حق تلفی ہوتی ہے، اوپر کچھ اور نیچے کچھ اور غلہ رکھنا حق تلفی اور دھوکا ہے۔

### ملاوٹ والی چیز کی ملاوٹ بتا کر بیچنا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ”فتاویٰ رضویہ“ میں ”دُرِّ مختار“

ہماری شریعت میں کسی مسلمان بھائی کو دھوکہ دینا یا اس سے مکر و فریب کرنا سخت منع اور گناہ ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کی سخت ممانعت و مذمت آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۗ (پ 22، طاہر 43)

ترجمہ کنز الایمان: اور بُرا دواؤ (فریب) اپنے چلنے والے پر ہی پڑتا ہے۔

دھوکے باز جنت میں داخل نہ ہوگا

حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:

”دھوکے باز جنت میں داخل نہ ہوگا اور نہ ہی بخیل اور نہ ہی احسان جتلانے والا“۔ (الرواجع عن اقران الکبار)

مکر کرنا فاسقوں کا کام

رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

”مومن سیدھا سادہ کرم کرنے والا جبکہ فاسق مکار کمینہ ہے“۔ (ایضاً)

ناپ تول میں کمی کرنا

ناپ تول میں کمی کرنا گھناؤنا جرم ہے، اسلام اس سے سخت منع فرماتا ہے، یہ کبیرہ گناہوں میں شامل ہے، ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے قرآن و حدیث میں سخت وعید سنائی گئی ہے اور انہیں عذاب الیم سے ڈرایا گیا ہے۔

اللہ عز و جل ارشاد فرماتا ہے:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝ وَ  
إِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُمْ  
مَبْعُوثُونَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ  
الْعَلَمِينَ ۝ (پ 30، المطففين 61)

ترجمہ کنزالایمان: کم تولنے والوں کی خرابی ہے ○ وہ کہ جب اوروں سے ماپ لیں اور جب انہیں ماپ تول کر دیں، کم کر دیں ○ کیا ان لوگوں کو گمان نہیں کہ انہیں اٹھنا ہے ○ ایک عظمت والے دن کے لیے ○ جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے ○

### شان نزول

سیدنا سدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اس آیت مبارکہ کا شان نزول یہ ہے کہ جب ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف میں تشریف لائے تو وہاں پر ایک شخص تھا جس کا نام ابو جہینہ تھا، اس کے دو پیمانے تھے: ایک کے ساتھ دیتا اور دوسرے کے ساتھ لیتا تھا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطِ الْمُسْتَقِيمِ ۗ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ○ (پ 15 بنی اسرائیل رکوع 4)

ترجمہ: اور ناپ تو پورا ناپ اور برابر ترازو سے تولو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا ہے۔

### حدیث 1: ناپ تول میں کمی رزق میں کمی کا باعث

رسول خدا احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس قوم میں بھی لوٹ مار یعنی چوری کی کثرت ہوئی، اللہ عزوجل نے ان کے دلوں میں دشمن کا رعب ڈال دیا جس قوم میں بھی زنا عام ہو ان میں اموات کی کثرت ہوگئی، جس قوم نے بھی ناپ تول میں کمی کی، اللہ عزوجل نے ان کے رزق کو کم کر دیا، جس قوم نے بھی ناحق فیصلہ کیا ان میں لڑائی جھگڑا عام ہو گیا اور جس قوم نے بھی عہد کو توڑا، اللہ عزوجل نے

ان پر دشمن کو مسلط کر دیا۔ (بحر الدموع)

### ناپ تول میں کمی کی نحوست

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپ تول کرنے والوں سے فرمایا کہ ”بے شک تم لوگ ایسے کام پر لگائے گئے ہو کہ اس کام میں تم سے پہلے کچھ امتیں ہلاک ہو گئیں۔“

(جہنم کے خطرات بحوالہ ترمذی جلد 1)

مطلب یہ ہے کہ ناپ تول میں کمی نہ کرو؛ کیونکہ تم سے پہلے کچھ امتوں نے ناپ تول میں کمی کی تھی تو ان پر خدا کا عذاب آ گیا اور ان کو عذاب الہی نے ہلاک کر ڈالا؛ لہذا تم لوگ ناپ تول کرنے میں ہرگز ہرگز کبھی کمی نہ کرنا؛ ورنہ تمہارے لیے بھی عذاب الہی سے ہلاکت کا خطرہ ہے۔

### ناپ تول کرتے وقت کچھ زیادہ تولیں

حضرت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے جو مزدوری لے کر تولا تھا فرمایا کہ ”زن وارجج“ یعنی وزن کرو اور کچھ زیادہ بڑھا کر تولو؛ کم نہ تولو۔ (ایضاً)

### کم تولنے والوں کی مذمت

حضرت سیدنا نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک بیچنے والے کے پاس سے گزرتے ہوئے فرما رہے تھے: اللہ سے ڈر! اور ماپ تول پورا پورا کر! کیونکہ کمی کرنے والوں کو میدانِ محشر میں کھڑا کیا جائے گا؛ یہاں تک کہ ان کا پسینہ ان کے کانوں کے نصف تک پہنچ جائے گا۔“

(الروا ج عن اقراف الکھار)

## آگ کے دو پہاڑ

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

”میں ایک مرتبہ اپنے پڑوسی کے پاس گیا، اس حال میں کہ اس پر موت کے آثار نمایاں تھے اور وہ کہہ رہا تھا: آگ کے دو پہاڑ آگ کے دو پہاڑ، آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے اس سے پوچھا: کیا کہہ رہے ہو؟ تو اس نے بتایا: اے ابو یحییٰ! میرے پاس دو پیانے تھے ایک سے دیتا اور دوسرے سے لیتا تھا۔ حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں اٹھا اور ایک پیانے کو دوسرے پر (توڑنے کی خاطر) مارنے لگ گیا، تو اس نے کہا: اے ابو یحییٰ! جب بھی آپ ایک کو دوسرے پر مارتے ہیں، معاملہ زیادہ شدید اور سخت ہو جاتا ہے، پس وہ اسی مرض میں مر گیا۔“ (ایضاً)

## کم تولنے کے بارے میں حکایت

ایک شخص کا بیان ہے:

”میں ایک مریض کے پاس گیا جس پر موت کے آثار نمایاں تھے، میں نے اسے کلمہ شہادت کی تلقین شروع کر دی لیکن اس کی زبان پر کلمہ جاری نہیں ہو رہا تھا، جب اسے افاقہ ہوا تو میں نے کہا: اے بھائی! کیا وجہ ہے کہ میں تجھے کلمہ شہادت کی تلقین کر رہا تھا لیکن تمہاری زبان پر کلمہ جاری نہیں ہو رہا تھا۔ اس نے بتایا: اے میرے بھائی! ترازو کے دستے کی سوئی میری زبان پر تھی، جو مجھے بولنے سے مانع تھی۔ میں نے اسے کہا: اللہ عزوجل کی پناہ! کیا تم کم تولتے تھے؟ اس نے کہا: نہیں! اللہ عزوجل کی قسم! مگر میں نے کچھ مدت اپنے ترازو کا بٹ (یعنی پتھر) صحیح نہ کیا۔ پس

۱۔ جب وہ ٹھیک ہوا۔

یہ اس کا حال ہے جو اپنے ترازو کا پتھر صحیح نہ کرے تو اس کا کیا حال ہوگا جو  
تولتا ہی کم ہے۔ (ایضاً)

ترازو کے غبار کے سبب گرفت

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کا ایک غلام تھا، جس نے کئی سال تک  
آپ کی خدمت کی اور چالیس سال تک عبادت کی، ابتدائی دور میں وہ تولنے کا کام کرتا  
تھا، جب فوت ہوا تو خواب میں دیکھا گیا، پوچھا گیا: اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا  
سلوک کیا؟ اس نے جواب دیا: اچھا سلوک کیا، البتہ مجھے جنت سے روک دیا گیا  
اور میرے ذمے اس فقیر (پیمانہ) کی غبار سے جس کے ساتھ میں مایا کرتا تھا، چالیس  
فقیر نکالے گئے۔

(رسالہ قشیریہ)

## قسم کھانے سے برکت اٹھ جاتی ہے

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمْت يَدَاكَ وَاِنَّ اللّٰهَ لَيَسَّ بِظُلَامٍ  
لِّلْعَبِيْدِ (پ 17، الحج 10)

ترجمہ کنز الایمان: یہ اس کا بدلہ ہے جو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور  
اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

حدیث 1: مال بک جاتا ہے، برکت چلی جاتی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”خرید و فروخت میں زیادہ قسمیں کھانے سے بچو، کیونکہ قسم مال تو بکواتی

ہے لیکن اس کی برکت مٹا دیتی ہے۔“ (الزواجر عن اقتراف الکبائر)



## حدیث 2: دنیا کے بدلے آخرت بیچ دی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”ایک اعرابی بکری لے کر گزرا میں نے اس سے پوچھا: اسے تین درہم میں بیچتے ہو؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! نہیں بیچتا، پھر تین درہم کی بیچ دی میں نے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس نے دنیا کے بدلے اپنی آخرت بیچ دی۔“ (ایضاً)

## حدیث 3: قسم کھانا بے فائدہ

حضور اکرمؐ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”قسم اٹھانے والا یا تو قسم توڑ کر گنہگار ہو گا یا اپنی قسم پر شرمندہ ہو گا۔“

(عزالدموع بحوالہ السنن الکبریٰ للبیہقی)

## جھوٹی قسم کی سزا

اسرائیلیات میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:

”یارب عزوجل! جو تیرے نام کی جھوٹی قسم اٹھائے اس کی کیا سزا ہے؟ فرمایا: میں اس کی زبان کو آگ کے دوا نگاروں کے درمیان پاٹ دوں گا، عرض کیا: یارب عزوجل! تو جو جھوٹی قسم کے ذریعے کسی مسلمان کا مال لوٹ لے اس کی سزا کیا ہے؟ فرمایا: میں جنت سے اس کا حصہ کاٹ دوں گا۔“ (ایضاً)

## عظمتِ خداوندی سے ناواقف

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

”اللہ عزوجل نے مجھے اس بات کا اذن (اجازت) دیا ہے کہ میں حاملین

عرش میں سے ایک فرشتے کا تذکرہ کروں، اس کے قدم سب سے نچلی زمین میں گڑھے ہوئے ہیں اور اس کی گردن عرش سے متصل ہے، وہ اپنا سر اٹھا کر عرض کرتا ہے: یا الہی! تو کتنا عظیم ہے! تو اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: جو میرے نام کی جھوٹی قسم اٹھاتا ہے وہ میری عظمت کو نہیں جانتا۔

(ایضاً)

### جواء حرام ہے

جواء حرام ہے یہ دنیا و آخرت میں بہت بد انجام ہے، آج کل جواء کئی طریقوں سے کھیلا جاتا ہے، کبھی حرام لیا جاتا ہے تو کبھی اپنا مال حرام میں دیا جاتا ہے اس جوئے نے گھر کے گھر تباہ و برباد کر کے رکھ دیئے جسے جوئے کی ایک بارلت پڑ جائے پھر اس کا ٹھیک ہو جانا بہت مشکل ہو جاتا ہے، جواری کو ہوش تب آتی ہے جب کنگال ہو جاتا ہے، اور اگر کوئی جوئے سے بہت حرام روپے بھی حاصل کر لے لیکن وہ خوش نہ ہو، یہ حرام روپے جس پر یہ اتراتا ہے اس میں نہ برکت ہے نہ صدقہ کرنے پر اجر اور اگر چھوڑ کر مرے تو جہنم میں جانے کا سامان ہے۔

مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ رحمۃ القوی تفسیر نعیمی میں فرماتے ہیں:

”دیکھا گیا ہے کہ مسلمان جوئے میں اگر کبھی جیت بھی جائے تو یہ جوئے کا جیتا ہوا اس کا اپنا اصلی مال لینے آتا ہے کہ پھر جواری کی ہمت بڑھ جاتی ہے، زیادہ جواء کھیلتا ہے اور بہت سا مال ہار جاتا ہے جیسا کہ بارہا کا تجربہ ہے۔“

اور حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں:

”جو کھیلتا اور جوئے کے ذریعے حاصل ہونے والی آمدنی حرام اور اس کا استعمال گناہ کبیرہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے، قرآن پاک کی

سورہ مائدہ میں ”انما الخمر والمیسر“ فرما کر اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوئے کو حرام فرمادیا ہے اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوا کھیلنے کی حرمت اور ممانعت کو بیان کیا ہے۔

حدیث 1:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

”جونبرد (جوا کھیلنے کا آلہ) سے کھیلے اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کی۔“

ایک اور حدیث میں ہے:

حدیث 2:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ

”جس نے نزد شیر (جوا کھیلنے کا سامان) سے جوا کھیلا تو گویا اس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون میں ڈبو دیا۔“ (جہنم کے خطرات بحوالہ ابن ماجہ)

مسائل و فوائد

جوا کھیلنا حرام و گناہ ہے اور اس سے حاصل کی ہوئی کمائی بھی حرام و ناجائز ہے اور جوا کھیلنے کے تمام سامان و آلات کو خریدنا، بیچنا استعمال کرنا ناجائز و گناہ ہے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ جوا کھیلنے کے آلات کو اگر کوئی توڑ پھوڑ ڈالے تو اس سے کوئی تاوان نہیں لیا جائے گا اس زمانہ میں لاٹری کا بہت رواج ہے، مگر خوب سمجھ لو! کہ یہ بھی ایک قسم کا جوا ہی ہے اور اس کے ذریعے انعام کے نام سے جو رقم ملتی ہے وہ جوئے کے ذریعے کمائی ہے لہذا یہ بھی ناجائز ہے ہر مسلمان کو اس سے بچنا شرعاً لازم و ضروری ہے۔

## رشوت

رشوت لینا دینا اور دونوں کے درمیان دلالی کرنا حرام و گناہ ہے، قرآن میں رشوت کو 'سحت' یعنی مالی حرام کہا گیا ہے اور حدیثوں میں اس کی شدید ممانعت آئی ہے، رشوت لینے والا دراصل اپنا ہی نقصان کرتا ہے، مسلمان رشوت سے اپنی دنیا و آخرت خراب کر لیتا ہے، لیکن اس مالی حرام سے نفع بہت کم اٹھاتا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے اور ان دونوں کے درمیان دلالی کرنے والے پر لعنت فرمائی:

ایک اور حدیث پاک میں ہے:

الراشی المرتشی کلاهما فی النار .

ترجمہ: رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں دوزخی ہیں۔

### رشوت کی تعریف

رشوت کے معنی اپنے کے لیے یا کسی کی حق تلفی کے لیے رقم دے کر وہ کام کرنا ہے۔ کتاب التعریفات باب الرأء میں رشوت کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

الرشوة ما يقطى لا بطل حق او لا حقاق باطل .

ترجمہ: یعنی رشوت وہ رقم ہے جو اپنے ناجائز فائدے یا دوسرے کا حق

مارنے کے لیے دی جائے۔

فی زمانہ رشوت کا حرام لین دین بہت عام ہو چکا ہے، تقریباً ہر محکمہ رشوت سے آلودہ ہے۔ پتہ نہیں مسلمان مسلمان کا ہی خون چوس کر کیوں فخر محسوس کرتا ہے؟ اس کی مجبوریوں سے کیوں فائدہ اٹھاتا ہے؟ رشوت لینے والا یہ اچھی طرح جان لے کہ اگر یہ

حرام مال حاصل بھی کر لیتا ہے لیکن اس سے فائدہ کچھ حاصل نہیں ہوتا، کئی مرتبہ ایسے ہوتا ہے کہ یہ حرام کاروپہ اصلی مال بھی لے جاتا ہے۔ ٹریفک پولیس بالخصوص اس رشوت کی وجہ سے بدنام ہے، کچھریوں میں امتحانات کے دوران کسی بڑے محکمے میں اپنا ناجائز کام نکلوانے کے لیے نوکری حاصل کرنے کے لیے ڈاکہ زنی میں پکڑے جانے والے ڈاکو اور اس کے علاوہ بہت سے محکمے ایسے ہیں جن میں سر عام یہ غلیظ رشوت لی اور دی جاتی ہے، لیکن ایک بات ہے! دینے والا دینے پر خوش نہیں ہوتا لیکن لینے والے ضرور اپنے گندے اور گھناؤنے کام سے خوش ہوتا ہے۔

مسئلہ

رشوت کا مال حرام ہے اور رشوت لینا دینا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام

ہے۔

اہم مسئلہ

رشوت سے فقط توبہ کافی نہیں بلکہ توبہ کے ساتھ ساتھ جس سے بھی رشوت کا حرام مال حاصل کیا، اس تک اتنا مال پہنچانا ضروری ہے کہ اگر وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو وہ رقم واپس کرے اور اگر جس شخص سے رشوت حاصل کی اس کو نہیں جانتا اور نہ ہی اس کا پتہ ہے کہ کہاں رہتا ہے؟ تو یہ مال حرام بلانیت ثواب کسی شرعی فقیر کو دے دیا جائے تب توبہ قابل قبول ہے۔

مسئلہ: اگر کسی مسلمان کا حق مارا جاتا ہو اور رشوت دینے سے وہ حق مل جاتا ہے اور رشوت دینے کے بغیر وہ حق نہ مل سکتا ہو تو ایسی صورت میں رشوت دینا جائز ہے، یہ رشوت نہیں ہے بلکہ ظالم سے بچنے کے لیے پیسے خرچ کرنا ہے، مگر رشوت لینا کسی حالت میں بھی جائز نہیں، رشوت لینے والا بہر حال گنہگار ہوگا۔ (کتب فقہ)

## بٹائی پر جانور دینا

### بٹائی پر جانور دینے کا طریقہ

آج کل لوگ اپنے جانور کسی دوسرے کو دے دیتے ہیں تاکہ وہ شخص اسے پالے اس سے جو بچے ہوں گے یا اس سے جو نفع حاصل ہوگا وہ آپس میں نصف نصف تقسیم کریں گے اس طریقے کو بٹائی پر جانور دینا کہتے ہیں۔

### بٹائی پر جانور دینا ناجائز ہے

”بہارِ شریعت“ میں ہے:

”بعض لوگ گائے بکری بٹائی پر دیتے ہیں کہ جتنے بچے پیدا ہوں گے دونوں نصف نصف لیں گے یہ اجارہ فاسد اور ناجائز و حرام ہے بچے اسی کے ہیں جس کی گائے اور بکری ہے۔“

### بٹائی پر جانور دینے کی جائز صورت

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو شخص جانور پال رہا ہے اس کو اگر جانور کے بچوں میں سے یا نفع سے نصف نہ ملے تو جانور پالنے والے کو اس کا کیا فائدہ ہوگا؟ تو ہمارے علماء کرام کثر ہم اللہ تعالیٰ نے علم سے شرق و غرب روشن فرمادئے ہیں۔ ہمارے علماء کرام اس مسئلہ میں فرماتے ہیں کہ

”جانور کو پالنے والے کو اس کے کام یعنی پالنے کی اجرت مثل ملے گی۔“

مثال کے طور پر کسی شخص نے اپنا جانور بٹائی پر دیا تو جانور کے بچے اور اس کا نفع مالک کا ہی ہوگا اور جس کو جانور بٹائی پر دیا ہے اس شخص کے ساتھ جانور کو پالنے کی اجرت ملے کرے گا کہ میں تجھے ماہانہ یا سالانہ اس جانور کو پالنے کا اتنا روپیہ دوں گا پھر یہ صورت جائز ہے۔

اور حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ ”ردالمحتار“ جلد سوم میں اس مسئلہ کے بارے ارشاد فرماتے ہیں:

اذا دفع البقرة بعلف فيكون الحادث بينهما نصفين مما  
حدث فهو لصاحب البقرة وللآخر مثل علفه واجر مثله  
تاتارخانيه .

مرغی کو بٹائی پر دینا

آج کل لوگ مرغیوں کو بھی بٹائی پر دیتے ہیں کہ ان سے جو انڈے حاصل ہوں گے وہ نصف نصف تقسیم کر لیں گے۔ اس مسئلہ کے بارے میں ”بہار شریعت“ میں ہے:

”کسی کو مرغی دی کہ جو کچھ انڈے دے گی دونوں نصف نصف تقسیم کر لیں گے یہ اجارہ فاسد اور ناجائز و حرام ہے انڈے اس کے ہیں جس کی مرغی ہے۔“

اس کی بھی جائز صورت وہی ہے جو بکری یا گائے کو بٹائی پر دینے کی ابھی

گزری۔ (بہار شریعت جلد دوم حصہ چودھواں)

کھیت کو بٹائی پر دینے کی جائز صورت

مفتی وقار الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ”وقار الفتاویٰ“ جلد سوم میں

فرماتے ہیں:

”زمین کو کاشت کے لیے بٹائی پر دینا جائز ہے۔ بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث شریف ہے:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین یہودیوں کو دی اس شرط پر کہ اس میں زراعت

کا کام کریں اور پیداوار میں آدھا ان کا ہوگا۔

لہذا زراعت کے لیے زمین دینا جائز ہے، ناجائز کہنے والا جاہل ہے۔

(وقار الفتاویٰ جلد سوم، صفحہ 276)

### کھیت کو بٹائی پر دینے کی ناجائز صورت

کھیت کی زمین بٹائی پر دینے کے لیے جو شرائط ہیں ان میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ ہر ایک کا پیداوار میں حصہ مقرر ہو، یعنی ہر ایک کے لیے اس کی مقدار کا متعین ہونا ضروری ہے، مثال کے طور پر کھیت جس شخص کو بٹائی کے لیے دیا اس کو کہہ دے کہ جب فصل تیار ہو جائے تو فصل میں سے دو حصے تمہارے اور تین حصے میرے یا ایک حصہ تمہارا اور تین حصے میرے یا دونوں کی نصف نصف۔ تب یہ صورت جائز ہوگی، لیکن اگر مقرر کیا کہ اس زمین کی پیداوار جتنی بھی کم ہو یا زیادہ تم نے مجھے دو من چار من یا دو بوریاں چار بوریاں ضرور دینی ہیں تو اس صورت میں یہ عقد ناجائز ہوگا۔

(وقار الفتاویٰ جلد سوم، بتحیر قلیل)

### کپاس اور کھیت کی بالیس چننے کا مسئلہ

آج کل کپاس چنواتے ہیں یا کھیت کے کٹنے کے وقت جو بالیس گرتی ہیں ان کو چنواتے ہیں اور ان کی مزدوری اسی میں سے نصف مقرر کی جاتی ہے، اس کے بارے میں ”صاحب بہار شریعت علیہ الرحمہ“ فرماتے ہیں کہ

”کھیت کٹتا ہے تو بالیس ٹوٹ کر گرتی ہیں، کاشت کاروں کا قاعدہ ہے کہ

ان بالیوں کو چنواتے ہیں اور انہی میں سے نصف مزدوری دیتے ہیں یا

کپاس چنواتے ہیں اس کی مزدوری بھی اس میں سے دی جاتی ہے بلکہ

کھیت کاٹنے والے کو بھی اسی میں سے نصف مزدوری دیتے ہیں، یہ سب

اجارے ناجائز ہیں۔“ (بہار شریعت جلد دوم)



### زمین پر درخت لگا کر نصف نصف کرنا کیسا؟

کسی شخص کو اپنی زمین دی جاتی ہے کہ تم اس میں درخت لگاؤ تو درخت دونوں میں نصف نصف ہوں گے اس مسئلے کے بارے میں ”بہار شریعت“ میں ہے:

”(کسی کو اپنی) زمین دی کہ اس میں درخت نصب کرے درخت ان دونوں کے مابین نصف نصف ہوں گے یہ اجارہ فاسد اور ناجائز و حرام ہے درخت مالک زمین کے قرار پائیں گے اور پیڑ لگانے والے کو درختوں کی قیمت اور اس کے کام کی اجرت مثل مالک زمین دے گا۔“

(ایضاً)

### بھینس کا دودھ نصف نصف کرنا کیسا؟

کسی شخص کو بھینس دی کہ اسے کھلائے پلائے اس سے جو دودھ حاصل ہوگا وہ نصف نصف ہوگا اس صورت کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ یہ اجارہ فاسد اور ناجائز و حرام ہے بھینس کا کل دودھ مالک کا ہے اور دوسرے کو اس کی اجرت ملے گی اور جو کچھ اس نے اپنے پاس سے کھلایا اس کی قیمت ملے گی اور گائے نے جو کچھ چرا اس کا کچھ معاوضہ نہیں اور دوسرے نے جو کچھ دودھ حذف کر لیا اتنا ہی دودھ مالک کو دے کہ دودھ مثلی ہے۔ (ایضاً)

### جفتی کی قیمت

آج کل جانوروں کو جفتی کے لیے دیا جاتا ہے اور اس کی قیمت بھی وصول کی جاتی ہے جو کہ ناجائز ہے۔ ”بہار شریعت“ میں ہے:

”نر جانور کو جفتی کرنے کے لیے اجرت پر دینا ناجائز ہے اور اجرت لینا بھی ناجائز ہے۔“ (ایضاً)

## گروی کے مسائل

گروی کو رہن کہا جاتا ہے، گروی کا جواز کتاب و سنت سے ثابت ہے اور اس کے جائز ہونے پر اجماع منعقد۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهْنُ مَقْبُوضَةً .

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو گروی ہو قبضہ میں دیا کرو۔

اس آیت میں سفر میں گروی رکھنے کا ذکر ہے اور احادیث سے بھی ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اپنی زرہ گروی رکھی۔

حدیث 1: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے غلہ اُدھار خریدا تھا اور لوہے کی زرہ اس کے پاس رہن رکھی تھی۔ (صحیح بخاری، کتاب البیوع)

حدیث 2: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کے مقابل میں اپنی زرہ گروی رکھ دی تھی۔ (ایضاً)

### گروی رکھنے کا مقصد

لغت میں رہن (گروی) کے معنی روکنا ہیں، اس کا سبب کچھ بھی ہو اور اصطلاح شرع میں دوسرے کے مال کو اپنے پاس اس لیے رکھنا کہ اس کے ذریعہ سے اپنے حق کو کلاً یا جزاً وصول کرنا ممکن ہو، مثلاً کسی کے ذمہ اس کا دین ہے۔ اس مدیون (قرض لینے والے) نے اپنی کوئی چیز دائن (قرض دینے والے) کے پاس اس لیے رکھ دی ہے کہ اس کو اپنے دین (قرض) کی وصولی کے لیے ذریعہ ہے، رہن کو اردو زبان میں

ل قرض۔

گروی بولتے ہیں، کبھی اس چیز کو بھی رہن کہتے ہیں جو رکھی گئی ہے، اس کا دوسرا نام مرہون ہے، چیز کے رکھنے والے کو راہن کہتے ہیں اور جس کے پاس رکھی گئی اس کو مرہن کہتے ہیں، عقد رہن بالا جماع جائز ہے۔ قرآن مجید اور حدیث شریف سے اس کا جواز ثابت ہے۔ رہن میں یہ خوبی ہے کہ دائن و مدیون دونوں کا اس میں بھلا ہے کہ بعض مرتبہ بغیر رہن رکھے کوئی دیتا نہیں، مدیون کا بھلا یوں ہوا کہ دین (قرض) مل گیا اور دائن کا بھلا ظاہر ہے کہ اس کو اطمینان ہوتا ہے کہ اب میرا روپیہ مارا نہ جائے گا۔

(بہار شریعت، جلد دوم)

### کرایہ پر کھیت لینا

آج کل کھیت کرایہ پر ایک مقررہ مدت کے لیے دیا جاتا ہے اور اس کا کرایہ پیشگی وصول کر لیا جاتا ہے، اس پر اقرار نامہ بھی لکھا جاتا ہے اور کھیت کرایہ پر لینے والا کھیت کو مقررہ مدت کے بعد بغیر پیسوں کے چھوڑ دیتا ہے، یہ صورت جائز ہے کہ اجارہ میں داخل ہے، مثال کے طور پر زید نے بکر سے دو ایکڑ زمین دو سال کے لیے ایک لاکھ روپے پر حاصل کی کہ زید دو سال تک اس زمین سے نفع حاصل کرے گا اور دو سال بعد زمین بغیر پیسے واپس لیے بکر کو دے دے گا۔ یہ صورت جائز ہے کہ یہ صورت اجارہ میں داخل ہے یعنی دو سال کے لیے کھیت کرائے پر دیا اور کرایہ پیشگی (Advance) لے لیا۔ ایسا ہی بہار شریعت، حصہ یازدہم پر ہے۔

(فتاویٰ فیض الرسول، جلد دوم)

### گروی رکھنا جائز لیکن اس سے نفع حرام

ہمارے ملک میں گروی رکھنے کا نظام جو رائج ہے وہ حرام ہے کیونکہ یہاں ہوتا یوں ہے کہ زمین یا مکان رہن لے کر اس کا نفع قرض خواہ کھاتا رہتا ہے یا اس میں خود رہتا ہے، یہ بھی نفع اٹھانے کی ایک صورت ہے اور پھر قرض خواہ قرض وصول کر کے

زمین واپس کرتا ہے، یہ خالص سود ہے کیونکہ سود کی تعریف اس پر صادق آ رہی ہے:  
 ”کل قرض جر منفعة فهو ربوا“ یعنی ہر وہ قرض کھینچے وہ سود ہے۔

(تفسیر نعیمی، تعمیر)

انوار الحدیث میں گروہی کھیت سے نفع اٹھانے کے بارے میں لکھا ہے:  
 ”کھیت رہن رکھنے کا جو عام رواج ہے کہ کسی شخص کو کچھ روپے دے کر  
 اس کا کھیت اس شرط پر رہن رکھتے ہیں کہ ہم کھیت سے نفع حاصل کرتے  
 رہیں گے اور گورنمنٹ کا لگان دیتے رہیں گے، پھر جب تم روپے ادا کرو  
 گے تو ہم کھیت واپس کر دیں گے، یہ ناجائز ہے، اس لیے کہ قرض دے کر نفع  
 حاصل کرنا سود ہے اور سود حرام ہے۔“ (انوار الحدیث)

رہن میں رکھے ہوئے مکان سے نفع اٹھانے کی جائز صورت

”تفسیر نعیمی“ جلد 3 میں ہے کہ

”پنجاب کا مروّجہ رہن حرام ہے کیونکہ یہاں زمین رہن لے کر اس کا نفع  
 قرض خواہ کھاتا رہتا ہے اور پھر پورا قرض وصول کر کے زمین واپس کرتا  
 ہے، یہ خالص سود ہے۔ اس کی تدبیر یہ ہے کہ زمین کی بیع و فاکردی جائے  
 اب اس کا منافع حلال ہوگا اور مقصود بھی حاصل ہو جائے گا، یعنی بجائے  
 رہن نامہ کے بیع نامہ لکھا جائے اور ساتھ ہی اقرار نامہ رجسٹری کرادیا  
 جائے کہ جس وقت بائع چاہے اپنی زمین کسی قیمت سے واپس لے لے  
 اب زمین کا منافع قرض خواہ کو حلال ہے کہ وہ زمین اس کی ملک ہو  
 چکی۔“ (تفسیر نعیمی، جلد سوم)

ضروری نوٹ

جدید فقہی مسائل کے مصنف نے مال مرہون سے استفادہ حاصل کرنے کو حرام

تو لکھ دیا، لیکن مولوی جی کی نظر آگے نہ گئی کہ اس کا حل کیا ہے؟ اس میں کثیر عوام الناس مبتلا ہیں، ان کو گناہ سے کیسے بچایا جاسکے۔ پگڑی کے مسئلہ میں تو مولوی جی بہت بڑھ چڑھ کر کہتے ہیں کہ اب عرف میں اس کا بہت رواج ہو چکا ہے، اب پگڑی کو کوئی اور نام دے کر جائز ہونا چاہیے۔ یہاں آ کر ان کی نظر کو کیا ہو گیا۔ ہاں! ایک بات ضرور ہے جو نظر مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ عایشانِ کونہ جان سکی، وہ عجیب نظر مسئلہ کے حل کو کیسے جانتی، اس مسئلے کا حل تو اس نظر نے دیا جس نظر میں مدینے کا فیضان تھا، جس نظر میں بغداد کی چمک تھی، جس نظر میں بریلی کی تڑپ تھی، اس حکیم الامت نے عوام کو اس مسئلہ کا حل دیا اور مسلمانوں کو گناہ سے بچالیا۔

کلکِ رضا ہے خنجر خونخوار برق بار اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں  
منارِ قصرِ رضا تو بلند کافی ہے تم اس کے ایک ہی زینہ پر چڑھ کر دکھلا دو  
”فتاویٰ رضویہ“ تو اک کرامت ہے ذرا ”حداقِ بخشش“ ہی پڑھ کر دکھلا دو  
(سید اشرف برکاتی مارہروی)

اگر مرہون شے مرہن کے پاس ہلاک ہو جائے

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی ”فتاویٰ رضویہ“ میں فرماتے ہیں:

”اگر مرہون شے مرہن کے قبضہ میں ہلاک ہوگئی یا عادل کے قبضہ میں ہلاک ہوگئی تو قبضہ والے دن اس شے کی قیمت اور قرض کو دیکھا جائے گا، اگر اس شے کی قیمت قرض کی مثل ہے تو قرض ساقط ہو جائے گا اور اگر قیمت زیادہ ہے تو قرض ساقط ہو جائے گا جو زائد ہے، اس میں مرہن امین ہوگا اور قیمت قرض سے کم ہے، مرہون کی قیمت کے برابر ساقط ہو جائے گا اور باقی قرض کے سلسلہ میں مرہن راہن کی طرف رجوع

کرے گا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۷، صفحہ ۶۸۹)

### باغات کے پھولوں کی خرید و فروخت

اگر باغات میں پھول اور پھل انسانوں کے لیے قابل انتفاع (فائدہ کے قابل) ہیں تو اس کی بیع و شراء جائز ہے ورنہ نہیں۔ مثلاً گلاب و جوہی وغیرہ کے پھول نکل آئے ہوں تو ان کی بیع و شراء پورے موسم کے لیے درست ہے، کیونکہ اس کا پھول ہی انسانوں کے لیے قابل انتفاع ہے اور اگر ایسے درختوں پر پھول آگئے ہوں جن کے پھول عموماً قابل انتفاع نہیں مثلاً آم، پپھی، سیب، ناشپاتی وغیرہ اگرچہ اس کے چھوٹے چھوٹے پھل بھی نمودار ہو گئے ہوں، اس کی بیع و شراء جائز نہیں۔

(فتاویٰ یورپ، صفحہ ۴۵۳)

### باغ میں اگر بعض درختوں کے پھول قابل انتفاع ہو جائیں تو اس کی بیع

باغات میں عموماً یکبارگی پھل نمودار نہیں ہوتے اور نہ یکبارگی سب کے سب قابل استعمال ہو جاتے ہیں، اگر باغ کے تمام درخت ایک ہی قسم کے پھل کے ہوں، پھر ان میں بعض درختوں کے پھل اس قابل ہو گئے ہوں کہ اس سے اچار، چٹنی وغیرہ بنائی جاسکے (یعنی ان سے کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور حاصل ہوتا ہو) اور بعض پھل ابھی اس قابل بھی نہ ہوں تو تبعاً پورے باغ کے پھلوں کی خرید و فروخت جائز ہے، پھر اس کام مالک پھلوں کے پکنے یا قابل استعمال ہونے تک پھلوں کو درختوں پر رکھنے کی صریح اجازت دے دے یا اس علاقہ میں یہی تعامل ہو کہ خریدار خام پھلوں کو درختوں پر خرید لیتے ہیں اور پختہ ہونے کے بعد توڑتے ہوں تو اس تعامل کے ذیل میں خریدار مالک باغ کی اجازت کے بغیر اپنے پھلوں کو درختوں پر رکھ سکتا ہے لیکن درختوں کو کسی قسم کا نقصان پہنچانے پر اسے تاوان دینا ہوگا۔ (ایضاً)

۱۔ جس سے فائدہ حاصل کیا جاسکے۔

## گندم کی تیار فصل خریدنا کیسا؟

گیہوں (گندم) وغیرہ کی تیار کھڑی فصل بیچنا جائز ہے بشرطیکہ فوراً کاٹ لی جائے، اگرچہ یہ معلوم نہیں کہ گیہوں کتنا ہے؟ اور ہدایہ آخرین صفحہ 21 میں ہے:

يجوز بيع الطعام والحبوب مجازفة -

یعنی کھانے اور اناج کو اندازے سے بیچنا جائز ہے۔

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ ربہ القوی اپنے فتاویٰ میں ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

”کھیت اگر تیار ہو گیا اور ابھی کاٹ لیا جائے گا تو (اس کی بیع) جائز

ہے۔“ (فتاویٰ فقیہ ملت جلد دوم)

## گندم کے ڈھیر کو اندازے سے خریدنا یا بیچنا کیسا؟

آج کل ہماری مارکیٹوں میں گندم، چاول، پھل، سبزیوں کے ڈھیر کی خرید و فروخت کی جاتی ہے، جس میں بیع کی مقدار اور تعداد معلوم نہیں ہوتی تو اس طرح کی بیع کرنا جائز ہے جو بیع کو مجہول کہہ کر بیع کرنا جائز کہے وہ غلطی پر ہے۔

اسی طرح ”فتاویٰ فقیہ ملت“ جلد دوم صفحہ 194 پر ہے:

”اناج، کھانے اور کپڑوں کے ڈھیر کی بیع جائز ہے جس کی مقدار اور

تعداد معلوم نہ ہو۔“

فتاویٰ عالمگیری مع خانہ جلد سوم میں ہے:

جهالة البيع ما نعة الجواز البيع اذا كان يتعذر معها

التسليم وان كان لا يتعذر لم يفسد العقد كجهالة كيل

الصبرة بان باع صبرة معينة ولم يعرف قدر كيلها وكجهالة

عدد الشباب المعنية بان باع اتوابا معينة ولم يعرف  
عددها كذا في المحيط۔

گندم کو آٹے کے بدلے بیچنا

گندم کو آٹے سے بیچنا ناجائز ہے، جیسا کہ حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

”گیہوں (گندم) کی بیچ آٹے سے مطلقاً ناجائز ہے، اگرچہ ناپ یا وزن

میں دونوں جانب برابر ہوں۔“ (بہار شریعت)

اور حضرت علامہ علاؤ الدین <sup>ہسکفی</sup> علیہ رحمۃ القوی، دُرِّ مختار جلد چہارم میں تحریر

فرماتے ہیں:

لا يجوز بيع البر بدقيق مطلقاً ولو متساویا لعدم المساوی

فیحرم لشبه الربا۔

گندم کو جو اور چنا سے بیچنا کیسا؟

گندم کو جو کے آٹے سے بیچنا جائز ہے اور گندم کو چنا سے کمی بیشی کے ساتھ

ادھار بیچنا بھی جائز ہے کہ جنس مختلف ہیں اور اختلاف جنس و قدر کمی بیشی کو مباح

کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إذا اختلف النوعان فبیعوا کیف شئتم۔ (ایضاً)

چکی والے کا پینے کے بعد کچھ آٹا نکالنا کیسا؟

چکی والے گندم وغیرہ پینے کے بعد فی کلومیس چالیس گرام آٹا ”کاٹ“ کہہ کر

نکال لیتے ہیں، یہ ناجائز و حرام ہے۔ اس لیے کہ اتنی مقدار میں آٹا نہیں جلتا۔ ثبوت یہ

ہے کہ چکی والے کے پاس پانچ دس کلو آٹا روزانہ فاضل بیچ جاتا ہے۔



اور اگر چکی والے کچھ پیسے اور اپنے پیسے آٹے میں سے اجرت ٹھہرا دیں تو یہ بھی ناجائز ہے۔ (انوار الہدیٰ)

آم کی فصل بورا آتے ہی بیچنا کیسا؟

سیدنا اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی المولیٰ عنہ اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ

”پھل (کو) پھول پر بیچنا ہی سرے سے حرام و ناجائز ہے وہ بالاتفاق جائز نہ ہوئی، بائع مشتری دونوں پر اس سے دست کشی و توبہ لازم ہے۔“

فی الدر المختار باع ثمرة قبل الظهور لا یصح اتفاقاً۔

لہذا آم کی فصل بورا آتے ہی بیچ دی گئی تو یہ ناجائز و حرام ہے اور حرام کے

ارتکاب کے سبب عاقدین گنہگار ہوئے۔ (فتاویٰ فقیہ ملت، جلد دوم)

آڑھت دار سے اپنے مال کی پیشگی قیمت لینا کیسا؟

اگر کوئی شخص آڑھت دار سے قرض لیتا ہے تو اس کی خوشی سے لینا جائز ہے، آڑھت دار مال پہنچانے کے سبب اس پر جبر نہیں کر سکتا اور اگر آڑھت دار سے اپنے مال کی قیمت پیشگی لیتا ہے اس شرط پر کہ فروخت ہونے کے بعد حساب ہو جائے گا تو حرام ہے۔

ہكذا فی الجزء السابع من الفتاویٰ الرضویہ۔

(فتاویٰ فیض الرسول، جلد سوم)

اہم مسائل: مختلف پیشوں میں ناجائز طریقے

آج کل ہمارے معاشرے میں مختلف پیشوں میں ایسی چیزیں شامل ہو چکی ہیں جو شرعاً ناجائز و حرام ہیں۔ ”بہار شریعت“ میں ہے:

سودا کرنے والے دو شخص۔

”اجارہ پر کام کرایا گیا اور یہ قرار پایا کہ اس میں اتنا (حصہ) تم اجرت

میں لے لینا یہ اجارہ فاسد اور ناجائز و حرام ہے۔ مثال کے طور پر:

1- کپڑا بننے کے لیے سوت دیا اور کہہ دیا کہ آدھا کپڑا اجرت میں لے لینا

2- یا کہا: غلہ اٹھالو اس میں سے دو سیر مزدوری لے لینا

3- یا چکی چلانے کے لیے نیل لیے اور جو آٹا پیسا جائے گا اس میں سے اتنا اجرت میں دیا جائے گا

4- یونہی بھاڑ میں چنے وغیرہ بھنواتے ہیں اور یہ ٹھہراتے ہیں کہ ان میں سے اتنے بھنائی میں دیئے جائیں گے یہ سب صورتیں ناجائز و حرام ہیں۔

### ان پیشوں میں جائز طریقہ

حضرت صدر الشریعہ بدرالطریقہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بہترین اور انمول طریقہ ہے کہ اگر یہ کسی کام کے بارے حکم بیان کرتے ہیں کہ یہ ناجائز و حرام ہے، تو اگر اس مسئلے کا حل موجود ہو تو وہ بھی اکثر بیان فرمادیتے ہیں تاکہ عوام الناس گناہوں سے بچ سکیں۔ یہاں بھی آپ نے ان (مذکورہ) کاموں کی ناجائز صورتوں کو بیان کیا، پھر ان کی جائز صورتوں کو بھی بیان کیا اور لکھتے ہیں:

”ان سب میں جائز ہونے کی صورت یہ ہے کہ جو کچھ اجرت میں دینا

ہے اس کو پہلے سے علیحدہ کر دے کہ یہ تمہاری اجرت ہے، مثال کے طور پر

سوت کو دو حصے کر کے ایک حصے کی نسبت کہا: اس کا کپڑا بن دو اور دوسرا دیا

کہ یہ تمہاری مزدوری ہے، یا غلہ اٹھانے والے کو اسی غلہ سے نکال کر دے

دیا کہ یہ مزدوری ہے، اور یہ غلہ فلاں جگہ پہنچا دے، بھاڑ والے پہلے ہی اپنی

بھنائی نکال کر بھونتے ہیں، اسی طرح سب صورتوں میں کیا جاسکتا ہے۔  
 دوسری صورت جواز کی یہ ہے کہ مثلاً کہہ دے کہ دوسیر غلہ مزدوری دیں  
 گئے، یہ نہ کہے کہ اس میں سے دیں گے، پھر اسی میں سے دے دے جب  
 بھی حرج نہیں۔ (بہار شریعت، جلد 2، حصہ چودھواں)

### کسی دوسرے کی چیز گم کر دی تو

اگر وہ شے اس کے پاس امانت تھی اور اس نے پوری احتیاط کی اور اتفاقاً گم ہو گئی  
 تو اس کا تاوان لینا حرام ہے اور اس کی بے احتیاطی سے گم ہوئی تو تاوان لینا جائز  
 ہے۔ اور اگر امانت محض نہ تھی مثلاً کوئی چیز خریدنا چاہی اور مول چکا کر (پیسے ادا کر  
 کے) اسے (چیز کو) دکھانے کے لیے لے گیا اور گم ہو گئی، اس کے دام دے گا، اگرچہ  
 بے احتیاطی نہ کی ہو۔ (رہنمائے کامل، تفتیح فتاویٰ رضویہ)

### سودانہ ہونے کی صورت میں بیعانہ کی رقم کا حکم

جب کہ بیچنے والے نے خریدار کے انکار کو مان لیا اور بیع کا فسخ منظور کر لیا تو بیعانہ  
 کی رقم واپس کرنا اس پر لازم ہے، اگر نہیں واپس کرے گا تو سخت گنہگار حق العبد میں  
 گرفتار ہوگا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن تحریر فرماتے ہیں کہ بیع نہ  
 ہونے کی حالت میں بیعانہ ضبط کر لینا جیسا کہ جاہلوں میں رواج ہے، ظلم صریح ہے۔

(فتاویٰ فیض الرسول، جلد سوم)

### بیعانہ واپس نہ کرنا ظلم اور واپس کرنے پر عظیم انعام

اگر خریدار قیمت ادا کرنے سے عاجز ہو جائے تو بیع کو فسخ کر دیا جائے گا اور  
 بیعانہ کی رقم واپس کر دی جائے گی۔ شریعت کا قاعدہ یہ ہے کہ

”الْمَالُ بِالْمَالِ“ یعنی کسی کا مالی نقصان ہو جائے تو وہ اس کے بدلے میں

مال لے سکتا ہے۔

یہاں (بیعانہ دینے والے) نے خریدار نے کوئی مالی نقصان نہیں کیا لہذا اس کا مال ضبط کرنا ناجائز و حرام ہے۔

قرآن کریم نے فرمایا:

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ (پ 2، البقرہ 188)

ترجمہ کنز الایمان: ”آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ“ بیچنے والا خوشی سے اس بیع کو فسخ کر دے اور جو روپیہ پیشگی لیا تھا واپس کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی بہت سی غلطیوں کو معاف کر دے گا۔ حدیث میں فرمایا:

من اقال نادما اقال الله عشى انه يوم القيامة .

یعنی جو کسی نادم کی بیع کو فسخ کر دے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی

بہت سی غلطیوں کو معاف فرما دے گا۔ (وقار الفتاویٰ جلد سوم)

بیعانہ پر بیعانہ لینا کیسا؟

آج کل یہ ناجائز حرام اور باعث عذاب نار طریقہ عوام الناس میں رائج ہے کہ خریدار جب کسی شخص سے کوئی چیز خریدتا ہے تو اس شخص کو کہہ دیتا ہے کہ اگر تم نے یہ بیع (سودا) ختم کی تو میں نے تمہیں جتنا بیعانہ دیا ہے اتنے ہی روپے اوپر بیعانہ پر بیعانہ لوں گا یہ صورت ناجائز و حرام ہے کیوں کہ اس میں مسلمان کا مال ناحق طریقے سے حاصل کرنا ہے جو گناہ ہے۔ قرآن کریم نے فرمایا:

ترجمہ: ”آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ“ اور بیعانہ پر بیعانہ

تعزیر بالمال یعنی مالی جرمانہ ہے اور مالی جرمانہ ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ اعلم

تجارت میں منافع کی حد

”وقار الفتاویٰ“ جلد سوم میں ہے:

”عام حالات میں جو اشیاء بازار میں کھلے عام ملتی ہیں کسی قسم کی کوئی

قلت نہیں تو ان میں شریعت نے نفع کی کوئی حد مقرر نہیں کی لیکن چیز کو بیچنے کے لیے جھوٹ نہیں بول سکتے، یعنی یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ چیز میں نے اتنے میں خریدی ہے اور کم نفع میں دے رہا ہوں وغیرہ (جیسا کہ آج کل دکاندار اور کاروباری حضرات کا معمول بن چکا ہے)۔“

(وقار الفتاویٰ جلد سوم)

### دو چار گنا نفع لینا

”فتاویٰ فیض الرسول“ جلد سوم میں ہے:  
 ”تجارت میں دو چار گنا یا آٹھ گنا نفع لینا جائز ہے، عندالشرع کوئی مضائقہ نہیں، بشرطیکہ جھوٹ نہ بولے کہ مجھے اتنے میں پڑی ہے یا میں نے اتنے میں خریدی ہے۔“  
 ردالمحتار میں ہے:

لو باع کاغذہ بالف یجوز ولا یکرہ .  
 یعنی اگر کوئی شخص ایک کاغذ کو ہزار روپے میں بیچے تو جائز ہے، مکروہ نہیں ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد سوم)

### کسی کمپنی کے سامان کی نقل اتار کر بیچنا کیسا؟

”فتاویٰ یورپ“ کتاب البیوع میں ہے:  
 ”بے شک اپنی ملکیت میں ہر آدمی کو جائز حد تک تصرف کا اختیار ہے اور اپنے مال و سامان سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے، لیکن کسی دوسرے کو اسے نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں کیونکہ شریعت اسلامیہ نے نقصان و ضرر برداشت کرنے اور کسی کو نقصان و ضرر پہنچانے دونوں سے منع فرمایا ہے:  
 لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام .“

یعنی نقصان برداشت کرنا اور نقصان پہنچانا اسلام میں نہیں ہے۔  
پس کوئی سامان خرید کر اس کی نقلیں اتارنا پھر اسے بازار میں فروخت کرنا،  
اس کی کمپنی یا اصل موجد یا بائع (بیچنے والے) کو نقصان و ضرر پہنچانا ہے  
اور جہاں یہ صورت پائی جائے، اسلام اس کی اجازت ہرگز نہیں دے سکتا  
ہے۔ مثلاً ہوائی جہاز یا ریلوے کا ٹکٹ خرید کر کمپیوٹر وغیرہ کے ذریعہ اس  
کی نقلیں کر لینا اور اس سے فائدہ حاصل کرنا شرعاً جائز نہیں ہے کہ اس  
سے اصل کمپنی یا موجد یا دکاندار کا ضرر ہے اور عوام کو دھوکہ دینا ہے، اسی  
طرح روزمرہ برتنے کا سامان خرید کر اس کی نقل سے مالی منفعت حاصل  
کرنا درست نہیں کہ اس میں بھی اصل بائع یا فیکٹری کا نقصان ہے۔ آج  
کل ملکی کرنسی چھاپنے یا پاسپورٹ وغیرہ گورنمنٹ کے قیمتی کاغذات کی  
نقل تیار کرنے کی جو چور بازاری چل پڑی ہے، یہ غالباً اسی ذہنیت کی اُچھ  
ہے کہ وہ اپنی ملکیت سے فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے، یہ درحقیقت اپنی  
ملکیت سے استفادہ نہیں بلکہ حکومت و عوام کو دھوکہ دینا اور نقصان پہنچانا  
ہے جو سراسر دجل و فریب اور حرام و بد انجام ہے۔“

(فتاویٰ یورپ، کتاب المبیوع)

### دوسروں کی مصنوعات پر اپنا لیبل لگانا

آج کل یوں ہوتا ہے کہ ایک کمپنی کوئی چیز تیار کرتی ہے، گورنمنٹ سے اس کا  
رجسٹریشن بھی اپنے نام سے کرا لیتی ہے، کچھ عرصہ کے بعد وہ چیز عوام میں مشہور و  
معروف ہو جاتی ہے تو دوسری کمپنی یا کوئی شخص اس چیز کو اپنے لیبل کے ساتھ نام میں  
قدرے تغیر کے ساتھ بازار میں فروخت کرنا شروع کر دیتے ہیں، ایسا کرنا عوام کو دھوکہ  
دینا اور اس کمپنی کا حق مارنا ہے جس نے یہ چیز ایجاد کی، اسلام میں دھوکہ دہی اور حق تلفی

دونوں حرام ہیں۔ صورتِ مذکورہ میں جس کمپنی نے دوسرے کی ایجاد کردہ چیز کو بغیر اس کی اجازت کے بنایا یا اسی دوا پر اپنا لیبل لگا کر خریداروں کو یا بازار میں سپلائی کیا، وہ حرام کا مرتکب ہوئی کیونکہ یہ حاجت مندوں کو دھوکہ دینا اور اصل دوا کے موجد کی حق تلفی ہے۔

وقال عليه الصلوة والسلام: من غشا فليس منا .

یعنی جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔

اس پر واجب ہے کہ وہ اپنے اس کرتوت سے باز آئے اور دوا کے اصل موجد (ایجاد کرنے والا) سے معافی طلب کرے بلکہ اس کے خسارے کو پورا کرے۔ (ایضاً)

### رجسٹریشن کی خرید و فروخت

رجسٹریشن ہو جانے کے بعد اس دوا کا منافع اس کے موجد (ایجاد کرنے والا) کے لیے محفوظ ہو گیا اور منافع کی خرید و فروخت شرعاً جائز و مباح ہے، اگرچہ منافع عین مال تو نہیں لیکن مال سے ضرور متعلق ہے کیونکہ اس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے تو حکماً مال ہے، جس طرح مال کی بیع و شراء جائز ہے، منافع کی بھی خرید و فروخت جائز ہے۔ بدائع الصنائع میں ہے:

سواء كان المال عيناً او منفعة عند العلماء كافة .

یعنی کوئی شے خواہ عین مال ہو یا اس کا منافع ہو، تمام علماء کے نزدیک دونوں

کا حکم برابر ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جب کسی چیز کا رجسٹریشن کرانا مباح اور قابل انتفاع ہو تو وہ شرعاً مال کے حکم میں ہے، اسے بیچ کر فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے اور خریدنے والے

اسے خرید بھی سکتے ہیں۔ (فتاویٰ یورپ، کتاب البیوع)

## حق تصنیف کی بیع و شراء

حق تصنیف و اشاعت کو اپنے لیے محفوظ کر لینا بھی مباح اور قابل انتفاع ہے جو حکماً مال ہے اور جب حکماً مال ٹھہرایا تو اسے بیچنا خریدنا اور اس سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے خواہ وہ کتب و مضامین اور اشعار وغیرہ دینیات پر مشتمل ہوں یا دنیاوی مصالح و فوائد پر۔ ہاں! ایسے مضامین و اشعار جو فواحش و لغویات سے بھرپور ہوں اور انسانی کردار سازی سے دور ہوں، نہ ان کا حق تصنیف و اشاعت محفوظ کرانا مباح اور نہ ہی اسے خریدنا بیچنا جائز ہے کہ وہ قابل انتفاع نہیں ہیں بلکہ مخرب اخلاق (اخلاق کو بگاڑنے والے) و انسانیت ہیں جس کی تصنیف و تالیف اور اشاعت درخود گناہ بلکہ گناہان کثیرہ ہے۔ (ایضاً)

## کسی دوسرے کی لکھی ہوئی کتاب بغیر اجازت چھاپنا

جب کسی کتاب کی طباعت مصنف یا پبلشر کے حق میں قانوناً محفوظ ہو چکی ہے تو کسی کتاب یا کسی مضمون کے حق طباعت و تصنیف کو آئینی طور پر محفوظ کر لینے سے جس کے حق میں محفوظ کرایا گیا، اسی کے حق میں محفوظ ہو جاتا ہے تو مصنف کی اجازت صریحہ کے بغیر کسی دوسرے کو حق نہیں پہنچتا کہ اس کتاب کی طباعت و اشاعت کرے یا کاپی بنا کر عام کرے۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

من سبق الی ما لم یسبقہ مسلم فہو ۔

یعنی جو مسلمان کسی کام میں دوسرے مسلمان پر سبقت لے جائے اس کا

مفاد اسی کے لیے ہے۔

ہاں! اس کتاب کے وہ مضامین و مسائل جو کسی دوسری کتاب سے ماخوذ و مستفاد ہوں، انہیں بغیر اسی مصنف و جامع (جمع کرنے والا) کی اجازت کے بھی اصل کتاب کے حوالہ جات کے ساتھ شائع کر سکتے ہیں کیونکہ یہ اس کی ملکیت نہیں ہے، اس پر تم



اہل اسلام کا حق ہے اور جو تمام اہل اسلام کا حق ہو اسے شخص منفرد کے ساتھ خاص نہیں کیا جاسکتا۔ (ایضاً)

### لائسنس کی خرید و فروخت کرنا کیسا؟

گورنمنٹ کی طرف سے عوام کے نام جو لائسنس جاری کیا جاتا ہے وہ عمومی و خصوصی دو طرح کا ہوتا ہے تو جو لائسنس عمومی مصلحتوں کے پیش نظر عمومی نوعیت کا ہو اور کسی خاص آدمی کے نام سے حکومت نے جاری کیا ہو وہ حصول منفعت کے لحاظ سے حکماً مال ہے لہذا اس کی خرید و فروخت جائز و مباح ہے جیسے غیر ملکی مصنوعات کی درآمد یا ملکی مصنوعات کی درآمد کالائسنس (حکومتی اجازت) اور جو لائسنس خصوصی مصلحت و نوعیت کا ہو اور حکومت نے کسی خاص آدمی کے نام سے جاری کیا ہو اور اسے دوسروں کے نام منتقل کرنا قانوناً ناجائز اور دھوکہ دہی ہو اس لائسنس کی خرید و فروخت عذر کی وجہ سے شرعاً ناجائز ہے مثلاً پاسپورٹ ویزا بندوق اور کارو غیرہ کالائسنس۔ (ایضاً)

### عجیب دنیا کے عجیب رنگ

کچھ کمپنیاں جب کوئی مال تیار کر کے بیچتی (Sell) ہیں تو ڈبہ یا پیک کے اوپر اس چیز کی اجزائے ترکیبی بھی ساتھ ہی لکھ دیتی ہیں کہ یہ چیز ہم نے ان ساری لکھی ہوئی چیزوں سے تیار کی ہے اگر تو انہوں نے واقعی ان چیزوں کا استعمال اپنی بنانے والی چیز میں کیا ہے تو درست ہے لیکن اگر ڈبہ کے اوپر جو اجزائے ترکیبی لکھی ہے ان چیزوں میں سے کچھ بھی استعمال نہیں کیا یا ایک دو تو استعمال کیں دوسری نہیں کیں تو یہ صریح فریب اور جھوٹ ہے۔

جھوٹ کے بارے قرآن کریم نے فرمایا:

لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ .

ترجمہ: جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے!

لہذا ایسی کمپنیوں کو چاہیے کہ وہ جو بھی چیز تیار کریں یا تو اس کی اجزائے ترکیبی صحیح لکھیں اور جو لکھا ہے وہ سامان استعمال بھی کریں، یا پھر اجزائے ترکیبی ہی نہ لکھیں اور جھوٹ اور دھوکہ دہی سے بچیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

### نقصانِ وہ چیزوں کا بنانا اور بیچنا

اسلام خیر خواہی کا دین ہے، اسلام ہمیں ہر مسلمان سے اچھا سلوک کرنے اور اس کے حقوق کی پاسداری کرنے کا حکم دیتا ہے۔ مسند امام احمد کی حدیث ہے: حضور شافعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من استطاع منکم ان ینفع اخاه فلینفعه۔

یعنی تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچائے تو لازم و مناسب ہے کہ نفع پہنچائے۔

اور اسلام ہمیں کسی مسلمان پر ظلم و زیادتی کرنے اور اس کا نقصان کرنے سے منع کرتا ہے۔

آج ہمارے معاشرے میں ایسی کئی چھوٹی بڑی فیکٹریوں کا قیام عمل میں آچکا ہے جو ایسی اشیاء تیار کرتی ہیں جو مسلمانوں کے لیے ضرر و نقصان کا باعث بنتی ہیں، نقصانِ وہ اشیاء چاہے کسی قسم کی ہوں، ان سے مسلمانوں کی صحت پر اثر پڑے، ان کی صحت خراب ہو جائے تو ایسی چیزیں بنانا اور دکاندار کا یہ جانتے ہوئے کہ یہ اشیاء خراب اور صحت کے لیے نقصان دہ ہیں، بیچنا ناجائز و حرام ہے اور ایسی چیزیں بنانا اور جانتے ہوئے بیچنا مسلمان پر ظلم صریح ہے۔ بخاری شریف کی حدیثِ پاک ہے، جس کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

”ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا سبب ہوگا“۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## کیڑے کے تاجر کی غلط بیانی

آج ہماری مارکیٹوں میں ایک ہی قسم کے کیڑے کی کئی قسمیں ہوتی ہیں اور ان کا نام بھی ایک جیسا ہوتا ہے ان میں کچھ کیڑے عام سے ہوتے ہیں اور کچھ بہت اچھے اور اس میں ہوتا یوں ہے کہ ایک کمپنی جب کوئی اپنا کیڑا خود اپنی محنت سے تیار کر کے مارکیٹ میں بھیجتی ہے تو اسی نام کے ستے اور گھٹیا کیڑے بھی مارکیٹ میں آنا شروع ہو جاتے ہیں تو جو کیڑے کا تاجر گھٹیا قسم کے عام کیڑے کو اعلیٰ قسم کا کیڑا کہہ کر بیچے گا وہ اپنے ہی مسلمان بھائی کو دھوکہ دے گا اور اس کے ساتھ جھوٹ بولے گا کہ یہ کیڑا اعلیٰ قسم کا ہے حالانکہ وہ ایسا نہیں، کیونکہ نام ایک جیسا ہے تو ایک عام مسلمان اس سے دھوکہ کھا جائے گا اور مسلمان سے جھوٹ بولنا اور اس کو دھوکہ دینا سخت گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ .

ترجمہ: جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو!

اور مسلم شریف کی حدیث پاک ہے:

ان الكذب فجور وان الفجور يهدى الى النار .

یعنی جھوٹ گناہ ہے اور گناہ دوزخ کی طرف لے جاتا ہے۔

جھوٹ بولنا فسق و فجور ہے اور فسق و فجور دوزخ میں لے جاتا ہے۔

اور مسلمان کو دھوکہ دینے کے بارے میں حدیث پاک میں ہے:

”جو کسی مسلمان کے ساتھ مکر کرے یا نقصان پہنچائے یا دھوکہ دے وہ ہم

میں سے نہیں ہے“۔ واللہ تعالیٰ اعلم

گوشت میں پانی ملانا کیسا؟

آج کل ایک نئی ملاوٹ کا سلسلہ چل پڑا ہے وہ یہ کہ کچھ قصائی گوشت میں ذبح

کے بعد اس جانور میں پانی ملا دیتے ہیں جس سے گوشت کا وزن کچھ زیادہ ہو جاتا ہے لیکن یہ چیز ملاوٹ میں داخل ہے اور حدیث پاک میں ہے کہ ”جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔“

اور کچھ قصائی ایسے بھی ہیں جو حد سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں وہ بیمار جانور ذبح کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات قریب المرگ بیمار جانور کو ذبح کر کے بیچ دیتے ہیں جن کا گوشت سخت نقصان دہ ہے تو جو مسلمانوں کا نقصان چاہتا ہے اس کی دنیا و آخرت برباد ہو جاتی ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!)

اور ایسا کرنے والا صرف مال کی لالچ میں ایسا کام کر کے مسلمانوں کا سخت نقصان کرتا ہے اور مال کی لالچ کا نقصان کیا ہے؟

حدیث پاک میں ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ”دو بھوکے بھیڑیے جنہیں بکریوں میں چھوڑ دیا جائے وہ اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ مال اور مرتبہ کی لالچ انسان کے دین کو نقصان پہنچاتی ہے۔“ (العیاذ باللہ تعالیٰ!)

ولا غافل نہ ہو یک دم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے  
بغچے چھوڑ کر خالی زمین اندر سمانا ہے  
ترانا زک بدن بھائی جو لیٹے پھول بیج پھولوں پہ  
یہ اک دن ہوگا بے جان اسے کیڑوں نے کھانا ہے  
تو اپنی موت کو مت بھول کر سامان چلنے کا  
زمین کی خاک پر سونا ہے اینٹوں کا سرہانا ہے  
نہ بلی ہو سکے بھائی نہ بیٹا ہاپ تے مائی  
تو کیوں پھرتا ہے سودائی، عمل نے کام آنا ہے

عزیزا یاد کر جس دن کہ عزرائیل آویں گے  
 نہ جاوے کوئی تیرے سنگ اکیلا تو نے جانا ہے  
 جہاں کے شغل میں شاغل خدا کی یاد سے غافل  
 کرے دعویٰ کہ یہ دنیا میرا دائم ٹھکانہ ہے  
 غلام اک دم نہ کر غفلت حیاتی پر نہ ہو غرہ  
 خدا کی یاد کر ہر دم کہ جس نے کام آنا ہے

### جعلی ڈگری

آج کل ملازمت (Job) حاصل کرنے کے لیے رشوت کے ساتھ جعلی ڈگریوں کا استعمال بھی بہت ہے۔ اس میں ہوتا یوں ہے کہ ایک شخص اپنا مفاد حاصل کرنے کے لیے کسی ادارے سے جعلی ڈگری حاصل کرتا ہے اور اس ڈگری کی بنیاد پر وہ دوسروں کا حق مارتا ہے اور قانونی طور پر کسی ادارے کو جعلی ڈگری جاری کرتا ہے اور کسی شخص کو اس کے حاصل کرنے کی قطعاً اجازت نہیں تو ایسا کرنا قانوناً جرم ہونے کی وجہ سے شرعاً بھی ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

### بغیر کرایہ کے ٹرین یا بس میں سفر کرنا

آج کل ہمارے معاشرے میں جہاں دوسری کئی برائیوں نے جنم لیا ہے وہاں ایک یہ بھی ہے کہ لوگ ٹرین یا بس وغیرہ میں بغیر کرایہ کے سفر کرتے ہیں ریل گاڑی پر سفر کریں تو اس کا ٹکٹ نہیں خریدتے اور گاڑی میں چھپ چھپا کر کرایہ سے بچ جاتے ہیں ایسا کرنا قانوناً منع اور شرعاً ناجائز ہے ہم جس بھی گاڑی پر سفر کریں تو کرایہ ان کا حق ہے اگر ہم کرایہ ادا نہیں کریں گے تو گویا ہم حق مسلم کو دبا لیں گے۔

جو سخت منع اور ناجائز ہے اور اگر ٹرین وغیرہ میں بغیر ٹکٹ کے پکڑیں گے تو ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا اور مسلمان کے لیے ایسا کام کرنا جائز نہیں جس سے وہ ذلیل

ہو۔ حدیث پاک میں ہے:

”جو شخص بغیر کسی مجبوری کے اپنے آپ کو بخوشی ذلت پر پیش کرے وہ ہم میں سے نہیں۔“

لہذا ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ ٹکٹ لے کر ہی سفر کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ٹرین میں بھی طے شدہ سواریاں ہی بٹھائیے

ایک بوگی بک کروائی ہو یا پوری ٹرین، جتنی سواریوں کا قانون ہے اور جتنی سواریوں کا کرایہ ادا کیا ہے، صرف اتنی ہی سواریاں بٹھا سکتے ہیں، طے شدہ سے زائد ایک بھی سواری مفت بٹھائیں گے تو گنہگار ہوں گے اور دوزخ کے حق دار ہوں گے۔ ہاں! جہاں یہ عرف ہو کہ طے شدہ سواریوں سے دو چار زائد ہو جانے پر اعتراض نہیں، ایسے موقع پر آسانی اس میں ہے کہ سواریوں کی تعداد بتانے کے بجائے پوری گاڑی کی بکنگ کروالی جائے جیسا کہ ہمارے ملک میں بارہا وغیرہ کے لیے مکمل بس کی بکنگ ہوتی ہے اور اس میں سواریوں کی تحدید (یعنی تعداد کی حد بندی) نہیں ہوتی۔

(چندہ کے بارے سوال جواب)

سکول و کالج کا غلط نظام

عام طور پر یوں ہوتا ہے کہ سکول و کالج میں طلباء و طالبات سے کسی فلاحی کام کے لیے فنڈ اکٹھا کیا جاتا ہے اس کے بارے مسئلہ یہ ہے کہ جس بھی فلاحی کام کے لیے وہ فنڈ اکٹھا کیا ہے اسے اس کام میں ہی خرچ کرنا واجب ہے، اگر اس کے علاوہ کسی کام میں خرچ کریں گے تو خرچ کرنے والے گنہگار ہوں گے، اگر کوئی اس جمع شدہ فنڈ کو دیگر دوسرے نیک اور اچھے کاموں میں بھی خرچ کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے مسئلہ یہ ہے کہ اساتذہ جب بھی طلباء و طالبات سے فنڈ (چندہ) اکٹھا کریں تو ان سے کہہ دیں کہ آپ یہ فنڈ کئی اختیارات کے ساتھ دیں کہ ہم جس نیک کام میں چاہیں اس رقم کو

خرچ کر سکتے ہیں۔ اب جب طلبا و طالبات اس نیت سے فنڈ دیں گے کہ کسی بھی نیک کام میں خرچ کرنے کی اجازت ہوگئی تو منتظمین اس کام میں جس کے لیے فنڈ اکٹھا کیا، اس میں اور اس کے علاوہ کسی اچھے کام میں وہ فنڈ خرچ کر سکتے ہیں اور یہی حکم مدرسہ و جامعات کے فنڈ کا ہے بلکہ اس میں اور بھی بہت زیادہ مسائل ہیں جن کا جاننا منتظمین و مہتمم حضرات کے لیے فرض ہے، اگر نہ سیکھیں گے یا عمل نہ کریں گے تو قوی امکان ہے کہ حرام میں پڑ جائیں گے۔ اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ”فتاویٰ رضویہ“ جلد 16 میں فرماتے ہیں:

”چندہ کا جو روپیہ کام ختم ہو کر بچے لازم ہے کہ چندہ دینے والوں حصہ رسد واپس کر دیا جائے یا وہ جس کام کے لیے اب اجازت دیں اس میں صرف ہو بغیر ان کی اجازت کے صرف کرنا حرام ہے ہاں! جب ان کا پتہ نہ چل سکے تو اب یہ چاہیے کہ جس طرح کے کام کے لیے چندہ لیا تھا اسی طرح کے دوسرے کام میں اٹھائیں (یعنی استعمال کریں) مثلاً تعمیر مسجد کا چندہ تھا، مسجد تعمیر ہو چکی تو باقی بھی کسی مسجد کی تعمیر میں اٹھائیں، غیر کام مثلاً تعمیر مدرسہ میں صرف نہ کریں اور اگر اسی طرح کا دوسرا کام نہ پائیں تو وہ باقی روپیہ فقیروں کو تقسیم کر دیں۔“ (فتاویٰ رضویہ جلد 16)

کوئی چیز بیچنے کے بعد اس میں سے کچھ نکال لینا کیسا؟

جب کوئی شخص سودا خرید لے تو پیسے دینے کے بعد سامان اس کا ہو جاتا ہے اب بیچنے والا اس میں سے کچھ نہیں لے سکتا، اگر لے گا تو گنہگار ہوگا۔ یہ طریقہ زیادہ تر منڈیوں میں رائج ہے کہ اگر کوئی شخص منڈی سے کھانے کی کوئی چیز خریدتا ہے تو خریدنے کے بعد بولی دینے والے بیچے ہوئے سامان سے کچھ نکال لیتے ہیں اور وہ

اسے ”ڈالی“ کا نام دیتے ہیں جو دراصل اپنے مفاد کے لیے ایسا کرتے ہیں پھر اگر کوئی شخص یہ کہے کہ یہ عرف کا رواج بن چکا ہے جائز ہونا چاہیے تو اس کی خدمت میں عرض ہے کہ عرف کے رواج کو وہاں مانا جاتا ہے جہاں کچھ گنجائش نکلتی ہو اور لوگ عرف میں جو کام عام ہو چکا اس سے خوش ہوں اگر ایسا کریں گے کہ اس کو جائز کہہ دیں گے تو عرف میں ایک تعداد ایسے کاموں کی ہے جو عوام الناس میں رائج ہیں، لیکن شرعاً بالکل ناجائز و حرام ہیں۔ اب یہاں بتائیں کہ عرف کو بدلا جائے یا شریعت کے مسئلہ کو؟

اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہزار بندوں کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ ان میں سے کون چاہتا ہے کہ اس کے خریدے ہوئے مال سے بائع (بیچنے والا) کچھ مال بغیر اس کی اجازت کے نکال لے تو ہزار میں سے ایک بھی اس کا خواہش مند نہ ہوگا لہذا بولی کرنے والوں کو اپنا مال بیچنے کے بعد بغیر خریدنے والے کی اجازت کے کچھ مال لینا ناجائز و حرام ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

ترجمہ کنز الایمان: آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

### ایک چیز دکھا کر دوسری چیز دینا

ہمارے بازاروں میں بڑے بڑے کاروباری لوگوں کے پاس اگر کوئی شخص کوئی مال خریدنے جاتا ہے تو دکاندار پہلے اس کو اس چیز کا نمونہ (Sample) دکھاتے ہیں اور اس کا ریٹ وغیرہ بتا دیتے ہیں پھر اگر گاہک وہ چیز پسند کر لے تو اس کو لینے کا آرڈر جاری کر دیتا ہے تو دکاندار نے جو نمونہ دکھایا ہوتا ہے اس مال کے علاوہ کم ریٹ والا اور کم کوالٹی والا اس کو دے دیتا ہے تو یہ مسلمان کے ساتھ صریح دھوکہ ہے جو ناجائز حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم



## کسی ملک میں سیر کی نیت سے جا کر بھاگ جانا

آج کل یہ چیز بہت عام ہو چکی ہے کہ لوگ کسی ملک میں کسی اور کام کے لیے جاتے ہیں لیکن وہاں جا کر فرار ہو جاتے ہیں اور وہاں ملازمت یا کوئی کاروبار شروع کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر کوئی شخص عمرہ کو یا کسی ملک کی سیر کی نیت سے جاتا ہے تو اس کی نیت عمرہ یا سیر کے ساتھ وہاں سے فرار ہو کر کوئی ملازمت وغیرہ کرنے کی بھی ہوتی ہے اور وہ وہاں جا کر روپوش (غائب) ہو جاتا ہے تو ایسا کرنا قانوناً جرم ہے اور قانوناً جرم ہونے کی وجہ سے شرعاً بھی ناجائز ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ”فتاویٰ رضویہ“ جلد 29 میں فرماتے ہیں:

”کسی جرم قانونی کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرنا بھی منع ہے۔ حدیث میں ہے: جو شخص بغیر کسی مجبوری کے اپنے آپ کو بخوشی ذلت پر پیش کرے وہ ہم میں سے نہیں۔“

لہذا ایسا کرنا مسلمان کا خود کو ذلت کے مقام پر کھڑا کرنا ہے لہذا مسلمان کو ایسا کرنا جائز نہیں جس سے وہ ذلیل ہو اور دوسرے ملکوں کا یہ قانون ہوتا ہے کہ اگر ایسا شخص پکڑا جائے جس کے پاس ویزا نہ ہو یا وہ فرار ہو کر کوئی ملازمت یا کام کر رہا ہو تو اسے قید کر دیتے ہیں یا پھر اس کے اپنے ملک میں واپس بھیج دیتے ہیں اور اس طرح مسلمان کو ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے لہذا اس طرح کے کاموں سے بچنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

درزی کی غلطی

درزی کو جو کپڑا سینے کے لیے دیا جاتا ہے، کپڑا سینے کے بعد جو بیچ جاتا ہے، درزی اس کپڑے کو مالک کی اجازت کے بغیر اپنے پاس رکھ لیتا ہے، اس کا ایسے کرنا ناجائز و حرام ہے۔

”انوار الحدیث“ میں ہے:

”کپڑا سلنے کے لیے دیا تو درزی نے اس میں سے کاٹ لیا، روئی کا تنے کے لیے دی تو کاٹنے والے نے روئی نکال لی، کپڑا بننے کے لیے دیا تو بننے والے نے سوت نکال لیا، اور بھرنے کے لیے دیا تو بھرنے والوں نے سوت نکال لیا، یہ سب ناجائز و حرام ہے۔ افسوس کہ یہ باتیں علانیہ کھلے طور پر مسلمانوں میں اس طرح رائج ہو گئی ہیں کہ اب لوگوں کو احساس ہی نہیں ہوتا کہ ہم حرام روزی سے اپنا پیٹ بھر کر اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں، بلکہ عوام تو عوام بعض خواص بھی اس طرح حرام روزی حاصل کرنے میں بے باک نظر آتے ہیں۔“ (العیاذ باللہ تعالیٰ!)

(انوار الحدیث)

### داڑھی مونڈھنے کی اجرت حرام

”وقار الفتاویٰ“ میں ہے کہ داڑھی مونڈنا حرام ہے، یہ کام کرنا بھی حرام ہے کسی سے کروانا بھی حرام اور اس کی اجرت بھی حرام ہے کیونکہ اصول فقہ کا قاعدہ ہے، جس کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ نے ”فتاویٰ رضویہ“ میں نقل کیا کہ

”جس چیز کا دینا حرام ہے اس کا لینا بھی حرام ہے۔“

اسی طرح جس کام کا کرنا حرام ہے اس کی اجرت بھی حرام ہے۔ یہ کام فی زمانہ بہت عام ہو گیا ہے۔ جسے عوام الناس میں گناہ کے درجے میں رکھا ہی نہیں جاتا، مسلمان فیشن کا متوالا ہو گیا۔ شاہ عبداللطیف بھٹائی علیہ الرحمہ نے بھی کیا خوب کہا:

دین کو چھوڑ کر نہ جانے کیوں      مول لیتے ہیں نت نیا آزار  
جھاگ ہی کو سمجھ رہے ہیں دودھ      کیوں یہ دیں ناشناس دنیا دار

داڑھی مرد کی زینت ہے اور پردہ عورت کے لیے، لیکن افسوس! آج کل یہ

دونوں چیزیں بہت ہی کم ہو گئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
**بجلی کا غلط کنکشن (Connection) لگانا کیسا؟**

ہمارے ملک میں بہت سے ایسے جرائم ہیں جو بہت سنگین نوعیت اختیار کر چکے ہیں ان میں بعض میں تو بہت فخر یہ انداز میں کہا جاتا ہے کہ ہم بھی یہ کام (جرم) کرتے ہیں اور اس میں کوئی بھی عار محسوس نہیں کیا جاتا۔ ایسا ہی ایک جرم بجلی چوری کا ہے یہ کام عموماً شادی بیاہ یا کسی فنکشن اور محفل وغیرہ کے انعقاد میں ہوتا ہے کہ لوگ کسی کی تار سے یا میٹر سے بجلی کا کنکشن (Connection) جوڑ کر ناجائز طریقے سے بجلی کا استعمال کرتے ہیں یہ قانونی جرم اور شرعاً ناجائز ہے اور کسی مسلمان سے بغیر اس کی اجازت کے اس کے میٹر سے بجلی حاصل کرنا اس کا نقصان ہے کہ ایسا کرنے سے اس کو بل زیادہ ادا کرنا پڑے گا جو اس کے لیے تکلیف دہ بات ہے لہذا یہ کام ناجائز و حرام ہے۔

اگر شادی و محفل میں کسی کو بجلی کی ضرورت ہے تو وہ ان افراد سے رابطہ کرے جن کی بجلی حاصل کرنی ہے یا تو ان سے پیسے طے کرے یا ان کی اجازت حاصل کرے پھر استعمال کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم  
**کیبل کا کنکشن بغیر پیسوں کے**

یہ جرم بھی بہت عام ہوتا چلا جا رہا ہے اس میں ہوتا یوں ہے کہ کیبل آپریٹرنے کیبل لگوانے کے لیے ایک رقم مقرر کی ہوتی ہے استعمال کنندہ کیبل آپریٹر کو پیسے نہیں دیتا بلکہ اس کے کنکشن سے بغیر اجازت کے کیبل کا کنکشن لے لیتا ہے اور اس سے مفت فائدہ اٹھاتا ہے اگرچہ کیبل کوئی اچھی چیز نہیں اس میں ناجائز حرام پروگراموں کی بھرمار ہے لیکن اس میں دینی روحانی اصلاحی معلوماتی وغیرہ پروگرام بھی دکھائے جاتے ہیں اب کیبل استعمال کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ گندے اور گھٹیا قسم کے

چینلز سیٹ نہ کرے بلکہ صرف اسلاک چینلز سے فائدہ اٹھائے اور کیبل آپریٹر کو اس کا حق ادا کرے، اگر بغیر اجازت کے کنکشن حاصل کرے گا تو اس کا یہ فعل ناجائز ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

ملازم کا مالک کی اجازت کے بغیر دکان سے کچھ لینا

اگر کوئی شخص کسی دکان یا فیکٹری میں کام کرتا ہے تو اپنے کام کی اجرت لیتا ہے، اس کا اس دکان یا فیکٹری سے مالک کی اجازت کے بغیر کوئی بھی چیز لینا ناجائز ہے، اگر لے گا تو گنہگار ہوگا اور یہ چیز چوری میں شامل ہوگی۔ اور صحیح بخاری کی حدیث پاک ہے کہ

”چور پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔“

اس کا دوسرا پہلو یہ بھی ہے جو بہت باریک نقطہ پر مشتمل ہے کہ کوئی شخص اگر ایسی دکان پر ملازم ہو جو کھانے پینے کی چھوٹی چھوٹی چیزوں پر مشتمل ہے تو پھر بھی پہلے سے ہی مالک دکان سے اجازت لینی پڑے گی، پھر کھا سکتا ہے اور ایک یہ بھی ہے کہ اگر اس کو کوئی ملنے والا شخص آ گیا تو اسے بھی اپنی ہی جیب سے کچھ کھلائے پلائے گا، دکان سے اس کا حق نہیں کہ اپنے دوست یا رشتہ دار کو کوئی چیز مفت دے یا کھلائے، کیونکہ یہ محض اجرت پر کام کرتا ہے، ہاں! اگر وہاں ملازموں کو کھانے پینے کی عام اجازت ہوتی ہو تو تب وہ کھاپی سکتے ہیں، لیکن پھر بھی اپنے دوست وغیرہ کو اس اجازت میں داخل کرنا ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

کسی کی زمین میں جانور چرانا کیسا؟

آج کل یہ چیز بہت عام ہو چکی ہے کہ اپنے جانوروں کو غیر کی زمین میں چرایا جاتا ہے جبکہ اس بات کا قطعاً احساس نہیں کیا جاتا کہ اس سے مالک زمین کا کیا نقصان ہوگا، اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ چارہ زمیندار نے اپنے جانوروں اور نفع کے لیے لگایا

ہے، اگر کوئی شخص بغیر مالکِ زمین کی اجازت کے اپنے جانور غیر کی زمین میں چرائے گا تو اس کی کھیتی کا نقصان کرے گا جو سخت ناجائز ہے، یہ کھیتی بھی زمیندار کا مال ہے اور آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے استعمال کرنا ناجائز ہے۔ قرآن کریم نے فرمایا:

”آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ“۔

لہذا اگر کوئی شخص بغیر اجازت کے کسی کی کھیتی خراب کرے گا یا اس سے فائدہ اٹھائے گا تو گنہگار اور جہنم کا حقدار ہوگا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!) کیونکہ اس کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور حقوق العباد بغیر بندے کے معاف کیے معاف نہیں ہوتے، توبہ کے ساتھ ساتھ جس کا جتنا نقصان کیا اسے بھی پورا کرنا ہوگا۔  
واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

### اچھی چیز کے ساتھ خراب چیز ملا کر بیچنا

کاروباری لوگ اپنے کاروبار میں مختلف غلط کاریوں کی وجہ سے بہت بدنام ہیں، ان میں ایک چیز یہ بھی ہے کہ اچھی کوالٹی والی اشیاء میں خراب اور سستی چیز کو ملا کر بیچتے ہیں، اس میں چیز کی قیمت اچھی کوالٹی والی ہوتی ہے۔

ان کا ایسے کرنا مسلمان کو دھوکہ دینا ہے، جو کہ سراسر ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بالصواب!

### جعلی ادویات کا بیچنا

جعلی دوائیوں کا سلسلہ بھی پھیلتا جا رہا ہے، جو بھی دوائی کسی علاج کے لیے کوئی کمپنی بھیجتی ہے تو اس کے ناقل بہت پیدا ہو جاتے ہیں اور اسی نام اور کام کی ویسی ہی ادویات مارکیٹ میں بھیج دیتے ہیں، ان کی قیمت اصلی دوائی سے کم بھی ہوتی ہے، کچھ میڈیکل سٹور والے نقلی دوائی کو اصلی دوائی کی قیمت پر بھی فروخت کرتے ہیں، حالانکہ

وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ نطلی دوائی ہے اور ٹھیک بھی نہیں۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ ان بے رحموں کو مسلمانوں پر ذرا سا بھی رحم نہیں آتا کہ وہ صحت جیسے نازک معاملے میں اتنا سخت مسلمان کو دھوکہ دیتے ہیں، کئی بار ایسا بھی ہوتا ہے کہ غلط دوا مریض کی جان تک لے لیتی ہے۔

تو اس مریض کا قاتل کون ہوا؟ بنانے والا بیچنے والا؟ یا دونوں؟  
جو مسلمان کا نقصان چاہتا ہے دراصل وہ اپنا ہی نقصان کر رہا ہوتا ہے، عربی کا مشہور مقولہ ہے:

”جو کوئی اپنے بھائی کے لیے گڑھا کھودے گا، اس کی موت اسی گڑھے میں ہوگی۔“

اور کسی مسلمان کو نقصان پہنچانے کے بارے میں حدیث پاک میں ہے کہ  
”وہ شخص ملعون ہے جس نے کسی ایمان دار کو دکھ پہنچایا یا نقصان دیا۔“

اے مسلمانوں کے دشمنوں! اے دھوکہ بازو!  
اگر تم مسلمان کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے تو اسے نقصان بھی مت پہنچاؤ۔ حدیث پاک میں ہے:

”ایک مسلمان کو نقصان پہنچانا کعبہ اور بیت المعمور گرانے سے پندرہ گنا بُرا ہے۔“

تم مسلمان کو دھوکہ دے کر سمجھتے ہو کہ میں کامیاب ہو گیا، مجھے عزت مل گئی، مجھے دولت مل گئی، لیکن تو نے اپنی دنیا و آخرت میں اپنے لیے نقصان کی راہ اختیار کر لی اور تم حقیقت میں ناکام ہو گئے۔ حدیث پاک میں ہے:

”مؤمن گناہ کو مثل پہاڑ جانتا ہے مگر منافق ایسے جیسے مکھی اڑادی۔“

لہذا اے مسلمانوں! جعلی ادویات کو بیچنے سے توبہ کر لو اور ایسی کمپنی سے رابطہ توڑ

لو جو مسلمان کا رابطہ اس دنیا سے توڑنا چاہتی ہے۔ مسلمان مسلمان کے لیے وہی پسند کرتا ہے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے تو اے اسلامی بھائی! تو خود سوچ کیا تو اپنے نقصان کو پسند کرے گا ہرگز نہیں! کوئی بھی اپنے نقصان کو پسند نہیں کرتا تو مسلمان کے نقصان کو بھی پسند نہ کرتا کہ تیرا فائدہ ہو اور ایک اچھے معاشرے کی تشکیل ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

### سینما کی کمائی کا حکم

سینما محرمات (حرام کاموں کا) کا مجموعہ ہے۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے: مؤمن کا ہر بُرا کام باطل ہے عورت کی تصویری نمائش حرام، اجنبی عورت کی آواز بلا ضرورت سننا حرام اور باجے گانے بھی حرام اتنے محرمات اور محرم اخلاق (اخلاق کو خراب کرنے والا) کاموں سے پیسہ کمایا جائے تو وہ بھی حرام ہے۔

(وقار الفتاویٰ جلد اول)

سینما مسلمانوں کی بربادی کا اڈا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنی پناہ میں

رکھے۔ آمین!

### جسم پر انٹ سیاہی سے نام کندہ کروانا

عام طور پر میلوں وغیرہ میں یہ کام بہت عروج پر ہوتا ہے کہ دیکھا دیکھی اپنے

ہاتھ یا بازو پر اپنا ہی نام کندہ کروایا جاتا ہے۔ ”وقار الفتاویٰ“ جلد سوم میں ہے کہ

”حدیث پاک میں نام وغیرہ کندہ کروانے والے اور کرنے والے

دونوں پر لعنت کی گئی ہے لہذا نام وغیرہ کندہ کروانا ناجائز ہے اس سے بچنا

ضروری ہے۔“

(خلاصہ وقار الفتاویٰ جلد سوم)

## لوگوں کی دیواروں پر اشتہار لگانا

ہمارے معاشرے میں ایک غلط رواج یہ چل پڑا ہے کہ اپنی کاروباری پبلٹی کے لیے لوگوں کے دروازوں اور دیواروں کو کاغذ وغیرہ کے اشتہاروں سے بھرا جاتا ہے، اس کی دو صورتیں ہیں:

ایک یہ کہ کچھ علاقوں میں عرفان کی دیواروں پر لکھنے اور اشتہار لگانے کو بُرا نہیں سمجھا جاتا، اگر کوئی لگائے تو وہ منع بھی نہیں کرتے تو یہاں پر تو لگانے میں کوئی قباحت نہیں ہے کہ عرفا اس کی اجازت ہے اور ان کا اس میں نقصان کا اندیشہ بھی نہیں کہ ان کا روغن خراب ہو یا خوبصورتی میں کمی آئے۔ لیکن کچھ علاقوں میں گھروں کی دیواروں پر لکھنے یا اشتہار لگانے کی قطعاً اجازت نہیں ہوتی تو ان گھروں کی دیواروں پر کچھ لکھنا یا لگانا بغیر اجازت کے ناجائز ہے کہ کسی کی ملکیت چیز کو خراب کرنا ہے۔ اسلام اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا، ووٹنگ کے دنوں میں سیاست دان اور قربانی کے دنوں میں مدرسوں والے لوگوں کی دیواروں کا جو حال کرتے ہیں، یہ کسی سے مخفی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اللہ کرے اتر جائے تیرے دل میں میری بات!

## اسمگلنگ (Smugling) کرنا ناجائز ہے

اسمگلنگ کرنا یا اسمگلنگ کا مال بیچنا اور خریدنا اس لیے ناجائز ہے کہ یہ ملک کے قانون کے خلاف ہے اور مسلمان کو خلاف قانون کوئی کام کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ خلاف قانون کام کرنے سے جب پکڑا جائے گا تو پہلے جھوٹ بولے گا، اگر جھوٹ سے کام نہ چلا تو رشوت دے گا اور رشوت سے بھی کام نہ چلا تو سزا ہوگی، جس میں اس کی بے عزتی ہے۔ مسلمان کوئی ایسا کام ہی نہ کرے جس سے جھوٹ بولنا یا رشوت دینا پڑے، یا جس سے اس کی بے عزتی ہو، مگر ایسا کرنے والا گنہگار ہونے کے باوجود مال کا



مالک ہو جاتا ہے۔ جبکہ بیع شریعت کے مطابق ہو جب مال میں حرمت نہیں آئی تو اپنا مال ہر کام میں خرچ کر سکتا ہے۔ (وقار الفتاویٰ جلد اول)

دو ملکوں کی کرنسی کا تبادلہ کرنا کیسا؟

”فتاویٰ یورپ“ میں ہے:

”جب دو ملکوں کی کرنسیاں قیمت کے اعتبار سے ایک نہیں تو یہیں سے ظاہر ہوا کہ وہ دونوں ایک جنس نہیں، بلکہ ثمن کے اعتبار سے دو مختلف اجناس ہیں اور ایسی صورت میں تبادلہ کے اندر جو کمی بیشی واقع ہوگی وہ شرعاً و عرفاً ربا نہیں کہلائے گا، لہذا کمی بیشی کے ساتھ اس کا تبادلہ جائز و مباح حلال و طیب ہے۔“

حکومت کی طرف سے اپنی کرنسیوں کا مقرر کردہ نرخ کسی شرعی ضابطے کے ماتحت نہیں بلکہ اپنی اپنی معاشی تناظر میں ہے، جس کی پابندی شرعاً واجب نہیں، لہذا عوام جو اپنی اپنی رضا و خوشی سے مختلف کرنسیوں کا تبادلہ مختلف قیمتوں میں کرتی ہے، وہ جائز ہے۔“ (فتاویٰ یورپ)

نوٹ کو کمی بیشی کے ساتھ بیچنا

”فتاویٰ فقیہ ملت“ جلد دوم میں ہے کہ

”نوٹ حقیقت میں کاغذ اور اصطلاح میں ثمن ہے، لہذا نقد نوٹ کمی بیشی کے ساتھ جتنے پر رضا مندی ہو جائے بیچنا جائز ہے، جیسا کہ شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ عنہ نے رسالہ ”کفل الفقہ الفاضل فی احکام قرطاس الدرہم“ میں وضاحت فرماتے ہوئے سوال یا زدہم (گیارہواں) کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: ہاں! نوٹ پر جتنی رقم لکھی ہے اس سے زیادہ یا کم کو جتنے پر رضا مندی ہو جائے اس کا

بیچنا جائز ہے اور لیکن ادھار خریدنا اور بیچنا نوٹ کا تو یہ بھی سود و حرام اور گناہ نہیں، بلکہ صرف مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہے۔

(فتاویٰ فقہ ملت، جلد دوم)

مکان کی مختلف منزلیں مختلف خریداروں کے ہاتھ بیچنا

آج کل شہروں میں کئی کئی منزلوں کے مکانات بنتے ہیں اور ایک منزل پر چار چار فلیٹس ہوتے ہیں تو ہر ایک فلیٹ الگ الگ اسامیوں کے نام بیچنے کا عام رواج ہو گیا ہے اس میں مسئلہ یہ ہے کہ مکان کی منزلوں یا اس کے فلیٹ کو الگ الگ خریدنا بیچنا درست و جائز ہے کیونکہ وہ شرعاً مال ہیں اور مال کی بیع و شراء مشروع و مروج ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سنو کر وغیرہ گیمز کا حکم

سنو کر اور کیرم بورڈ وغیرہ گیمز جو آج کل کھیلی جاتی ہیں ان میں چند ایسی خرابیاں ہیں جو ناجائز و حرام ہیں۔ ان میں پہلی یہ ہے کہ اس میں لوگ شرط لگا کر کھیلتے ہیں، یعنی ہارنے والا جیتنے والے کو مقرر کی ہوئی رقم دے گا جو ناجائز و حرام ہے اور ان گیمز کے کھیلنے کے اوقات میں لوگ نمازوں کو قضا کرتے ہیں جو کہ سخت حرام ہے۔ اسی طرح کھیلتے ہوئے آپس میں گالی گلوچ اور فحش کلامی کا بھی سلسلہ ہوتا ہے، یہ بھی ناجائز و حرام ہے۔ وقت کا ضیاع اور روپے کا ضیاع (نقصان) بھی ہوتا ہے۔ الغرض! یہ اور ان جیسے کھیل جن میں ایسی چیزیں پائی جائیں، محرمات کا مجموعہ ہیں۔ لہذا ایسی گیمز ناجائز اور لھو و لعب میں شامل ہیں اور ان کی کمائی بھی ناجائز ہے کیونکہ ان میں سوائے محرب اخلاق اور ضیاع وقت و پیشہ کے کچھ نہیں ملتا۔

۱۔ شرعاً جائز۔

۲۔ راجح۔

قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:  
ترجمہ کنز الایمان: اور کچھ لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ  
سے بہکا دیں، بے سمجھے اور اسے ہنسی بنالیں، ان کے لیے ذلت کا عذاب  
ہے۔

اور ترمذی کی حدیث میں ہے کہ  
”جتنی چیزوں سے آدمی لھو کرتا ہے سب باطل ہیں، مگر کمان سے تیر چلانا  
اور گھوڑے کو ادب دینا اور زوجہ سے ملاعت کرنا کہ یہ تینوں حق ہیں۔“

جو چیز اپنے پاس نہ ہو اسے بیچنا

جب کوئی چیز خریدی اور وہ ابھی ہمارے پاس نہیں، اس چیز پر جب تک ہمارا قبضہ  
نہ ہوگا، اس وقت تک ہم اسے کسی دوسرے خریدار کے ہاتھ نہیں بیچ سکتے۔ احادیث  
مبارکہ میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

”صحیح بخاری“ جلد ۱، کتاب البیوع میں ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اتبع طعاما فلا يبعه

حتى يقبضه. (صحیح بخاری جلد ۱، کتاب البیوع)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص غلہ خریدے وہ اس کو  
قبضہ میں لینے تک فروخت نہ کرے۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول الله صلى الله

عليه وسلم نهى ان يبيع الرجل طعاما حتى يستوفيه. (اینا)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی آدمی غلہ فروخت نہ

کرے یہاں تک کہ وہ اس کو قبضہ میں کر لے۔

”صاحب مرآة المناجیح“ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

”اس حدیث سے آج کل کے بیوپاری عبرت پکڑیں کہ کپڑے کا جہاز ولایت سے چلتا ہے، ابھی کراچی بندرگاہ پر نہیں پہنچ پاتا کہ کئی جگہ اس کی فروخت نفع سے ہو چکی ہے، بعد میں پھر ان کے دیوالیے ہوتے ہیں، بغیر دیکھے اور بغیر قبضہ کی ہوئی چیز کی تجارت ہرگز نہ کرنی چاہیے، یہ شرعاً گناہ بھی ہے اور سخت نقصان کا باعث بھی“۔ (مرآة المناجیح، جلد 4)

### بیع قبل القبض کی ممانعت کی حکمت

بیع قبل القبض سے سٹے ٹکو فروغ ہوتا ہے اور اجناس کی قیمت دس بیس گنا زیادہ ہو جاتی ہے جس سے صارفین (استعمال کرنے والے) کا استحصال (مجبوری سے فائدہ اٹھانا) ہوتا ہے، مثلاً جاپان سے ایک شخص بحری جہاز کے ذریعے چیزیں منگواتا ہے اور جہاز کے بندرگاہ پر پہنچنے سے پہلے وہ سامان دوسرے شخص کو منافع پر بیچ دیتا ہے، یہ دوسرا شخص اور منافع لے کر تیسرے شخص کو یہ سامان بیچ دیتا ہے، یہ سلسلہ یونہی چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ جہاز کے بندرگاہ پر پہنچنے تک ایک ہی چیز نفع در نفع دس بار بک چکی ہوتی ہے اور جو چیز جاپان سے دس روپے میں چلی تھی، منافع خوروں کے غیر شرعی کاروبار کی وجہ سے وہ پاکستان میں دو سو روپے سے زائد میں پڑتی ہے۔

اگر بیع قبل القبض کا رواج ہو اور ایک شخص کسی سے دوسرے روپے میں چیز خریدے اور اس چیز پر قبضہ کیے بغیر وہی چیز پندرہ میں بیچ دے جبکہ وہ چیز ابھی بائع کے پاس ہے تو اس نے دس روپے کو پندرہ روپوں میں بیچ دیا اور یہ حکماً سود ہے (حقیقتاً

۱۔ اس چیز پر قبضہ کرنے سے پہلے۔

۲۔ جوئے۔

سود اس لیے نہیں کہ عقد الگ الگ ہے۔ (شرح صحیح مسلم، جلد رابع)

### معدوم لہلوں کی بیع کرنا کیسا؟

جمہور علماء اسلام کے نزدیک معدوم اشیاء کی خرید و فروخت مطلقاً جائز نہیں، باغات کے پھلوں کو سال دو سال پہلے ہی بیچ ڈالنا یا خرید لینا ائمہ اربعہ میں سے کسی کے نزدیک جائز نہیں ہے، لہذا جو پھل بیع و شراء فاسد کے ساتھ حاصل کیے گئے، اس سے منفعت حاصل کرنا حرام ہے۔ (فتاویٰ یورپ، کتاب البیوع)

### معدوم مکان کی بیع کرنا

”بہار شریعت“ جلد دوم میں ہے کہ

”معدوم کی بیع باطل ہے، مثلاً دو منزلہ مکان دو شخصوں میں مشترک تھا، ایک کا نیچے والا تھا دوسرے کا اوپر والا وہ (مکان) گر گیا یا صرف بالا خانہ گرا، بالا خانہ (اوپر والی منزل) گرنے کے بعد بالا خانہ بیع کیا، یہ بیع باطل ہے کہ جب وہ چیز ہی نہیں تو بیع کس چیز کی ہوگی؟ اور اگر بیع سے مراد اس حق کو بیچنا ہے کہ مکان کے اوپر اس کو مکان بنانے کا حق تھا، یہ بھی باطل ہے کہ بیع مال کی ہوتی ہے اور محض ایک حق تو اس کا ہے مگر مال نہیں (کہ اوپر والی منزل پر اس کا حق موجود ہے، لیکن دوسری منزل موجود ہی نہیں تو بیچے گا کیا) اور اگر بالا خانہ موجود ہے تو اس کی بیع ہو سکتی ہے۔“

(بہار شریعت، جلد 2، حصہ گیارہواں)

### جو چیز زمین کے اندر ہو اسے بیچنا

جو چیز زمین کے اندر پیدا ہوتی ہو، بغیر دیکھے اس کی بیع باطل ہے۔ ”بہار

شریعت“ میں ہے:

۱۔ جو چیز موجود نہ ہو۔

”جو چیز زمین کے اندر پیدا ہوتی ہے جیسے مولیٰ، گاجر وغیرہ اگر اب تک پیدا نہ ہوئی ہو یا پیدا ہونا معلوم نہ ہو تو اس کی بیع باطل ہے اور اگر معلوم ہو کہ پیدا ہو چکی تو بیع صحیح ہے اور مشتری کو اختیارِ رویت حاصل ہوگا۔“

(بہارِ شریعت، جلد 2، حصہ گیارہواں)

### بغیر نکالے دودھ کو بیچنا کیسا؟

جو دودھ ابھی تھن کے اندر ہے نکالا نہیں اور جو گٹھلیاں کھجور کے اندر ہیں ان کو بیچنا ناجائز ہے۔ ”بہارِ شریعت میں ہے“:

”گٹھلیاں جو کھجور میں ہوں یا بنولے جو روئی کے اندر ہوں یا دودھ جو تھن کے اندر ہو ان سب کی بیع ناجائز ہے کہ یہ سب چیزیں عرفاً معدوم ہیں اور کھجور سے گٹھلیاں یا روئی سے بنولے یا تھن سے دودھ نکالنے کے بعد بیع جائز ہے۔“ (ایضاً)

### تالاب یا دریا میں مچھلیوں کی بیع کرنا

آج کل یہ رواج ہے کہ دریا یا تالاب میں مچھلیوں کو بغیر شکار کے بیچا جاتا ہے یہ بیع باطل ہے۔ ”بہارِ شریعت“ میں ہے: جو مچھلی دریا یا تالاب میں ہے ابھی اس کا شکار کیا ہی نہیں اس کو اگر نقوس، یعنی روپے روپے سے بیع کیا تو باطل ہے کہ وہ ملک میں نہیں اور مالِ متقوم نہیں آگے لکھتے ہیں:

”تالابوں جھیلوں کا مچھلیوں کے شکار کے لیے ٹھیکہ دینا جیسا کہ ہمارے

ہاں کے بہت سے زمیندار کرتے ہیں یہ ناجائز ہے۔“ (ایضاً)

### بیع باطل کیا ہے؟

بیع باطل کا حکم یہ ہے کہ جو چیز خریدی اگر خریدار کا اس پر قبضہ بھی ہو جائے جب بھی خریدار اس کا مالک نہیں ہوگا اور خریدار کو وہ قبضہ، قبضہ امانت قرار پائے گا (گویا

بڑھنے والا مال۔

کہ بیع ہوئی ہی نہیں تو قبضہ کیسے درست ہوگا)۔ (ایضاً)  
غیر منقولہ کی بیع قبضہ کرنے سے پہلے کرنا کیسا؟

اس باب میں اس مسئلے کی وضاحت تو پہلے کر دی گئی کہ جو چیز منقولہ ہے یعنی اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ لایا جاسکتا ہے اس کی بیع قبضہ کرنے سے پہلے ناجائز ہے لیکن غیر منقولہ چیز یعنی جس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہیں کیا جاسکتا اس کی بیع قبضہ سے پہلے کرنا جائز ہے۔ ”بہار شریعت“ میں ہے کہ  
 ”جائیداد غیر منقولہ خریدی ہے اس کو قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا جائز ہے کیونکہ اس کا ہلاک ہونا بہت نادر ہے“۔ (ایضاً)

آرڈر پر مال تیار کروانا کیسا؟

”وقار الفتاویٰ“ میں ہے:

”کوئی بھی چیز بک کروانا اور معاہدے کے مطابق قیمت ادا کرنا اور مکمل ہونے کے بعد اس پر قبضہ کرنا حقیقتاً بیع نہیں ہے بلکہ کسی چیز کا آرڈر دے کر تیار کروانا اور تیار ہونے کے بعد اس پر قبضہ کرنا ہے اس کو شریعت میں ”استعناع“ کہتے ہیں اور یہ جائز ہے جیسے جوتا بنانے یا شیروانی پتلون وغیرہ سینے کا آرڈر دیا جائے اور تیار ہونے کے بعد قیمت دے کر یہ چیز لے لی جائے۔ شیخ الاسلام امام برہان الدین علیہ الرحمہ نے ”ہدایہ“ میں لکھا:

وفی الاستحسان يجوز للتعامل فيه فصار كصبغ الثوب  
 وللتعامل جوزنا الاستعناع .

یعنی استحساناً لوگوں کے اس پر عمل کی وجہ سے جائز ہے پس یہ کپڑا رنگائی کی طرح ہو جائے گا اور فقہاء کا کہنا ہے کہ ہم نے عوام الناس کے عمل کی وجہ

سے آرڈر دے کر مال تیار کروانے کو جائز قرار دیا۔ (وقار الفتاویٰ جلد سوم)

کسی کی بیع پر بیع کرنا کیسا؟

”صحیح بخاری“ جلد 1 کی حدیث پاک میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا کہ

تم میں سے کوئی بھی اپنے (مسلمان) بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے۔

(صحیح بخاری جلد 1)

”تفہیم المسائل“ میں ہے کہ

”بیع پر بیع سے مراد یہ ہے کہ فریقین میں ایک چیز کا سودا طے پا گیا اور باہمی رضامندی سے قیمت بھی طے پا گئی تو انہوں نے مزید غور و فکر کے لیے تین دن یا اس سے کم کی مہلت مقرر کر دی، جس کی شریعت میں اجازت اور گنجائش ہے، اسے ”خیار شرط“ کہتے ہیں۔ اب اس مدت خیار کے دوران کوئی شخص بائع (فروخت کنندہ) سے کہے کہ آپ یہ سودا منسوخ کر دیں، میں آپ کو اس سے زیادہ قیمت دلا دوں گا یا کوئی شخص خریدار سے کہے کہ آپ یہ سودا فسخ کر دیں، میں اس سے کم رقم میں آپ کو یہ چیز دلا دوں گا، یہ دونوں صورتیں شرعاً ناجائز اور حرام ہیں۔“

(تفہیم المسائل جلد اول)

نرخ پر نرخ بڑھانا حرام ہے

نرخ پر نرخ بڑھانے کی صورت یہ ہے کہ خریدار اور فروخت کنندہ ایک چیز کے لین دین پر باہم رضامند اور آمادہ ہو چکے ہوں لیکن ابھی ”عقد بیع“ یعنی سودا مکمل نہ ہوا ہو کہ ایک تیسرا شخص درمیان میں آ کر بائع کو لالچ دے کہ میں تمہیں اس سے زیادہ رقم دے دوں گا، یہ صورت بھی شرعاً حرام ہے۔ (ایضاً)



نجش (جوش دلانا) کی ممانعت

”سنن ابن ماجہ“ جلد 1 کی حدیث شریف میں ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجش سے منع فرمایا ہے۔

(ابن ماجہ جلد 1)

نجش کی وضاحت

نجش کے لغوی معنی ہیں: ”جوش دلانا“۔ اصطلاح شریعت میں اس سے مراد یہ ہے کہ ایک آدمی چیز کو خریدنے کا ارادہ تو نہیں رکھتا لیکن دوسرے خریدار کو جوش دلانے اور برا بیچنے کرنے کے لیے زیادہ قیمت لگائے یہ دوسرے کو ارادۂ نقصان پہنچانا اور شرعاً حرام ہے۔ (تفہیم المسائل جلد اول)

نیلام کا جواز

بعض فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے نجش کی ممانعت پر قیاس کرتے ہوئے نیلام کی بیع کو بھی مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ نیلام میں بڑھ چڑھ کر بولی لگائی جاتی ہے لیکن جمہور فقہاء کرام اور ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے نیلام کی بیع کو ”جامع ترمذی“ میں مروی حدیث کی رو سے جائز قرار دیا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر اور ایک پیالہ بیچا اور فرمایا: اس چادر اور پیالے کو کون خرید لے گا؟ ایک شخص نے عرض کیا کہ میں ان کو ایک درہم میں خرید لوں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا کہ ایک درہم سے زیادہ کون خریدے گا؟ تو ایک شخص نے دو درہم دے دیئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ اور چادر اس شخص کو دے دیئے۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔

البتہ جو لوگ نیلام کی بیع کی ممانعت پر نجش سے استدلال کرتے ہیں ان کا جواب یہ ہے کہ زیادہ قیمت لگانا اس وقت منع ہے جب کسی کا ارادہ خریدنے کا نہ ہو

بلکہ دھوکہ دے کر اور جوش دلا کر قیمت بڑھانا مقصود ہو تو یہ امر بلاشبہ حرام ہے، لیکن اگر بولی لگانے والے کا ارادہ فی الواقع وہ چیز خریدنے کا ہو تو یہ منع نہیں ہے، اسی لیے ائمہ اربعہ نے نیلام کی بیع کو جائز قرار دیا ہے۔ (ایضاً)

”مرآة المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح“ میں ہے کہ

”نیلام میں اگر کوئی شخص بولی بڑھا دے، مگر خریدنا مقصود نہ ہو صرف چیز کی قیمت بڑھانا مقصود ہو کہ دوسرا آدمی اس سے زیادہ کی بولی دے، یہ نجش ہے اور ممنوع ہے کہ دھوکہ دہی ہے“۔ (مرآة المناجیح، جلد 4)

فروخت میں استثناء ناجائز ہے

”مشکوٰۃ المصابیح“ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فروخت

میں استثناء کر لینے سے منع فرمایا جب کہ وہ شے معلوم ہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد 1)

”مرآة المناجیح“ میں اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ ”استثناء (خارج کرنا)

وہ ممنوع ہے جس سے بیع محض مجہول و نامعلوم رہ جائے، جیسے کوئی شخص باغ کے پھل فروخت کرے اور کہے کہ ان میں سے دس من تو میرے ہوں گے، باقی تیرے ہاتھ فروخت یا اس ڈھیر کا چار من گندم میرا باقی تیرے ہاتھ فروخت کرتا ہوں کہ اب یہ خبر نہ رہی کہ باقی ہے کتنا؟

لیکن اگر یوں کہے: آدھے یا تہائی یا چوتھائی میرے باقی تیرے تو جائز ہے کہ یہ

استثناء معلوم ہے“۔ (مرآة المناجیح، جلد 4)

ادھار کی بیع ادھار سے منع ہے

”مشکوٰۃ المصابیح“ کی حدیث شریف میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ادھار کی بیع ادھار سے کرنے کو منع فرمایا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد 1)

”مرآة المناجیح“ میں اس حدیث کی شرح میں ہے کہ  
 ”اس کی بہت صورتیں ہیں، ایک تو یہ ہے کہ بیع کے وقت نہ قیمت دی  
 جائے نہ بیع پر قبضہ ہو، یہ ناجائز ہے، جواز بیع کے لیے کم سے کم ایک طرف  
 فی الحال قبضہ ضروری ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ مثلاً زید کا عمرو پر دس گز  
 کپڑا قرض تھا اور بکر کے عمرو پر دس روپے قرض تھے، تو زید بکر سے کہے:  
 میں تیرے دس روپوں کے عوض اپنا وہ کپڑا فروخت کرتا ہوں جو میرا عمرو  
 پر ہے، اب تم مجھ سے روپے نہ مانگنا بلکہ ان کے عوض عمرو سے کپڑا وصول  
 کر لینا، بکر کہے: مجھے قبول ہے، یہ بیع ناجائز ہے۔ تیسری صورت یہ ہے  
 کہ کوئی کسی شخص سے کوئی چیز ادھار خرید لے، جب اس ادھار کی مدت ختم  
 ہو تو تاجر خریدار سے قیمت کا تقاضا کرے، خریدار کہہ دے: فی الحال  
 میرے پاس پیسے نہیں، مجھے ایک ماہ کی مہلت اور دے! میں قیمت میں اتنا  
 اضافہ کرتا ہوں، تاجر کہے: منظور ہے، حالانکہ اس چیز پر بھی قبضہ نہیں کیا  
 گیا، یہ بھی ممنوع ہے۔“ (مرآة المناجیح، جلد 4)

### ایک بیع میں دو فروختیں منع ہیں

”مشکوٰۃ المصابیح“ کی حدیث پاک میں ہے کہ  
 رسول خدا، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیع میں دو فروختوں سے منع فرمایا۔  
 ”صاحب مرآة المناجیح“ نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا:

”ایک بیع میں دو بیعوں کی کئی صورتیں ہیں، ایک یہ کہ یوں کہے: میں  
 فلاں چیز نقد دس روپے میں فروخت کرتا ہوں اور ادھار بیس روپے کے  
 عوض، یہ ممنوع ہے کہ اس میں قیمت کا صحیح پتہ نہ لگا۔ دوسری صورت بیع  
 بالشرط کی کہ یوں کہے: میں اپنا غلام تجھے سو روپے میں دیتا ہوں، بشرطیکہ

تو مجھے اپنی لونڈی یا زمین پچاس روپیہ میں دے دے کہ اس میں بھی قیمت ایک اعتبار سے مجہول ہے اس کے علاوہ دیگر بیع بالشرط بھی منع ہے بشرطیکہ شرط فاسد ہو اگر شرط صحیح ہو تو بیع درست ہے۔“

(مرآة المناجیح جلد 4)

### اُدھار اور فروخت اور فروخت میں دو شرطیں نا جائز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ تو اُدھار اور فروخت جائز ہے اور نہ فروخت میں دو شرطیں جائز۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ”مرآة المناجیح“ میں حدیث کے پہلے حصہ ”نہ تو اُدھار اور فروخت جائز ہے“ کی شرح میں فرماتے ہیں:

”اس کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ بائع (بیچنے والا) خریدار سے کہے: میں تیرے ہاتھ یہ چیز سو روپے کے عوض فروخت کرتا ہوں بشرطیکہ (اس شرط کے ساتھ کہ) تو مجھے دس روپے قرض بھی دے، یہ حرام ہے کہ ایک قسم کا سود ہے کیونکہ خریدار نے دس روپے قرض کے عوض میں اس چیز کے خریدنے کا نفع بھی حاصل کر لیا یا اس کے برعکس کہ قرض مانگنے والے سے ساہوکار کہے: میں تجھے سو روپے اس لیے قرض دیتا ہوں کہ دس روپے میں اپنی بکری میرے ہاتھ فروخت کر دے، یعنی بیع میں قرض کی شرط ہو تو منع اور قرض میں بیع کی شرط ہو تب بھی منع ہے۔ دوسرے یہ کہ ساہوکار قرض مانگنے والے سے کہے: میں تجھے سو روپے قرض دیتا ہوں بشرطیکہ تم میری فلاں چیز اتنے میں خرید لو، یعنی مہنگی اس میں بھی وہ ہی قباحت ہے کہ قرض کے ذریعے نفع کما رہا ہے۔“

آگے مفتی صاحب علیہ الرحمہ حدیث کے دوسرے حصہ ”نہ فروخت میں دو

شرطیں جائز ہیں“ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ  
 ”نہ تو بائع (بیچنے والا) خریدار پر کوئی شرط لگائے کہ یہ چیز تیرے ہاتھ  
 فروخت کرتا ہوں بشرطیکہ دو ماہ تک اس کو میں ہی استعمال کروں گا (جیسا  
 کہ آج کل لوگ اپنا مکان بیچ کر کہتے ہیں کہ ہم ایک یا دو ماہ اس میں  
 رہیں گے وغیرہ) یا تو مجھے اتنے روز کے لیے اپنا مکان عاریتاً کرایہ پر  
 دے اور نہ خریدار تاجر پر کوئی شرط لگائے کہ کپڑا تو خریدتا ہوں بشرطیکہ تو  
 مجھے سی کر دے یا دھو کر دے یہ دونوں قسم کی شرطیں بیع کو فاسد کر دیں  
 گی“۔ (مرآة المناجیح جلد 4)

### اجرت دینے میں تاخیر کرنا

مزدور کی مزدوری دینے میں تاخیر کرنا اور اس کے کام سے فارغ ہونے کے بعد  
 بھی اس سے روکے رکھنا ناجائز ہے آج ہمارا معاشرہ جہاں کئی برائیوں کا مجموعہ بن چکا  
 ہے وہاں یہ بھی ہے کہ مزدور کو اس کی اجرت بہت تاخیر سے دی جاتی ہے یا پھر کچھ لوگ  
 ایسے بھی ہوتے ہیں جو مقررہ مزدوری سے بہت کم روپیہ دیتے ہیں تاجر کا یوں  
 کرنا ناجائز و حرام ہے۔

حدیث پاک میں ہے: نبی اکرمؐ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:  
 ”مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری ادا کرو“۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر)

### مشترکہ کاروبار میں ایک شریک کا دوسرے سے خیانت کرنا

دو آدمی مل کر جب کوئی کاروبار مشترکہ (Common) شروع کرتے ہیں تو  
 اس میں بہت مسائل اور باریکیاں ہیں جن کا علم حاصل کرنا مشترکہ کاروبار کرنے  
 والوں پر فرض ہے اگر نہ سیکھیں گے تو نہ سیکھنے کا الگ گناہ ہوگا اور دوسرے کی اجازت

کے بغیر شراکت کے مال سے اپنی ذات پر خرچ کرنا کالگ گناہ ہوگا، آج کل مشترکہ کاروبار میں جھوٹ دھوکہ و فریب وغیرہ گناہوں کا ایک سلسلہ چلا ہے جو کہ سخت حرام ہے۔ لہذا شراکت کرنے والوں پر شرکت کے مسائل سیکھنا بہت ضروری ہے تاکہ وہ گناہوں سے بچ سکیں، ایک شریک کا دوسرے سے خیانت کرنے کے بارے میں حدیث شریف میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

”جس نے اپنے شریک کے ساتھ ایسی چیز میں خیانت کی جس پر اس نے اسے امین بنایا تھا اور اس کی حفاظت کرائی تھی تو میں اس سے بیزار ہوں۔“

ایک اور حدیث میں ہے کہ

”اللہ عزوجل ارشاد فرمایا ہے: میں دو شریکوں کا تیسرا ہوں، جب تک کہ ان میں سے ایک دوسرے سے خیانت نہ کرے، جب کوئی خیانت کرتا ہے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں جبکہ رزین کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ جب میں نکل جاتا ہوں تو شیطان آجاتا ہے۔“ (ایضاً)

لہذا ایک شریک کا دوسرے سے خیانت کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

نوٹ: شراکت کے شرعی مسائل سیکھنے کے لیے بہار شریعت، جلد 2 کا مطالعہ فرمائیں۔ انشاء اللہ! بہت مسائل سیکھنے کو ملیں گے۔

## ٹیکس وصول کرنا

حکومت کے کچھ ٹیکس اگرچہ جائز ہیں لیکن کچھ ٹیکس جو عوام پر لگے ہیں ان میں ناجائز و حرام بھی شامل ہیں کیونکہ وہ ٹیکس بے جا لیے جاتے ہیں اور کچھ ٹیکس ایسے ہیں جو بد معاش لوگ لیتے ہیں جسے جگا ٹیکس بھی کہتے ہیں یہ سخت حرام ہے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنزالایمان: مواخذہ تو انہیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ ٹیکس لینا اپنی دیگر تمام انواع مثلاً ٹیکس جمع کرنے والے دستاویز تیار کرنے والے گواہ (روپے پیسوں کا) وزن کرنے والے (آج کل گننے والے اس میں داخل ہیں) اور (اجناس) ناپنے والے کے ساتھ ظلم کے بُرے ذرائع میں سے ہے بلکہ یہ لوگ خود اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں کیونکہ یہ ایسی چیز لیتے ہیں جس کے مستحق نہیں اور لوگوں تک پہنچاتے ہیں جو اس کے حق دار نہیں، اسی لیے ایسا ٹیکس لینے والا جنت میں داخل نہ ہوگا کیونکہ اس کا گوشت حرام سے نشوونما پاتا ہے اور دوسرا یہ کہ لوگوں کے ظلم کا طوق اپنے گلے میں ڈالتا ہے، قیامت کے دن یہ ان لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کہاں سے کریں گے؟ لہذا اگر ان کے پاس کچھ نیکیاں ہوں گی تو مظلوم لوگ ان کی نیکیاں لے لیں گے۔

ٹیکس لینے والا جنت سے محروم

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پر نور

شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

”ٹیکس لینے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔“

حدیث پاک کا مفہوم

(1) حضرت یزید بن ہارون علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

”اس سے مراد (نا جائز طور پر) عشر وصول کرنے والا ہے۔“

(2) حضرت امام بغوی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

”ٹیکس لینے والے سے مراد یہ ہے کہ جب تاجر اس کے پاس سے

گزرے تو وہ عشر کے نام پر ان سے ٹیکس وصول کرے۔“

(۵۱) حافظ منذری علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

”آج کل یہ لوگ عشر کے نام پر ٹیکس لینے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرا ٹیکس بھی وصول کرتے ہیں جسے کسی نام سے وصول نہیں کیا جاتا، بلکہ وہ حرام طریقے سے اسے حاصل کر کے اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں ان کی دلیل ان کے رب عزوجل کے ہاں مقبول نہ ہوگی اور ان پر غضب اور دردناک عذاب ہے۔“

(الزواج عن اقرار الکبار)

### ٹیکس لینے والے کی دعا قبول نہیں

آقا دو عالم، نور مجسم، شاہ بنی آدم، رسول محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان

ہے:

”آدھی رات کو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پھر ایک منادی نداء دیتا ہے: ہے کوئی دعا کرنے والا جس کی دعا قبول کی جائے؟ ہے کوئی مانگنے والا جسے عطا کیا جائے؟ ہے کوئی مصیبت زدہ جس سے تنگی دور کی جائے؟ تو جو مسلمان بھی دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرما لیتا ہے، مگر اپنی شرمگاہ کے ذریعے کمانے والی زانیہ عورت اور ٹیکس وصول کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔“ (ایضاً)

### ٹیکس انسپکٹر کا حال

ابو عبد اللہ بن محمد مقام آمد میں بعد عصر ایک باغ کی طرف نکل گئے، سورج غروب ہونے کو تھا، قبروں کے درمیان میں گئے، وہاں ایک قبر ایسی دیکھی کہ گویا آگ کا کونکہ ہے، میت درمیان میں تھی۔ ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اردگرد سے



دریافت کیا تو پتہ چلا کہ یہ شخص ٹیکس انسپکٹر ہے اور آج ہی مرا ہے۔ (شرح الصدور)

کمیشن لینا کیسا؟

ہمارے معاشرے میں کمیشن ایجنٹ کا کام ایک کاروبار کی شکل اختیار کر چکا ہے اس میں ہوتا یوں ہے کہ کمیشن ایجنٹ کسی شخص کو کوئی مکان یا دکان دکھاتا ہے جو کہ کسی اور کی ملکیت ہوتا ہے، اگر وہ شخص جسے مکان یا دکان وغیرہ دکھائی جا رہی ہے اس چیز کو خرید لے تو کمیشن ایجنٹ اس سے اپنے اس دکھانے کی اور عقد وغیرہ کروانے کی اجرت لیتا ہے یہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## ملازمت کا بیان

### ملازم کی ذمہ داری

- (1) ملازمت کرنے والوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان کی ملازمت کی ڈیوٹی کا جتنا وقت مقرر کیا گیا ہے اتنا وقت وہ ڈیوٹی (Duty) پر گزاریں، کام نہ ہو جب بھی وہ وقت پورا کریں، وقت پورا کرنا ان پر لازم ہے۔
- (2) ملازمت میں کمپنی اور ملازم کے درمیان ملازمت کے وقت جو شرائط طے کی جائیں گی، جب کوئی فریق ان شرائط کی پابندی نہیں کرتا ہے تو دوسرے فریق کو حق ہے کہ وہ ملازمت ختم کر دے۔
- (3) شرائط ملازمت کے خلاف ملازمین کام میں کوتاہی کرتے ہیں اور کمپنی والوں کو تنگ کرتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔

(4) کام میں کوتاہی کر کے جو تنخواہ وصول کرے گا وہ ناجائز ہوگی۔ (وقار الفتاویٰ جلد سوم)

### ملازمت میں داڑھی نہ رکھنے کی شرط

(1) داڑھی رکھنا مذہب صحیح میں واجب ہے (اگر نہ رکھے گا تو گنہگار ہوگا) لہذا ایسی

نوکری کرنا جائز نہیں؛ جس میں داڑھی نہ رکھنے کی شرط ہو۔

(2) ایسی ملازمت جس میں ناجائز کام کرنے پڑیں وہ ناجائز ہے۔ (ایضاً)

کمپنی کی اجازت کے بغیر اوور ٹائم کا معاوضہ لینا

کمپنی اگر اوور ٹائم (Over Time) کا معاوضہ نہیں دیتی ہے تو آپ اس سے مطالبہ کر سکتے ہیں اور آپ کا مطالبہ کمپنی تسلیم نہ کرے تو آپ ملازمت چھوڑ سکتے ہیں؛ مگر کمپنی کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں لے سکتے۔ (ایضاً)

ملازم کا دفتر وغیرہ سے بلا اجازت ٹیلیفون کرنا

گورنمنٹ کے محکموں میں کسی افسر کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے پرائیویٹ (Private) کاموں کے لیے فون کرے؛ صرف سرکاری کاموں کے لیے فون کر سکتا ہے؛ آفیسر کو اپنے لیے فون استعمال کرنے کا اختیار نہیں اور نہ ہی وہ دوسروں کو اس کی اجازت دے سکتا ہے کہ وہ اپنے کسی کام کے لیے فون کریں؛ پرائیویٹ کمپنی میں مالک کو اختیار ہے کہ وہ جس کو چاہے؛ ٹیلی فون کرنے کی اجازت دے دے کہ وہ کمپنی کا مالک ہے؛ جس کو اجازت دے گا؛ وہ فون کر سکتا ہے اس کی بغیر اجازت بیجر اور دوسرے لوگوں کو بھی ٹیلی فون استعمال کرنا اور دوسروں کو اجازت دینا بھی جائز نہیں ہے؛ جتنی بار ناجائز ٹیلی فون استعمال کر چکے ہیں؛ حساب کر کے یا اندازہ کر کے کسی غریب آدمی کو جو زکوٰۃ لینے مستحق ہو؛ مالک بنا کر اتنے روپے دے دیئے جائیں یہ حکم ان کالز (Calls) کا ہے؛ جو لاعلمی میں کر چکا؛ آئندہ یہ بھی جائز نہیں ہے کہ جان بوجھ کر کسی کا مال ضائع کرے اور اتنا مال فقیروں کو دے دے۔ (ایضاً)

چھٹیوں کی تنخواہ لینا کیسا؟

”فتاویٰ فقیہ ملت“ جلد دوم میں ہے کہ

”جو تعطیلیس (چھٹیاں) عام طور پر مسلمانوں میں رائج و معہود ہیں؛ مثلاً

جمعہ یا جمعرات یا رمضان المبارک اور عیدین وغیرہ مُدَرِّس (پڑھانے والا) ان تعطیلات کی تنخواہ پانے کا مستحق ہے، ایسا ہی بہارِ شریعت حصہ دہم میں ہے اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

”تعطیلات معبودہ میں مثل تعطیل ماہ مبارک رمضان و عیدین وغیرہا کی تنخواہ مدرسین کو بے شک دی جائے گی۔“ (فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم)

اور علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی تحریر فرماتے ہیں:

حيث كانت البطالة معروضة في يوم الثلاثاء والجمعة وفي رمضان والعیدین يحل الاخذ۔ (رد المحتار جلد سوم)

لہذا مدرس کے لیے چھٹیوں کی تنخواہ لینا جائز ہے۔ (فتاویٰ فقیہ ملت جلد دوم)

اسی بارے میں ”وقار الفتاویٰ“ جلد سوم میں ہے کہ

”کمپنی نے جو شرائط ملازمت طے کیے ہیں ان پر عمل کیا جائے گا اور عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ سال میں ایک مہینے کی چھٹی مع تنخواہ دی جاتی ہے، کمپنی کے معاملات کو اس کی شرائط پر طے کرنا آسان ہے، لیکن وقف کا معاملہ مشکل ہوتا ہے کیونکہ وقف کی آمدنی کو خرچ کرنے کی شرائط سخت ہوتی ہیں، اس میں فقہاء نے مدرسین، ائمہ اور قاضی وغیرہ کو چھٹی کے زمانے کی تنخواہ لینا جائز لکھا ہے۔“

علامہ سید ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ نے فتاویٰ شامی میں فرمایا:

”الاشباہ والنظائر میں فرمایا کہ فقہاء نے قاضی کو چھٹیوں کے دن کی تنخواہ لینے میں اختلاف کیا ہے، جو قاضی کے لیے بیت المال میں سے مقرر کیا گیا ہے، تو محیط میں فرمایا کہ چھٹی کی تنخواہ لے گا کیونکہ دوسرے دن آرام کرے گا، پس اس طرح کی جو چھٹیاں مشہور و معروف ہیں منگل، جمعہ

رمضان اور عیدین میں تو ان دنوں کی تنخواہ لینا جائز ہے۔“

(وقار الفتاویٰ جلد سوم)

### اصل ڈیوٹی چھوڑ کر دوسری ڈیوٹی کرنا کیسا؟

ملازمین اس بات کے پابند ہیں کہ جس کام کے لیے انہیں ملازم رکھا گیا ہے وہ کام کریں اور ڈیوٹی کا پورا وقت اس آفس میں گزاریں۔ ملازمین میں سے کسی ملازم کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اصل ڈیوٹی جس کے لیے اُس کو رکھا ہے اس کو چھوڑ کر دوسری ڈیوٹی کرے۔ (ایضاً)

### عورت کا ملازمت کرنا کیسا؟

یہاں (عورت کی ملازمت کے بارے میں) پانچ شرطیں ہیں:

(1) کپڑے باریک نہ ہوں جن سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ ستر لگا کوئی حصہ نہ چمکے۔

(2) کپڑے تنگ و چست نہ ہوں جو بدن کی ہیئت ظاہر کریں۔

(3) بالوں یا گلے یا پیٹ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہوتا ہو۔

(4) کبھی نامحرم کے ساتھ کسی خفیف دیر کے لیے تنہائی نہ ہوتی ہو۔

(5) اس کے وہاں رہنے یا باہر آنے جانے میں کوئی مظنہ فتنہ (یعنی فتنے کا گمان) نہ ہو۔

یہ پانچوں شرطیں اگر جمع ہیں تو حرج نہیں اور ان میں سے ایک بھی کم ہے تو حرام ہے پھر اگر زید اس پر راضی ہے یا بقدر ضرورت بند و بست نہیں کرتا تو ضرور اس پر بھی الزام (ہے) ورنہ نہیں۔

قال تعالیٰ: لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ۔

۱۔ چھپانے کی چیز۔

ترجمہ: اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔

(بنی اسرائیل: 15) (فتاویٰ رضویہ جلد دوم)

## ملازمین کے لیے 21 مدنی پھول

(1) سیٹھ اور نوکر کے لیے حسب ضرورت اجارہ کے شرعی احکام سیکھنا فرض ہے، نہیں سیکھیں گے تو گنہگار ہوں گے۔ (بہار شریعت حصہ 14 میں اجارہ کے تفصیلی احکام درج ہیں)

(2) نوکر رکھتے وقت ملازمت کی مدت ڈیوٹی کے اوقات اور تنخواہ وغیرہ کا پہلے سے تعین ہونا ضروری ہے۔

(3) اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں:

”کام کی تین حالتیں ہیں: (1) سُست (2) معتدل (یعنی درمیانہ اور) (3) نہایت تیز اگر مزدوری میں (کم از کم معتدل بھی نہیں محض) سُستی کے ساتھ کام کرتا ہے تو گنہگار ہے اور اس پر پوری مزدوری یعنی حرام ہے اتنے کام (یعنی جتنا اس نے کیا ہے) کے لائق جتنی اجرت ہے لے اس سے جو کچھ زیادہ ملا مستاجر (یعنی جس کے ساتھ ملازمت کا معاہدہ کیا ہے) کو واپس دے۔“

(4) کبھی کام میں سُست پڑ گیا تو غور کرے کہ ”معتدل“ یعنی درمیانہ انداز میں کتنا کام کیا جاسکتا ہے، مثلاً کمپیوٹر آپریٹر ہے اور روز کی 100 روپے اجرت ملتی ہے، درمیانہ انداز میں کام کرنے میں روزانہ 100 سطریں کمپوز کر لیتا ہے مگر آج محض سُستی یا غیر ضروری باتیں کرنے کے باعث 90 سطریں تیار ہوئیں تو 10 سطروں کی کمی کے 10 روپے کٹوتی کروائے، اگر کٹوتی نہ کروائی تو گنہگار

اور نارِ جہنم کا حق دار ہے۔

(5) ملازم اگر ڈیوٹی پر آنے کے معاملے میں عرف سے ہٹ کر قصداً تاخیر کرے گا یا جلدی چلا جائے گا یا چھٹیاں کرے گا تو اس نے معاہدہ کی قصداً خلاف ورزی کا گناہ تو کیا ہی کیا اور ان صورتوں میں پوری تنخواہ لے گا تو مزید گنہگار اور عذابِ نار کا حق دار ہوگا۔

(6) ملازم کو چاہیے کہ دورانِ ڈیوٹی چاق و چوبند رہے، سُستی کرنے والے اسباب سے بچے، مثلاً رات دیر سے سونے کے سبب بلکہ نقلی روزہ رکھنے کے باعث اگر کام میں کوتاہی ہو جاتی ہے تو ان افعال سے باز رہے کہ قصداً کام میں سُستی کرنے والا اگرچہ کٹوتی کروادے مگر اب بھی ایک طرح سے گنہگار ہے، کیوں کہ اس نے کام کرنے کا معاہدہ کیا ہوا ہے اور اس معاہدہ کی رُو سے کم از کم معتدل یعنی درمیانہ انداز میں اس کو کام کرنا ضروری ہے، ابھی فتاویٰ رضویہ ج 19 ص 407 کے حوالے سے گزرا کہ ”اگر مزدوری میں سُستی کے ساتھ کام کرتا ہے تو گنہگار ہے“ ظاہر ہے ملازم کی بے جا سُستیوں اور چھٹیوں سے سیٹھ کے کام کا نقصان ہوتا ہے، بہر حال چاہے کوئی پوچھنے والا ہو یا نہ ہو، سُستی کے باعث کام میں جتنی کمی ہوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے تنخواہ میں اتنی کٹوتی کروائے، توبہ بھی کرے اور مستاجر (جس سے اجارہ کیا ہے) اس سے معافی بھی مانگے، ہاں! اگر نجی ادارہ ہے اور سیٹھ کٹوتی کی رقم بھی معاف کر دے تو انشاء اللہ خلاصی ہو جائے گی۔

(7) اجیر خاص (یعنی جو مخصوص وقت میں کسی ایک ہی سیٹھ یا ادارے کے کام کا پابند ہو) اس مدت مقررہ میں (یعنی دورانِ ڈیوٹی) اپنا ذاتی کام بھی نہیں کر سکتا اور اوقاتِ نماز میں فرض اور سنتِ مؤکدہ پڑھ سکتا ہے، نفل نماز پڑھنا اسکے لیے

اوقاتِ اجارہ میں جائز نہیں اور جمعہ کے دن نمازِ جمعہ پڑھنے کے لیے جائے گا، مگر جامع مسجد اگر دور ہے کہ وقت زیادہ صرف ہوگا تو اتنے وقت کی اجرت کم کر دی جائے گی اور اگر نزدیک ہے تو کچھ کمی نہیں کی جائے گی اپنی اجرت پوری پائے گا۔

(8) ہر ملازم اپنے روزانہ کے کام کا احتساب کرے کہ آج ڈیوٹی کے اوقات میں غیر ضروری باتوں یا بے جا کاموں وغیرہ میں کتنا وقت خرچ ہوا؟ آنے میں کتنی تاخیر ہوئی وغیرہ نیز غیر واجبی چھٹیوں کا شمار کر کے خود ہی حساب لگا کر ہر ماہ تنخواہ میں کٹوتی کروالے۔

(9) مُراقب (یعنی سپروائزر) یا مقررہ ذمہ دار تمام مزدوروں کی حسب استطاعت نگرانی کرے وقت اور کام میں کوتاہی اور سُسستیاں کرنے والوں کی مکمل کارکردگی (رپورٹ) کمپنی یا ادارہ کے متعلقہ افسر تک پہنچائے۔ مُراقب اگر جان بوجھ کر پردہ ڈالے گا تو خائن و گنہگار اور عذابِ نار کا حق دار ہوگا۔

(10) مذہبی یا سماجی ادارے کے مقررہ ذمہ داران اور مُنقشین ادارے کے ملازمین کی کوتاہیوں اور چھٹیوں سے واقف ہونے کے باوجود آنکھ آڑے کام کریں گے اور اس وجہ سے ان ملازمین کو وقف کی رقم سے مکمل تنخواہ دی جائے گی، تو لینے والوں کے ساتھ ساتھ متعلقہ ذمہ دار بھی خائن و گنہگار اور عذابِ نار کے حق دار ہوں گے۔

(11) کسی مذہبی ادارے میں اجارہ کے مسائل پر سختی سے عمل دیکھ کر نوکری سے کترانا یا صرف اس وجہ سے مستعفی ہو کر ایسی جگہ ملازمت اختیار کر لینا جہاں کوئی پوچھنے والا نہ ہو انتہائی نامناسب ہے۔ ذہن یہ بنانا چاہیے کہ جہاں اجارہ کے شرعی احکام پر سختی سے عمل ہو وہیں کام کروں تاکہ اس کی برکت سے معصیت کی

نخواست سے بچوں اور حلال روزی بھی کما سکیں۔

(12) جو اجارہ کے مطابق کام نہیں کر پاتا مثلاً سوئے ہوئے کام کے لیے نااہل ہے تو

اسے چاہیے کہ فوراً مستاجر (یعنی جس سے اجارہ کیا ہے اس) کو مطلع کرے۔

(13) مسلمان نے کافر کی خدمت گاری کی نوکری کی یہ منع ہے بلکہ کسی ایسے کام پر

کافر سے اجارہ نہ کرے جس میں مسلم کی ذلت ہو کہ ایسا اجارہ جائز نہیں۔

(14) ملازم اپنے دفتر وغیرہ کا قلم، کاغذ اور دیگر اشیاء اپنے ذاتی کاموں میں صرف

کرنے سے اجتناب کرے۔

(15) ملازم نے اگر مرض کی وجہ سے چھٹی کر لی یا کام کم کیا تو مستاجر کو تنخواہ میں سے

کٹوتی کرنے کا حق حاصل ہے۔ (تفصیل کے لیے فتاویٰ رضویہ

ج 19 ص 515 تا 516 دیکھ لیجئے)

(16) امام و مؤذن عرف و عادت کی چھٹیوں کے علاوہ اگر غیر حاضری کریں تو تنخواہ

میں کٹوتی کروالیا کریں، مثلاً امام کی تین ہزار روپے ماہانہ تنخواہ ہے تو چھٹیاں

کرنے پر فی نماز 20 روپے کٹوالیں، اسی طرح مؤذن صاحب بھی حساب لگا

لیں (بلا عذر صحیح معاہدہ کی خلاف ورزی کی تو اس کا گناہ پھر بھی ذمے رہے گا)۔

(17) نجی ادارے کے سیٹھ یا اس کے نائب کی اجازت سے کام کاج کے اوقات میں

ملازم سقت غیر مؤکدہ نوافل اور دیگر اذکار پڑھ سکتا ہے۔

(18) چوکیدار، گارڈ یا پولیس وغیرہ جن کا کام جاگ کر پہرہ دینا ہوتا ہے، اگر ڈیوٹی

کے اوقات میں ارادۂ سوئے تو گنہگار ہوں گے اور (قصد آیا بقصد) جتنی دیر

سوئے یا غافل ہوئے اتنی دیر کی اجرت کٹوانی ہوگی۔

(19) ملازمت کے دوران فارغ وقت ملتا ہو تو اس دوران ذکر و رُود اور مطالعہ وغیرہ

میں حرج نہیں جبکہ ذمہ داری میں کسی قسم کی کوتاہی واقع نہ ہوتی ہو۔ صدر الشریعہ



بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ایک ارشاد کا خلاصہ ہے: ایک ہی وقت میں دو جگہ اجارہ کرنا جائز نہیں، یعنی ایک جگہ اجرت پر کام کر رہا ہے اسی وقت کے دوران اجرت لے کر دوسرے کا کام نہیں کر سکتا۔

(20) عرف کے مطابق جو چھٹی ہوتی ہے اس میں مستاجر اپنے ملازم سے کام نہیں لے سکتا، اگر جبراً لے گا تو گنہگار ہوگا، ہاں حکمیہ لہجے میں نہیں، فقط درخواست کرنے پر ملازم خوش دلی سے کام کر دے یا چھٹی کے اوقات میں الگ سے اجرت دی جائے تو پھر جائز ہے، یہ قاعدہ یاد رکھئے! جہاں دلالتاً یعنی علامت سے معلوم ہو (Under Stood) یا صراحتاً (ظاہراً) اجرت ثابت ہو وہاں طے کرنا واجب ہے، ایسے موقع پر طے کرنے کی بجائے اس طرح کہہ دینا: کام پر آ جاؤ دیکھ لیں گے، جو مناسب ہو گا دے دیں گے، خوش کر دیں گے، خرچہ ملے گا وغیرہ الفاظ قطعاً نا کافی ہیں۔ بغیر طے کیے اجرت لینا دینا گناہ ہے۔ طے شدہ سے زائد طلب کرنا بھی ممنوع ہے، ہاں! جہاں ایسا معاملہ ہو کہ کام کروانے والے نے کہا: کچھ نہیں دوں گا، اس نے بھی کہہ دیا: کچھ نہیں لوں گا، اور پھر اپنی مرضی سے دے دیا تو اس لین دین میں کوئی حرج نہیں۔

(21) مزدوری یا ڈیوٹی میں سُستی اور چھٹیوں کے باوجود جو مکمل اجرت یا تنخواہ لیتا رہا اور اب نام ہے تو اس کے لیے صرف زبانی توبہ کافی نہیں، آج تک جتنی اجرت یا تنخواہ زائد حاصل کی ہے، اس کی بھی شرعی ترکیب کرنی ہوگی، چنانچہ اس مسئلہ کا حل بیان کرتے ہوئے میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

” (جتنا کام کیا) اُس سے جو کچھ زیادہ ملا مستاجر (یعنی جس نے اجرت پر رکھا اسی) کو واپس (لوٹا) دئے، وہ نہ رہا ہو، اس کے وارثوں کو دئے، اُن کا بھی پتانہ

چلے تو مسلمان محتاج (یعنی مسلمان فقیر یا مسکین) پر تصدق (خیرات) کرنے اپنے صرف (یعنی استعمال) میں لانا غیر صدقہ میں صرف (خرچ) کرنا حرام ہے، اگر رقم یا نہیں تو ظن غالب کے حساب سے مالیت طے کر کے حکم شرعی پر عمل کیجئے۔“

نوٹ: اس کے علاوہ ”اجارہ“ کے دیگر مسائل کا مطالعہ کرنے کے لیے بہار شریعت، جلد دوم، حصہ چودھواں کا انتخاب کیجئے۔

## سود سے متعلق چند مسائل

### سود کو حلال جاننا کفر ہے

سود حرام قطعی ہے جو سود کو حرام نہیں مانتا، حرام ہونے کا انکار کرتا ہے اور سود کو حلال جان کر لیتا ہے تو کافر ہے، وہ دوزخ میں ہمیشہ رہے گا (اگر اسی حالت میں مرا)۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!)

حرام جان کر لینے والا فاسق مردود الشہادت (اس کی گواہی مردود ہوتی) ہے۔

(بہار شریعت، جلد 2، تفسیر نور العرفان)

مسئلہ: سود حرام قطعی ہے اور اس کی آمدنی بھی حرام قطعی ہے اور خبیث محض ہے۔

سود کو کہے حلال، رشوت میں بنائے بہانے ہزار

لہ سن لے تو تباہی میں جائے جاتا ہے

عیش و عشرت کو تو بھول، آزادی کا جھولا جھول

کیوں خود کو گندگی میں پھنسائے جاتا ہے

### سود خور کی سب نیکیاں برباد

سود خور کا صدقہ حج، جہاد، صلہ رحمی سب برباد ہوگا کیونکہ اس نے ساری نیکیاں

سودی پیسے سے کیس۔

سود خور کے ہاں کھانا پینا کیسا؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے زانی، جواری اور سود خور کے ساتھ کھانے پینے کے بارے سوال ہوا تو آپ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا:

”یہ سب افعال حرام اور سخت کبائر ہیں ان میں سے کسی فعل کا مرتکب مستحق ناروغضب جبار ہے اور اگر زنا میں حق العبد بھی شامل ہے تو وہ سود اور جوئے دونوں سے بدتر کہ سود اور جوئے کا اثر مال پر ہے اور زنا کا ناموس پر اور ناموس مال سے عزیز تر ہے ایسے لوگوں کے ساتھ کھانا پینا نہ چاہیے (یعنی بچنا ضرور چاہیے)۔“ (فتاویٰ رضویہ جلد 21)

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ ”مرآة المناجیح“ میں فرماتے ہیں:

”جس کی آمدنی مخلوط ہو کہ حلال بھی ہو حرام بھی اس کے ہاں ملازمت کر کہ تنخواہ لینا اس سے چندہ لینا اس کے ہاں دعوت کھانا سب کچھ جائز ہے۔ ہاں! خالص حرام کمائی والے کے ہاں نہ ملازمت جائز نہ ان سے یہ معاملات (ان کے ہاں کھانا پینا تو کرمی کرنا) جائز ہیں۔“

(مرآة المناجیح جلد 4)

نوٹ: مگر بہتر یہی ہوگا کہ جس کا ذریعہ آمدنی حلال اور حرام دونوں ہوں اس کے ہاں کام کرنے سے خود کو بچایا جائے، تقویٰ بھی ہی ہے، کیونکہ بری صحبت ضرور رنگ لاتی ہے، خدا نخواستہ یہ بھی اس کو دیکھ کر حرام والے کام میں خود کو ڈال دے اور تباہی اس کا مقدر بنے۔

”دلیل العارفین“ میں ہے کہ

”حدیث پاک میں آیا ہے: ”الصحة تؤثر“ یعنی صحبت کا اثر ضرور

ہوتا ہے، اگر کوئی بُرا شخص نیکوں کی صحبت اختیار کرے تو اُمید ہے کہ وہ نیک ہو جائے اور اگر نیک شخص بدوں کی صحبت میں بیٹھے تو بد ہو جائے گا کیونکہ جس کسی نے جو کچھ حاصل کیا، صحبت سے حاصل کیا اور جو نعمت حاصل ہوئی وہ نیکوں سے حاصل ہوئی۔

نیکوں کی صحبت نیک کام سے بہتر ہے اور بُروں کی صحبت بد کام سے بُری ہے۔ (دلیل العارفین)

مسئلہ: کوئی شخص مقروض کو قرض دے کر کہے کہ میں تم سے اس قرض پر زیادتی (زیادہ پیسے) تو نہیں لوں گا مگر تم مجھے روزانہ یا کبھی کبھی کوئی چیز کھانے والی یا میری استعمال کی کوئی چیز مجھے لا کر دے دیا کرنا اور جب تم مجھے قرض واپس کرو گے، تب نہ دیا کرنا، یہ صورت حرام اور سود میں داخل ہے، مثلاً کسی دکاندار کو قرض دیا اور کہا کہ میں تم سے روزانہ یا کبھی کبھی پان کھاؤں گا یا بوتل پیوں گا تو جب تم مجھے قرض واپس کر دو گے تو پھر یہ کھانے پینے کا سلسلہ بند کر دوں گا تو قرض خواہ دکاندار سے کوئی چیز کھائے پئے گا، یہ سود میں شامل ہوگی اور اس کا کھانا حرام ہوگا۔ (خلاصہ فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ: قرض پر بغیر مطالبہ اضافہ

جس کو ادھار پیسے دیئے جائیں، لوٹاتے وقت اگر وہ بغیر مطالبہ کے اضافہ کے ساتھ دے تو جائز ہے، مگر اس میں شرط یہ ہے کہ قرض کا روپیہ دینے کے بعد زیادتی الگ سے دے اور عادتاً وہ معبود نہ ہو۔

مسئلہ: سود کا پیسہ قبضہ سے بھی ملک میں نہیں آتا، لہذا سود خور سود کا مالک نہیں، اس صاحب پر لازم ہے کہ مقروض کو (رقم) واپس کرے کیونکہ یہ حق العباد ہے، توبہ سے معاف نہیں۔ (تفسیر نعیمی)

### سود کو اپنا حق بتانا

قرض پر جو کچھ زیادہ لیا جائے وہ سود ہے، اگر قرض خواہ مقرض سے کہے کہ سود کی رقم مجھے دو، یہ میرا حق ہے، مجھے جائز ہے، یہ بہت اشد کلمہ ہے، قرض خواہ پر لازم ہے کہ توبہ و تجدید اسلام و تجدید نکاح کرے۔ (خلاصہ فتاویٰ رضویہ، جلد 17)

### علانیہ سود خور سے میل جول رکھنا کیسا؟

”فتاویٰ رضویہ“ جلد 17 میں ہے:

”سود خور کہ علانیہ سود کھائے اور توبہ نہ کرے، باز نہ آئے، اس کے ساتھ میل جول نہ رکھنا چاہیے، اسے شادی وغیرہ میں نہ بلایا جائے۔“

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالم قوم کے ساتھ مت

بیٹھ۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 17، کتاب الریاض)

### سود کھانے والے کی امامت ناجائز

سود دینا اور لینا دونوں حرام ہیں، اگر کوئی شخص کسی مسجد میں امامت کرواتا ہے اور اس کے باوجود وہ سود لیتا یا دیتا ہے تو اس کا امامت کرنا ناجائز ہے اور اس کے پیچھے جو نمازیں پڑھی جائیں گی، وہ مکروہ تحریمی واجب الاعداء ہوں گی، لہذا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اور اگر وہ سچی توبہ کر کے سود کا مال واپس لوٹا دے تو پھر وہ امامت کا حق دار ہے۔ (خلاصہ وقار الفتاویٰ)

### سودی رقم مسجد پر لگانا کیسا؟

سودی رقم کو مسجد یا مدرسہ میں خرچ نہیں کر سکتے، بلکہ سودی رقم مالِ خبیث ہے، اس رقم کو بلا نیتِ ثواب کسی شرعی فقیر کو دے دینا چاہیے۔

اور اگر سودی رقم مسجد پر لگا دے گا تو اس سے ادائے حکم نہ ہوگا اور نہ اس پر سے گناہ جائے گا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ”فتاویٰ رضویہ“ جلد 23 صفحہ 541 پر فرماتے ہیں:

” (سودی رقم سے) مسجد یا تالاب بنانا یا حج کرنا اصلاً ادائے حکم نہ ہوگا اور اس پر سے گناہ نہ جائے گا، ہاں خیرات کر دینے کا حکم ہے، یوں اس کی توبہ تمام ہوگی اور انشاء اللہ گناہ سے بری الذمہ ہوگا اور توبہ کرنے اور حکم شرع دربارہ تصدق بجالانے کا ثواب بھی پائے گا، اگرچہ خیرات کا ثواب نہ ہو گا۔“ (فتاویٰ رضویہ جلد 23)

### باہمی رضامندی سے بھی سود حرام رہے گا

اگر باہمی رضامندی سے سود جائز ہو سکے گا تو زنا بھی جائز ہو سکے گا اور سود بھی جائز ہو سکے گا، جب کہ سود کا مالک اس کے کھانے پر راضی ہو، اللہ ورسول کے غضب میں کسی کی رضامندی کو کیا دخل۔ صحیح حدیث میں ہے: سود کھانا تہتر (73) بار اپنی ماں سے زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے، کیا باہمی رضامندی سے تہتر (73) بار زنا جائز ہو سکتا ہے؟ (ہرگز نہیں! لہذا باہمی رضامندی سے بھی سود حرام قطعی ہی رہے گا)۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 17)

### سود کا نام بدل کر آڑھت رکھنا

بعض ساہوکار اپنے مسلمان ملازموں یا گاہکوں سے سود نہیں لیتے، بلکہ اضافہ کا لفظ بڑھا کر مسلمان کو حرام سے محفوظ کرنے کے لیے (اپنے زعم فاسد میں اس کو) آڑھت کا نام دیتے ہیں، ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں، یہ بھی حرام ہے، یاد رہے کہ سود کا لفظ فقط حرام نہیں بلکہ سود کی حقیقت حرام ہے، اسے اضافے کے لفظ سے تعبیر کرنا، نہ اسے سود ہونے سے بچالے گا نہ حرمت میں فرق آئے گا۔ (اینا)

سود سے توبہ اور سود کے مال کو واپس کیسے کریں؟

سود کے مال سے صرف توبہ کافی نہیں کیونکہ حق العباد ہے توبہ سے معاف نہیں ہوتا بلکہ توبہ کے ساتھ ساتھ سود کا مال جو لیا ہے جن جن سے جتنا لیا ہے وہ واپس کرنا ہو گا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ”فتاویٰ رضویہ“ میں اس مسئلے کی وضاحت یوں فرماتے ہیں کہ

”مگر وہ مال سودِ ملکِ خبیث ہے اس (سود لینے والے) شخص پر فرض ہوتا ہے کہ ناپاک مال جن جن سے لیا ہے انہیں واپس دے وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو دیں وہ بھی نہ ملے تو تصدق (صدقہ) کر دے بہر حال اپنے حوائج (ضروریات) میں خرچ کرنا حرام ہو جاتا ہے (اور اگر توبہ کے بعد) وہ اب بھی سود کھا رہا ہے تو اس کی توبہ جھوٹی ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ)

مالِ حرام پر نیتِ ثواب کفر ہے

ابھی یہ مسئلہ گزرا کہ جس شخص سے سود لیا وہ اور اس کے وارث نہ ملے تو اتنا مال بلا نیتِ ثواب فقراء کو دے دیا جائے گا اس کو اپنے صرف میں لانا حرام ہے۔ علماء کرام نے اس میں ”بلا نیتِ ثواب“ کی قید لگائی ہے کیونکہ مالِ حرام کو صدقہ کرنے کے بعد ثواب کی امید رکھنا کفر ہے۔

”فتاویٰ رضویہ“ جلد 21 میں ہے:

”علماء فرماتے ہیں: جو مالِ حرام سے تصدق (صدقہ) کر کے اس پر

ثواب کی امید رکھے کافر ہو جائے۔ خلاصہ میں ہے:

رجل تصدق من الحرام ویرجوا الثواب یکفر۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 17)

یعنی کسی شخص نے مالِ حرام سے صدقہ کیا اور اس پر ثواب کی امید رکھتا ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

پھر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ”فتاویٰ رضویہ“ جلد 23 میں فرماتے ہیں محیط و عالمگیر یہ کے حوالے سے:

تصدق علی الفقیر شیئا من المال الحرام ویرجوا الثواب

کفر ولو علم به الفقیر ودعا له وامن المعطى کفرا۔

یعنی کسی نے مالِ حرام میں سے کچھ فقیر پر صدقہ کیا اس حال میں کہ وہ اس سے ثواب کی امید کرتا ہے تو کافر ہو گیا اور اگر فقیر کو معلوم ہو کہ یہ مالِ حرام ہے اس کے باوجود اس (فقیر) نے دینے والے کو دعا دی اور دینے والے نے اس پر آمین کہی تو دونوں کافر ہو گئے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!)

(فتاویٰ رضویہ جلد 21)

”فتاویٰ نعیمیہ“ جلد 1 میں ہے کہ

”سودی پیسے سے خریدا ہوا سامان گھر کے برتن بلکہ اگر خالص سود سے گھر بھی خریدا ہے تو وہ بھی غریب کو دے دے اور جلد از جلد جہنم کے گہوارے اور آگ کے جلنے سے بچے۔“ (وباللہ التوفیق)

یہ ان نوٹوں اور مالوں کا ذکر ہے جو کسی شخص یا بینک کے سود فنڈ سے نکلوا یا جا

چکا ہے، لیکن آئندہ ایسا نہ کرے نہ کسی شخص سے سود لے کر اور نہ ہی بینک سے نکلوا کر

غریبوں کو بانٹے کہ اس کا لینا اور دینا اور نکلوانا ہی حرام ہے۔ (فتاویٰ نعیمیہ جلد 1، باب الربا)

اگر سود خور کے پاس توبہ کے بعد پیسے موجود نہ ہوں تو.....

اگر کوئی شخص سود لیتا رہا اور کھاتا رہا تو جب اسے سود کی وعیدوں کا پتہ چلا تو چوٹ

لگی اور شرمندہ ہو کر سود و رشوت سے سچی توبہ کی اور آئندہ حرام مال کمانے کھانے



سے بچنے کا پکا ارادہ کیا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ جتنی رقم جس جس شخص سے سود و رشوت وغیرہ سے حاصل کی، توبہ کے بعد اس شخص تک یہ رقم لوٹانا واجب ہے، اگر وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں تک پہنچادے، اگر کسی کا بھی پتا نہ چلے تو اتنی رقم بلا نیت ثواب کسی مستحق زکوٰۃ کو دے دے اور اگر اس کے پاس سود و رشوت وغیرہ سے حاصل شدہ رقم ہے ہی نہیں، وہ اس کو خرچ کر چکا ہے اور اب اتنی رقم ادا کرنے سے عاجز ہے تو وہ سچی توبہ کے بعد اس رقم کے مالکوں سے رابطہ کر کے ان سے اس رقم کی معافی کا مطالبہ کرے، اگر وہ معاف کر دیں تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں رہے گا اور اگر وہ معاف نہ کریں تو ان کو اتنی رقم دینا لازمی ہوگا کہ یہ حقوق العباد میں شامل ہے اور حقوق العباد میں توبہ کے ساتھ ساتھ بندے سے بھی معافی مانگنی ہوتی ہے یا اس کی جس چیز کا نقصان کیا یا اس کی رقم حرام ذرائع سے حاصل کی تو اس کو بھی پورا کرنا ہوتا ہے لہذا اب ایک ہی بار ساری رقم دے یا اقساط میں وہ رقم ادا کر کے خلاصی حاصل کرے۔

واللہ ورسولہ اعلم! (عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم)

اگر کوئی سود لیتا رہا، پھر مر گیا

اس کے متعلق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ”وارث کو اگر معلوم ہو کہ اس کے مورث (جو میراث چھوڑ کر مرا) نے فلاں فلاں شخص سے اتنا مال حرام لیا تھا تو انہیں پہنچادے اور اگر یہ سب معلوم ہو کہ بعینہ یہ روپیہ جو اس صندوق یا تھیلی میں ہے، خالص مال حرام ہے تو اسے فقراء پر تصدق (صدقہ کرنے) اور اگر سب (پیسہ) مخلوط (حرام اور حلال دونوں) ہے اور جن سے لیا وہ بھی معلوم نہیں تو وارث کے لیے (وہ مخلوط پیسہ) جائز ہے اور بچنا افضل ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 17)

## کیا سودی رقم پر زکوٰۃ ہوگی؟

ہمارا موضوع زکوٰۃ کا نہیں، لیکن یہاں زکوٰۃ کے جدید مسائل بیان کرنا مقصود ہے، مثلاً بینک میں پڑی رقم، جی پی فنڈ، سودی رقم اور مالی تجارت وغیرہ پر زکوٰۃ لگتی ہے کہ نہیں؟ زکوٰۃ کی فرضیت قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور نہ دینے والوں کے خلاف وعیدیں بھی موجود ہیں۔

”مسند امام احمد بن حنبل“ کی حدیث پاک میں ہے کہ  
 ”اپنے مال کی زکوٰۃ نکال کہ وہ پاک کرنے والی ہے، تجھے پاک کر دے گی۔“

اور زکوٰۃ نہ دینے کے بارے میں حدیث پاک میں ہے کہ  
 ”خشکی و تری میں جو مال ضائع ہوا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے تلف ہوا ہے۔“

ہمارے معاشرے میں اکثر لوگ یا تو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اگر کرتے بھی ہیں تو پوری ادا نہیں کرتے، اگر ہمارے ملک کے تمام امراء شریعت پر عمل کرتے ہوئے اپنی زکوٰۃ پوری ادا کریں تو پاکستان میں غربت کی سطح نیچے آ جائے۔

## سودی آمدنی پر زکوٰۃ نہیں

”سود مالِ خبیث ہے جس کو لوٹانا (اس کے مالک کے پاس) واجب ہے، اس کا مالک مالک نہیں، بلکہ غاصب ہے اور جب ملکیت ثابت نہیں تو اس کی زکوٰۃ بھی نہیں، اگرچہ وہ مالِ خبیث نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب سے بھی زیادہ ہو جائے اور اس پر سال بھی گزر جائے۔“

(فتاویٰ یورپ، کتاب الزکوٰۃ)

## مالِ حرام پر زکوٰۃ

جس کا کل مال حرام ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی کیونکہ وہ اس مال کا مالک ہی

نہیں ہے۔

درمختار میں ہے:

”اگر کل مال حرام ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں“۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”چالیسواں حصہ دینے سے وہ مال کیا پاک ہو سکتا ہے جس کے باقی

انتالیس حصے ناپاک ہیں“۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 19)

ایسے شخص پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور مالِ حرام سے نجات حاصل کرے۔

## رہن (گروی) رکھے گئے زیور کی زکوٰۃ

رہن رکھے زیور کی زکوٰۃ نہ رکھنے والے (مرہن) پر ہے نہ رکھوانے والے

(راہن) پر کیونکہ رکھنے والے کی ملک نہیں اور رکھوانے والے کے قبضے میں نہیں

اور جب رہن رکھنے والا اس زیور کو واپس لے گا تو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ اس پر واجب

نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 10)

## مالِ تجارت کی زکوٰۃ

مالِ تجارت اس مال کو کہتے ہیں جسے بیچنے کی نیت سے خریدا گیا ہے اور اگر

خریدنے یا میراث میں ملنے کے بعد تجارت کی نیت کی تو اب وہ مالِ تجارت نہیں

کہلائے گا۔

مثلاً زید نے موٹر سائیکل اس نیت سے خریدی کہ اسے بیچ دوں گا اور نفع کماؤں

گا، تو یہ مالِ تجارت ہے اور اگر اپنے استعمال کے لیے خریدی تھی، اس وقت بیچنے کی

نیت نہیں تھی صرف استعمال کی تھی، مگر خریدنے کے بعد نیت کر لی کہ اچھے دام ملیں گے

تو بیچ دوں گا یا پختہ نیت ہی کر لی کہ اب اس کو بیچ ڈالنا ہے تب بھی زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی کیونکہ خریدتے وقت کی نیت پر زکوٰۃ کے احکام مرتب ہوں گے۔ (فیضانِ زکوٰۃ)

### مال تجارت کے نفع پر زکوٰۃ

زکوٰۃ مال تجارت پر فرض ہوگی نہ صرف نفع پر بلکہ سال مکمل ہونے پر نفع کی موجودہ مقدار اور مال تجارت دونوں پر زکوٰۃ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 10)

### مال تجارت کی زکوٰۃ کا حساب

مال تجارت کی زکوٰۃ دینے کے لیے اس کی قیمت لگوائی جائے پھر اس کا چالیسواں حصہ (یعنی 2.5%) زکوٰۃ دے دی جائے۔ (فتاویٰ امجدیہ جلد 1)

### ادھار میں لیا ہوا مال

ادھار میں لیے ہوئے مال کو اصل مال سے تفریق کر کے جو باقی بچے اس کی زکوٰۃ ادا کرے۔

### ایڈوانس پر زکوٰۃ

کرائے پر دکان یا مکان لینے کے لیے ایڈوانس دیا، نصاب میں شامل ہوگا کیونکہ دکان یا مکان کرائے پر لینے کے لیے دیا جانے والا ایڈوانس یا ڈپازٹ ہمارے عرف میں قرض کی ایک صورت ہے لہذا یہ بھی شامل نصاب ہے۔ (وقار الفتاویٰ جلد 1)

### بیعانہ میں دی گئی رقم پر زکوٰۃ

ہمارے ہاں بیعانہ زر ضمانت کے طور پر عموماً خرید و فروخت سے پہلے اس لیے دیا جاتا ہے کہ اس چیز کو ہم ہی خریدیں گے یہ بیعانہ محض امانت یا اجازت استعمال کی صورت میں قرض ہوتا ہے دونوں صورتوں میں یہ بیعانہ بھی شامل نصاب ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 10)

### امانت میں دی گئی رقم پر زکوٰۃ

مالک کی اجازت سے امانت کی رقم خرچ کی تو اس کی زکوٰۃ مالک کے ذمے

ہے۔ (حبیب الفتاویٰ)

### انشورنس کی رقم پر زکوٰۃ

انشورنس میں جمع کروائی گئی رقم اگر تنہا یا دیگر اموال سے مل کر نصاب کو پہنچتی ہے تو

اس پر بھی زکوٰۃ ہوگی۔

### پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ

چونکہ یہ فنڈ مالک کی ملک ہوتا ہے اس لیے اگر ملازم مالک نصاب ہے تو جب

سے یہ رقم جمع ہونا شروع ہوئی، اسی وقت سے اس رقم کی بھی زکوٰۃ ہر سال فرض ہوتی

رہے گی۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد اول)

لیکن ادائیگی اس وقت واجب ہوگی جب مقدار نصاب کا کم از کم پانچواں حصہ

وصول ہو جائے۔ (فتاویٰ فقہ ملت جلد ۱)

### بینک میں جمع کروائی گئی رقم پر زکوٰۃ

بینک میں رقم اگرچہ امانت کے طور پر رکھوائی جاتی ہے مگر ہمارے عرف میں

قرض شمار ہوتی ہے کیونکہ دینے والے کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی رقم بینک انتظامیہ

کا روبرو وغیرہ میں لگائے گی چنانچہ اس رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی مگر ادا اس وقت کی

جائے گی جب نصاب کا کم از کم پانچواں حصہ وصول ہو جائے۔

(فتاویٰ امجدیہ کتاب الزکوٰۃ جلد ۱)

فقیر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ امجدیہ

کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ

”آسانی اسی میں ہے کہ جتنے روپے جمع ہوں سب کی زکوٰۃ سال بہ سال دیتا جائے، معلوم نہیں کب موت آئے اور وارثین زکوٰۃ دیں نہ دیں، شیطان کو بہکاتے دیر نہیں لگتی۔“

### کمپنی کی رقم پر زکوٰۃ

کمپنی کا معاملہ بھی قرض کی طرح ہے، لہذا دیکھا جائے گا کہ اس کو کمپنی مل چکی یا نہیں؟ پوری کمپنی ملنے کی صورت میں اس کی بھری ہوئی رقم پر زکوٰۃ ہوگی، جتنی رقم بھرنا باقی ہے وہ نصاب میں شامل نہیں ہوگی کیونکہ یہ اس پر ایک طرح سے قرض ہے اور اگر کمپنی نہیں ملی تو نصاب پورا ہونے اور دیگر شرائط زکوٰۃ پائے جانے کی صورت میں سال گزرنے پر زکوٰۃ فرض ہو جائے گی، لیکن ادائیگی اس وقت لازم ہوگی جب مقدار نصاب کا کم از کم پانچواں حصہ وصول ہو جائے، لہذا اس وصول شدہ حصے کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ (فتاویٰ اہلسنت، سلسلہ نمبر 4)

### کرائے پر دیئے گئے مکان پر زکوٰۃ

وہ مکانات جو کرائے پر اٹھانے (دینے) کے لیے ہوں، اگرچہ پچاس کروڑ کے ہوں ان پر زکوٰۃ نہیں ہے، ہاں! ان سے حاصل ہونے والا نفع تنہا یا دیگر مال کے ساتھ ملا کر نصاب کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ کی دیگر شرائط پائے جانے پر اس پر زکوٰۃ دینا ہوگی۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 10)

### کرائے پر چلنے والی گاڑیوں اور بسوں پر زکوٰۃ

کرائے پر چلنے والی گاڑیوں یا بسوں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، ہاں ان کی آمدنی پر فرض ہوگی۔ (فتاویٰ فقہ ملت، جلد 1)

### گھریلو سامان پر زکوٰۃ

جس کے پاس ٹی وی، کمپیوٹر، فریج اور واشنگ مشین (اوون، اے سی) وغیرہ

ہوں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی اس لیے کہ یہ سب گھریلو سامان ہیں، خواہ انہیں استعمال کرتا ہو یا نہیں کیونکہ یہ مالِ نامی نہیں ہیں۔ (وقار الفتاویٰ جلد دوم)

### دکان کی زکوٰۃ

کاروبار کے لیے دکان خریدی تو شامل نصاب نہیں ہوگی۔ ”فتاویٰ شامی“ میں

ہے:

”دکانوں اور جاگیروں میں (زکوٰۃ نہیں)۔“

### سونے چاندی کا نصاب

سونے کا نصاب بیس مثقال یعنی ساڑھے سات تولے ہے جبکہ چاندی

کا نصاب دو سو درہم یعنی ساڑھے باون تولے ہے۔ (بہار شریعت جلد 1 حصہ 5)

### کتنی زکوٰۃ دینا ہوگی؟

نصاب کا چالیسواں حصہ (یعنی 2.5%) زکوٰۃ کے طور پر دینا ہوگا۔

(فتاویٰ امجدیہ جلد 1)

### زکوٰۃ سے بچنے کے لیے بینک میں خود کو شیعہ لکھوانا

شیعہ ایسا گروہ ہے کہ جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا منکر ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ ساجدہ رضی اللہ عنہا جن کی برأت میں قرآن کریم کی آیات بینات نازل ہو چکی ہیں اب بھی ان پر تہمتیں لگاتے ہیں اس کے علاوہ تمام لغویات کا اعتقاد رکھتے ہیں اس لیے شامی، فتاویٰ عالمگیری اور دیگر فتاویٰ کی تمام کتابوں میں ان کے کافر ہونے کا حکم لکھا ہے تو جو شخص یہ کہے کہ میں شیعہ ہوں تو وہ اسی وقت اسلام سے خارج ہو جائے گا اسے توبہ کرنی چاہیے اور تجدیدِ ایمان کے ساتھ اگر شادی شدہ ہو تو تجدیدِ نکاح بھی کرنا لازم ہے۔ (وقار الفتاویٰ جلد دوم)

یہ مسئلہ بینک سے متعلق بھی تھا زکوٰۃ سے بچنے کے لیے اپنے ایمان کو ضائع کرنا خود کو برباد کرنا ہے اس لیے اس کو یہاں ذکر کرنا مناسب سمجھا، آج کل کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو بینک میں زکوٰۃ کی کٹوتی سے بچنے کے لیے خود کو شیعہ ظاہر کر دیتے ہیں اس لیے کہ ہمارے مال سے زکوٰۃ کی کٹوتی نہ ہو اس طرح یہ لوگ دنیا کے ذلیل مال کے بدلے اپنے قیمتی ایمان کو ضائع کر دیتے ہیں۔

(العیاذ باللہ تعالیٰ!)

یہ ہر طرف کیوں اندھیرا چھائے جاتا ہے  
دیکھ کر اس کو میرا دل گھبرائے جاتا ہے  
یہ کون ہے جس کو ہے صرف دنیا کی ہوس  
دین سے ہائے یہ کیوں دور جائے جاتا ہے  
آئی باری جب زکوٰۃ کی نہ تو نے کبھی خیرات کی  
دے کر چند ٹکے فقیروں کو خود کو منائے جاتا ہے

(اشیر قادری)

### بینک سے زکوٰۃ کی کٹوتی کا حکم

حکومت مال زکوٰۃ وصول کر کے جس طرح خرچ کرتی ہے وہ (طریقہ) صحیح نہیں ہے، زیادہ روپیہ ایسی جگہ خرچ کیا جاتا ہے جہاں کوئی مالک نہیں ہوتا (اور زکوٰۃ کے مال کو کسی کی ملکیت کر دینا شرط ہوتا ہے) لہذا زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ (وقار الفتاویٰ جلد دوم)

لہذا شرعی احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اپنی زکوٰۃ شریعت کے مطابق خود ادا کی جائے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ بینک سے پیسے نکال کر زکوٰۃ خود ادا کرنے، جبکہ حکومت کی طرف سے اس کی اجازت مل گئی ہے کہ سنی اپنی زکوٰۃ خود ادا کر سکتا ہے۔

(ملخصاً، تفہیم المسائل جلد ۱)



### سود کے دینی و دنیاوی نقصانات

(1) سود میں دوسرے کا مال بلا عوض لیا جاتا ہے یہ ظلم ہے، مثلاً کسی نے ایک روپیہ کے عوض دو روپیہ لیے، روپیہ تو روپیہ کے بدلے ہو گیا، دوسرا روپیہ بلا عوض دیا، یہ ظلم ہے۔

(2) سود سے تجارت بند ہونے کا قوی اندیشہ ہے کہ جب سود خور کو بلا محنت اور بلا خوف و خطر نفع ملے گا تو وہ تجارت کی محنت اور اس کے خطرات کیوں برداشت کرے گا، تجارت بند ہونے سے عالم برباد ہو جائے گا۔

(3) سود سے پرانی محبت اور مروت ختم ہو جاتی ہے، سود خور میں خونخواری پیدا ہوتی ہے کہ مقروض بھائی کی تباہی بخوشی گوارا کرتا ہے بلکہ اس پر خوش ہوتا ہے۔

(4) سود سے صد ہا غرباء اور متوسط الحال لوگوں کو تباہ کر کے ایک مہاجن کا گھر بھرا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ غرباء کی بربادی عالم کی تباہی ہے۔

(5) تاجروں کے دن رات دیوالیہ سود کی بدولت ہوتے ہیں، اگر یہ لوگ سود قرض لے کر طاقت سے زیادہ کام نہ کریں تو اس طرح تباہ نہ ہوں۔

(6) بلکہ سود خود اپنے آپ پر اور بال بچوں پر بھی خرچ نہیں کرتا، مال بچا کر خود پر اٹھاتا ہے جس سے خود اس کی زندگی برباد ہو جاتی ہے۔

(7) سود خور قرض دینا گوارا نہیں کرتا، صدقہ و خیرات سے جی چراتا ہے کیونکہ ہر وقت پیسہ پر اس کی نگاہ رہتی ہے کہ اس سے چار پیسہ بنائے جاسکتے ہیں۔

(8) کسی مجرم کو رب تعالیٰ نے اعلان جنگ نہیں دیا، سوائے سود خود کے کہ اعلان جنگ فرمایا:

ترجمہ: اللہ و رسول سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔

(9) سود کے مال میں برکت نہیں رہتی جس (مال) میں سود کا مال شامل ہوتا ہے، وہ

مال بھی ضائع ہو جاتا ہے۔

(10) جو لوگ سو دخور کے ہاتھ تباہ ہوئے، دن رات اس پر لعنت کرتے، بدو عادی

ہیں۔

(11) سو دخوری کی وجہ سے آدمی بغیر کسی عمل کے پیسے کمانے کا عادی ہو جاتا ہے۔

(12) سو دخور سو دکھانے کے لیے حیلے بہانے کرنے کی وجہ سے قیامت کے دن

کتوں اور خنزیریوں کی شکل میں اٹھائے جائیں گے۔ (تفسیر نعیمی)

مسئلہ: مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ ”تفسیر نعیمی“ میں فرماتے ہیں:

”مسائل شرعیہ میں بے علمی عذر نہیں، لہذا جو بے علمی میں سو دلیتار ہا وہ

گنہگار ہے۔“

پیارے اسلامی بھائیو!

آپ نے مفتی صاحب کا فرمان پڑھا کہ مسائل شرعیہ میں بے علمی عذر نہیں،

لیکن افسوس! آج کل اکثر لوگ شریعت کے بنیادی مسائل سے بھی نا آشنا ہیں، آج

ہمارے معاشرے میں ایک تعداد ایسے مسلمانوں کی ہے جو وضو و غسل جیسے بنیادی و

ضروری مسائل تک نہیں جانتے، اگر کسی کا غسل نہ اترتا تو وضو اور نماز بھی نہیں ہوں گے،

وہ ایسے ہی ہے جیسے جنبی (یعنی ناپاک) شخص پاک بارگاہ میں کھڑا ہے، یہ جتنی بھی

نمازیں پڑھے کوئی قبول نہیں، بلکہ الٹا گناہ ہے۔ مجھے حیرت در حیرت ہوتی ہے ایسے

لوگوں پر جن سے پوچھا جائے کہ آپ کی دنیوی تعلیم کتنی ہے؟ تو فخر سے کہتے ہیں کہ

میں ڈاکٹر ہوں، میں انجینئر ہوں، یا میں نے (CSS) مقابلہ کا امتحان دیا ہے، یا

میں M.S.C کیمسٹری ہوں، یا میں نے M.A. انگلش کیا ہے، لیکن جب انہی لوگوں

سے پوچھا جائے کہ کیا آپ کو غسل کا صحیح طریقہ آتا ہے؟ کیا آپ کو نماز کی شرائط و

فرائض آتے ہیں؟ تو افسوس کی بات یہ ہے کہ ”ہاں“ کی جگہ ان سے ”نہیں“ کا

جواب آتا ہے۔ ایک قاعدہ آپ اپنے ذہن میں بٹھالیں، شریعت کے تمام مسائل ہر شخص پر سیکھنا فرض نہیں بلکہ اگر کسی انسان پر نماز فرض ہوئی تو نماز کے متعلق اتنے مسائل جان لینا کہ نماز کے فرائض ادا ہو جائیں اتنا علم حاصل کرنا فرض ہے اور اتنا علم حاصل کرنا کہ نماز کے واجبات ادا ہو جائیں اتنا واجب ہے، رمضان کے روزے فرض ہوئے حج فرض ہوا، زکوٰۃ فرض ہوئی، نکاح ہوا، تجارت کی، تو جب جب جو آدمی ان معاملات سے گزرے گا، اس کو اتنا علم حاصل کرنا فرض عین ہوگا کہ فرائض ادا کر سکے اور انسان گناہ سے بچ جائے۔ وعلیٰ ہذا القیاس!

لیکن افسوس تو یہ ہے کہ آج کل حرام حلال کی کسی کو پرواہ ہی نہیں، بس پیسہ آنا چاہیے چاہے حرام کا ہی کیوں نہ ہو، ہر کوئی اپنی مستی میں مست ہے، نہ دنیا کی فکر نہ عقبی کی، انہی حالات کو دیکھ کر شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال نے کہا تھا:

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلمان نابود  
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود؟  
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود  
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود!

یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو  
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟

کون ہے تارکِ آئین رسولِ مختار؟  
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار؟  
کس کی آنکھوں میں سما یا ہے شعائرِ اغیار؟  
ہو گئی کس کی جگہ طرزِ سلف سے بیزار؟

قلب میں سوز نہیں، روح میں احساس نہیں  
کچھ بھی پیغامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تمہیں پاس نہیں  
ایک اور جگہ ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں:

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ  
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

ایک جگہ اکبر الہ آبادی مسلمانوں کی عیاشی دیکھ کر ان سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں:  
تم شوق سے کالج میں پھلو، پارک میں پھولوں  
جائز ہے غباروں میں اڑو چرخ پہ جھولو  
بس ایک سخن بندہ عاجز کا رہے یاد  
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

## سود کے بارے سوال و جواب

سوال: جو شخص سود میں بُری طرح پھنس چکا ہو وہ کیا کرے؟

جواب: وہ اپنے اندر اللہ عزوجل کا خوف پیدا کرے اور سوچے کہ یہ مال حرام جو میں کما رہا ہوں، اسی مال کی وجہ سے مجھے سکون نہیں ملتا، اسی حرام مال کی وجہ سے میرے مال سے برکت اٹھ گئی ہے، اسی مال کی وجہ سے میری اولاد میرا کہنا نہیں مانتی، یہی وہ مال ہے جس نے میری دنیا بگاڑ کر رکھ دی اور اسی مال کی وجہ سے میں جہنم میں جاؤں گا تو راہِ نجات توبہ کر کے مالِ حرام ان کے مالکوں تک لوٹا دینے میں ہے۔

سوال: جن لوگوں سے سود لیا، انہیں واپس کرے گا تو بہت بڑی رقم اس کے مال سے

۱۔ یہ ان مسلمانوں کو شرم دلا رہے ہیں جو غفلت میں ڈوبے ہیں۔

۲۔ ایک بات کلام

نکل جائے گی اور اس کا نقصان ہوگا؟

جواب: ہرگز نہیں! اس کا نقصان نہیں بلکہ دنیا و آخرت میں اس کا فائدہ ہوگا، مثال کے طور پر پچاس لاکھ روپے اس کے پاس ہیں اور اس میں پچیس لاکھ سود کا ہے جو لوگوں کو واپس کرنا ہے تو پچیس لاکھ لوگوں کو دینے کے بعد باقی پچیس لاکھ بیچ جائے گا، وہ اس کا مالک ہے، حلال طریقے سے کاروبار کرے انشاء اللہ! یہی پچیس لاکھ اسے پچاس لاکھ سے بہتر فائدہ دیں گے اور ان میں برکت بھی پیدا ہوگی، سکون بھی ملے گا۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ سود اگرچہ حرام ہے، لیکن سودی کاروبار کرنے والے تو کروڑوں میں کھیل رہے ہیں؟

جواب: آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے مگر کاروبار یہ زیادتی عارضی اور چند روزہ ہوتی ہے، پہلے کاروبار بہت چمکتا ہے، لیکن پھر بالآخر تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ ”سود اگرچہ بہت ہو مگر انجام کمی کی طرف لوٹتا ہے“۔ سود کا لغوی معنی ہی زیادتی ہے تو پہلے پہل واقعی سودی کاروبار میں اضافہ ہوتا ہے، لیکن ایک دن ایسا بھی آتا ہے کہ اس کا سودی کاروبار تباہ و برباد ہو جاتا ہے، سودی رقم اصل رقم جو حلال کی ہوتی ہے اسے بھی بہالے جاتی ہے۔

”مرآة المناجیح“ جلد 4 میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: سود کا انجام قلت و ذلت ہے، اس کا بہت تجربہ ہے۔ فقیر نے بڑے بڑے سود خور برباد بلکہ ذلیل و خوار ہوتے دیکھے۔

بعض جلد اور بعض دیر سے سود کا پیسہ اصل مال بھی لینے و برباد کرنے آتا ہے۔

سوال: فلاں شخص کے پاس کچھ نہیں تھا، اس نے سود پر قرضہ لیا اور کاروبار کیا اور اب وہ لاکھوں میں ہے؟

جواب: ہاں! کافی لوگوں کے ساتھ ایسا ہوتا ہے کہ وہ وقتی طور پر امیر ہو جاتے ہیں، لیکن ان حرام خوروں کو دیکھ کر کوئی دھوکہ نہ کھا جائے، اللہ تعالیٰ ان کو ڈھیل دے دیتا ہے، لیکن جب پکڑ فرماتا ہے تو سخت پکڑ فرماتا ہے، سود کا انجام دنیا و آخرت میں بھیانک ہے۔

سوال: کیا کبھی سود خور کے ساتھ ایسا بھی ہوا ہے کہ وہ بالکل کنگال ہو گیا یا دنیا میں ہی اس کا بھیانک انجام ہوا؟

جواب: ہاں! بہت سے واقعات ایسے ہیں، ابھی پچھلے سوال میں آپ نے مفتی صاحب کا فرمان پڑھا اور میں خود ایسے لوگوں کو جانتا ہوں کہ وہ سودی کاروبار سے چند روز امیر ہو گئے، لیکن آخر کار ان کا کاروبار تباہ و برباد ہو گیا اور وہ کوڑی کوڑی کو ترے۔

اور ملتان کے حکیم کا واقعہ اور دیگر واقعات اسی کتاب میں خود آپ پڑھ لیجئے کہ سود خوروں کا انجام بد کیسا ہوا۔

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنی پناہ میں رکھے آمین!

سوال: کچھ لوگ اچھے خاصے امیر ہوتے ہیں، پھر بھی وہ سودی کاروبار کرتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس کی ایک وجہ نہیں بلکہ کئی وجوہات ہیں، ایک یہ ہے کہ سب سے بڑھ کر دنیا کی محبت جو دلوں میں آشکار ہو چکی ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ ”دنیا کی محبت ہر بُرائی کی جڑ ہے“۔

یہی حب دنیا انسان سے ایسے ایسے کام کروا دیتی ہے جس سے انسان دنیا و آخرت میں برباد ہو جاتا ہے۔

دوسری وجہ مال و دولت کی محبت ہے جو دل میں گر کر چکی ہے، جتنا زیادہ مال

انسان کے پاس ہوتا ہے وہ اور بھی زیادہ حریص مال ہوتا جاتا ہے۔  
 حدیث پاک میں ہے کہ ”اگر کسی انسان کے پاس سونے کی دو وادیاں ہوں تو وہ  
 تیسری کی تمنا کرتا ہے انسان کا پیٹ مٹی ہی بھر سکتی ہے“۔ مال کی بے جا محبت  
 اور اسے گن گن کر رکھنا اس کو خرچ نہ کرنا اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرنا مذموم ہی مذموم  
 ہے۔ حلال میں جب حرام داخل ہوتا ہے تو برکت اٹھ جاتی ہے اور نحوست  
 آ جاتی ہے لہذا جو ایسا کرتے ہیں کہ اچھی خاصی رقم ہونے کے باوجود سودی  
 کاروبار کرتے ہیں تو وہ تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

سوال: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دنیا سود کے بل بوتے پر بہت ترقی کر گئی اور اگر ہماری  
 حکومت سود نہ لے تو بہت تنزلی میں جائے؟

جواب: یہ صرف اپنے زعم فاسد کے خیالاتِ فاسدہ ہیں، جن کی کوئی حقیقت نہیں، وہ  
 ملک جو سود میں پھنسے ہیں وہ دراصل ترقی میں نہیں خود تنزلی میں ہیں۔ اور ان کی  
 آخرت پہلے ہی برباد ہے، وہ کفار و مشرکین جتنی بھی سرکشی کر لیں، انہوں نے تو  
 جہنم میں ہی جانا ہے۔

لیکن اے مسلمان! تو ان کو اپنا آئیڈیل مت بنا! ان کے نقش قدم پر مت جا! وہ  
 تو جہنم کے راستے پر چل رہے ہیں۔

تو اپنے دین کے راستے پر چل جو جنت کا راستہ ہے، اپنے اسلاف کے راستے پر  
 چل تا کہ ترقی حاصل ہو۔ ”تفسیر نعیمی“ میں ہے:

”حلال میں برکت ہے، حرام میں بے برکتی، سود خور اگرچہ مالدار ہو جائے مگر  
 برکت سے محروم ہے، کتیا سال میں چھ بچے دیتی ہے اور کوئی ذبح نہیں ہوتا،  
 بکری، گائے، بھینس سال میں ایک یا دو بچے دیتی ہے اور روزانہ ہزاروں ذبح  
 ہوتے ہیں، مگر ریوڑ بکری اور گائے، بھینس کے نکلتے ہیں، نہ کہ کتے کے کیونکہ وہ

حلال ہیں (گائے وغیرہ) اور یہ حرام۔ خیال رہے کثرت و برکت میں فرق ہے۔ کثرت کے معنی زیادتی، برکت کے معنی جم جانا، نہ ٹکنا، تھوڑی سی نعمت مبارک ہو تو بہت فائدہ دیتی ہے، برکت والی تھوڑی سی بارش رحمت ہے اور کثرت کی بارش کبھی عذاب بھی بن جاتی ہے، یوں یہ سود سے اگرچہ مال کی کثرت ہو جاتی ہے اور یہ کثرت بھی باعثِ عذاب ہے، لہذا اس سے برکت مٹ جاتی ہے۔“

سوال: اس طرح تو لوگ سوچیں گے کہ سود سے بچ کر کیسے ترقی ملے گی جبکہ ہمارے پاس روپے کم ہوں گے؟

جواب: یہ گمانِ بد ہے، بظاہر حکومت کے پاس دولت کم ہوگی، لیکن سود سے بچنے کی صورت میں برکت زیادہ ہوگی تو کم رقم بھی زیادہ رقم سے زیادہ کام کرے گی، پاکستان آج تنزلی کی طرف کیوں جا رہا ہے، یہ غیر مسلم کیونٹی سے کیوں ڈرتا ہے، اس کی یہی وجہ ہے کہ یہ ان سے قرضے لے کر سود کے نیچے پھنسا ہے اور مشہور عربی مقولہ ہے:

الانسان عبد الاحسان۔

یعنی انسان احسان کا غلام ہے۔ جو اس پر احسان کرے تو یہ اس کی بات بھی مانتا ہے۔

سوال: بینک میں سیونگ اکاؤنٹ کیا اس نیت سے کھلوا سکتے ہیں کہ اس سے جو سودی رقم ملے گی وہ میں بلا نیتِ ثوابِ غرباء میں تقسیم کروں گا؟

جواب: بینک میں سودی اکاؤنٹ کھلوانا ہی گناہ ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ”فتاویٰ رضویہ“ میں فرماتے ہیں: ”جس چیز کا دینا حرام ہے اس کا لینا بھی حرام ہے۔“

یہ صورت علماء کرام نے اس لیے بیان فرمائی کہ اگر کسی کے مالِ حلال میں سودی



رقم آئے یا مالِ حرام آئے تو اسے اس کے مالک تک پہنچاؤ، اگر وہ نہ رہا ہو تو اس کے وارثوں تک پہنچاؤ اور اگر حرام مال کے مالک کا پتہ ہی نہ ہو تو اس صورت میں یہ غلیظ رقم بلا نیتِ ثواب کسی فقیر کو دے سکتے ہیں اور اگر صورتِ مسئلہ پر عمل جان بوجھ کر کرے گا تو گنہگار ہوگا، لہذا سیونگ اکاؤنٹ میں اس نیت سے بھی رقم جمع کروانا ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## سود سے بچنے کا حیلہ

### ضروری نوٹ

علماء کرام نے سود سے بچنے کے لیے اور نفع حاصل کرنے کے لیے شرعی حیلے بیان فرمائے ہیں، جن پر عمل کر کے بندہ نفع بھی حاصل کر لیتا ہے اور گناہ سے بھی بچ جاتا ہے، لیکن اس پر عمل کرنے کے لیے پہلے علماء کرام کثر ہم اللہ تعالیٰ سے رابطہ کرنا بہت ضروری ہے تاکہ حیلہ شرعی کا صحیح طریقہ سیکھا جائے اور پھر اس پر عمل کیا جائے، اگر خود پڑھ کر خود ہی عمل شروع کر دیا تو اندیشہ ہے کہ ”سود“ کی لعنت میں مبتلا نہ ہو جائے، لہذا جس کسی نے اس میں سے کسی حیلہ پر عمل کرنا ہے تو پہلے وہ علماء اہل سنت سے رابطہ ضرور کرے اور کتاب میں مذکور حیلے دکھائے اور اچھی طرح سمجھ کر پھر عمل کرے۔

### حیلہ نمبر 1

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ”فتاویٰ رضویہ“ جلد 17 میں ”فتاویٰ قاضی خاں“ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں:

”ایک شخص کے دوسرے پردس روپے آتے تھے اس نے یہ چاہا کہ میں دس کے تیرہ کر لوں ایک میعاد تک علماء نے فرمایا کہ وہ مدیون (قرض لینے والے) سے اُن دس کے عوض کوئی چیز خرید لے اور اس پر قبضہ کر لے“

پھر وہی چیز اس مدیون کے ہاتھ سال بھر کے وعدہ پر تیرہ روپے کو بیچ ڈالے تو حرام سے بیچ جائے گا اور اس کا مثل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوا۔

### حیلہ نمبر 2

ایک شخص دوسرے سے کچھ روپے قرض مانگے، اس طور پر کہ دینے والے کو دس کے بارہ ملیں تو یوں چاہیے کہ قرض لینے والا دینے والے کے سامنے کوئی متاع (سامان) رکھے اور اس سے کہے: میں نے یہ متاع تیرے ہاتھ سو روپے کو بیچی، قرض دینے والا خریدے اور روپے اسے دے دے اور متاع پر قبضہ کر لے، پھر قرض لینے والا اس سے کہے: یہ متاع میرے ہاتھ ایک سو بیس روپے کو بیچ ڈال، وہ بیچ (سودا) کر دے تاکہ قرض لینے والے کو سو روپے مل جائیں اور اس کی متاع بھی اس کے پاس آئے اور قرض دینے والے کے اس پر ایک سو بیس لازم آئیں، اور زیادہ اطمینان و احتیاط کی بات یہ ہے کہ قرض لینے والا قرض دینے والے سے معاملہ مذکورہ کی قرارداد کر کے یوں کہہ دے کہ جو کچھ گفتگو اور شرط ہمارے آپس میں ٹھہری تھی، وہ میں نے چھوڑ دی، پھر متاع کی خرید و فروخت کرے۔

### حیلہ نمبر 3

وہ متاع (سامان) بھی قرض دینے والے کی ہو، قرض لینے والے کے پاس کوئی متاع بھی نہیں، اور دینے والا چاہتا ہے کہ دس روپے قرض دے اور کسی اور میعاد پر تیرہ روپے اس سے وصول کرے، تو قرض دینے والا لینے والے کے ساتھ کوئی متاع تیرہ روپے کو بیچے اور متاع اس کے قبضہ میں دے دے، پھر قرض لینے والا اس متاع کو کسی اجنبی کے ہاتھ دس روپے کو بیچے اور وہ متاع اس اجنبی کو دے دے، وہ اجنبی قرض دینے والے کے ہاتھ دس روپے کو بیچ ڈالے، اور وہ اجنبی اس سے دس روپے لے کر قرض

لینے والے کو دے دے، تو اجنبی پر جو قرض لینے والے کا جو دین (قرض) تھا وہ اتر جائے گا اور وہ متاع قرض دینے والے کے پاس دس میں پہنچ جائے گا اور قرض لینے والے پر اس کے تیرہ روپے ایک وعدہ پر لازم ہو جائیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 17)

## بینک کے نفع کے بارے میں مسائل

بینک میں جو روپے جمع کروائے جاتے ہیں ان پر بینک والے فیصد کے حساب سے متعین نفع دیتے ہیں۔ علماء اہل سنت و جماعت کے نزدیک یہ نفع سود اور حرام ہے اور اس نفع کے جائز ہونے پر علماء کرام کا عدم جواز (جائز نہ ہونے) کا فتویٰ ہے ہاں! مگر بینک کے اکاؤنٹ میں روپے جمع کروانا جائز ہے جس میں نہ تو نفع ہے نہ نقصان۔

### (1) بینک کا نفع سود حرام ہے

”فتاویٰ فقیہ ملت“ میں ہے کہ

”جس بینک میں روپیہ جمع کیا اگر وہ مسلمان کا ہے یا کوئی مسلمان اس میں حصہ دار ہے تو اس کی زائد رقم سود ہے اور اسے بلا ضرورت شرعی لینا حرام ہے۔“ (فتاویٰ فقیہ ملت جلد دوم)

### (2) ”فتاویٰ فیض الرسول“ میں بینک کے نفع کے بارے میں فرمایا:

”وہ بینک جو مسلمانوں کے ہوں یا مسلم و غیر مسلم دونوں کے مشترک ہوں ان سے جو زائد روپے ملے وہ یقیناً سود ہے۔“ (فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم)

### (3) مفتی وقار الدین علیہ الرحمہ بینک کے نفع کے بارے میں فرماتے ہیں:

”بینک سے ملنے والی زائد رقم خالصتاً سود ہے اس پر نفع لینا حرام ہے اگر نفع لے لیا تو بغیر نیت ثواب کسی مستحق زکوٰۃ کو یہ رقم دے دی جائے اور آئندہ اس سے

بچا جائے اور غیر سودی اکاؤنٹ میں رقم جمع کر دی جائے، سودی کھاتوں میں اکاؤنٹ کھول کر اس میں اپنا نام لکھوانا ہی گناہ ہے۔“

(وقار الفتاویٰ جلد سوم، سود کا بیان)

(4) اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”اگر کسی کمپنی میں کوئی مسلمان بھی حصہ دار ہو تو مطلقاً اس سے زیادہ روپیہ کا لینا حرام ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ جلد 17)

(5) ”فتاویٰ نعیمیہ“ میں ہے کہ

”دورِ حاضرہ کے جتنے بینک ہمارے ملک پاکستان میں رقومات عوام سے لین دین کرتے ہیں، طریقہ مرؤجہ (جو طریقہ رائج ہے) کے مطابق شرعاً وہ سب سود اور حرام ہے اور لینے والے عند اللہ مجرم ہیں۔“ (فتاویٰ نعیمیہ جلد 1، کتاب الربوا)

کس بینک سے نفع لینا جائز ہے؟

”جو بینک خالصتاً کفار کے ہوں، ان میں مسلمانوں کی شراکت نہ وہ ان سے نفع لینا جائز ہے، سود ان سے بھی لینا جائز نہیں، سود لینا دینا مطلقاً حرام ہے، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق: ”وحرّم الربوا“ اور اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کیا ہے، اور جو کفار سے نفع لیا جاتا ہے وہ شرعاً سود نہیں۔“

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اپنے فتاویٰ میں ایک حدیث پاک نقل فرماتے ہیں:

لا ربا بین المسلم والحربی .

ترجمہ: مسلمان اور حربی (کافر) کے درمیان سود نہیں۔

”فتاویٰ فیض الرسول“ میں ہے کہ

”وہ بینک جو خالص یہاں کے غیر مسلموں کے ہوں، ان سے جو زائد روپیہ ملتا ہے، اسے لینا اور اسے اپنے ہر کام میں خرچ کرنا جائز ہے۔“

ایک اور جگہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”اور جو بینک خالص کافروں کا ہے اس کا نفع لینا جائز ہے کہ وہ از روئے شرع سود نہیں اور بینک سے رقم قرض لے کر اسے زائد رقم دینا ممنوع ہے اگرچہ وہ بینک خالص کافروں کا ہو“۔ (فتاویٰ فیض الرسول)

”فتاویٰ رضویہ“ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ فرماتے

ہیں:

”بینک یا کمپنی میں اگر کوئی مسلمان حصہ دار نہیں تو سود کی نیت کرنا ناجائز ہے بلکہ یوں سمجھے کہ مال مباح بلا عذر مالکوں کی خوشی سے ملتا ہے یوں اس کے لیے اس میں فی نفسہ کوئی حرج نہیں اور اسے چاہے اپنے خرچ میں لائے چاہے کار خیر میں لگائے“۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۷، کتاب الریو)

اور قدوری میں ہے کہ

لا ربا بین المولیٰ وعبده ولا بین المسلم والحرابی فی دار الحرب۔

ترجمہ: آقا اور غلام کے مابین سود نہیں ہے اور نہ ہی مسلمان اور کافر کے درمیان (سود نہیں ہے) دار حرب میں۔

نوٹ: پاکستان کے بینکوں میں فی الوقت کوئی ایسا اکاؤنٹ نہیں جس کا نفع ہے کرنٹ اکاؤنٹ کے علاوہ فلکسڈ اور سیونگ میں سودی نفع ہوتا ہے جو کہ ناجائز ہے اس کے علاوہ بینک والے آئے دن نئی سے نئی اسکیم نکالتے ہیں اس لیے عوام پر لازم ہے وہ ہر معاملہ میں علماء سے رابطہ کریں۔

سیونگ سرٹیفکیٹ کی شرعی حیثیت

سول ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ اس سکیم میں روپیہ لگانا حرام ہے کیونکہ یہ بھی سود

کی قسم ہے۔ قرآن کریم میں سود کو مطلقاً حرام فرمایا گیا ہے۔ (وقار الفتاویٰ جلد سوم)

### ہاؤنس فنانس کی ناجائز صورت

کارپوریشن ایک شخص کو قرض دیتی ہے اور قرض لینے والا اس روپیہ سے مکان خرید کر قبضہ کر لیتا ہے تو یہ اس کا مالکانہ قبضہ ہے اب بینک دوبارہ اس سے وہی مکان خرید کر رجسٹری کرائے گا تو یہ مالک مکان اور بینک کے درمیان دوسری بیع ہے اس (بیع) کی قیمت بینک کو دینا ہے مگر قیمت دینے کی جگہ پہلے دیئے ہوئے قرضے کو قیمت قرار دے کر بیع (سودا) کرتا ہے تو یہ بیع تو ہوگئی لیکن مکان میں رہنے والے کا جو پہلے سے قبضہ تھا وہ اپنے مکان پر مالکانہ قبضہ تھا مالک سے اس کی ملک (جو مکان تھا اس کا) کرایہ وصول کرنے کی کوئی وجہ نہیں (کیونکہ بینک والے اس سے کرایہ وصول کرتے ہیں) اور بینک اپنے قبضے میں جب تک نہ لے لے اس کا کرایہ پر (مکان) دے دینا قرضہ نہیں کہلاتا ہے لہذا بینک کا قسط وار وصول کرنا اپنے قرض کو وصول کرنا ہے اور یہ (بینک والوں کا مکان کا) کرایہ وصول کرنا ناحق طریقہ پر مالک سے اس کی ملکیت کا کرایہ لینا ہے یہ اس قرض ہی کی وجہ سے وصول کیا جا رہا ہے (جو بینک نے شروع میں اسے دیا تھا)۔

فقہی اصول ہے کہ

”جس قرض کی وجہ سے کوئی نفع اٹھایا جائے گا تو وہ سود ہے“۔

لہذا یہ صورت ناجائز ہے۔

### ہاؤنس فنانس کی جائز صورت

ہاں ایک صورت جواز (جائز ہونے کی) ہو سکتی ہے کہ کارپوریشن مکان کو پہلے ہی خود بیچنے والے سے خرید کر قبضہ کرے اور اس شخص کو کرایہ پر دے دے اور اس سے اس طرح معاہدہ کرے کہ یہ مکان ایک لاکھ میں فروخت کیا جاتا ہے مگر یہ بیع (بیچنا)

اس وقت کی جائے گی جب ایک لاکھ روپیہ ادا کر دیا جائے گا، یہ قسط وار (روپیہ) دیتا رہے اور مکان کا کرایہ بھی دیتا رہے، جب ایک لاکھ روپے کی رقم ادا کر دے، اس وقت بینک اس کے نام رجسٹری کروادے۔ (وقار الفتاویٰ)

حکومت کی چند اسکیمیں اور ان کا شرعی حکم

(1) نیشنل ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹس (N.D.F.C.) نام سے ایسا ظاہر ہوتا ہے

کہ اس سے حاصل شدہ سرمائے کو قومی دفاع کی ضروریات پر خرچ کیا جاتا ہے لیکن اس پر سالانہ متفرق شرح سے منافع (جو سود کہلاتا ہے) دیا جاتا ہے۔ اس میں منافع مقرر ہوتا ہے اور نقصان کا کوئی امکان بھی نہیں ہوتا۔

(2) خاص ڈیپازٹ

(3) واپڈ ابوٹڈ

(4) سیونگ سرٹیفکیٹ

(5) بیئر سرٹیفکیٹ وغیرہ اسکیموں پر بھی سالانہ اور ماہواری منافع مقرر ہے

اور نقصان کا کوئی احتمال نہیں (بس فائدہ ہی فائدہ ہے، اگر نقصان ہوا تو ان کا ہی ہوگا، ہمارا نہیں)۔

گورنمنٹ کی یہ سب اسکیمیں جن کا ذکر ہوا، خالصتاً سودی اسکیمیں ہیں۔

ان اسکیموں کا منافع سالانہ یا ماہواری (Every Month) ایک خاص

شرح کے ساتھ مقرر ہوتا ہے جو سود میں شامل ہے اور سود حرام ہے، لہذا ان اسکیموں

سے اور دیگر آئے دن اسکیمیں جو نکلتی رہتی ہیں اور جن میں سود یا حرام کا لین دین ہوتا

ہے ان سے بچنا اور ان میں داخل ہونے سے پہلے شرعی رہنمائی حاصل کرنا بہت

ضروری و لازم ہے تاکہ گناہ سے بچا جاسکے۔

## بینک کا (P.L.S.) اکاؤنٹ

”وقار الفتاویٰ“ میں ہے:

”پی ایل ایس اکاؤنٹ بھی سود سے پاک نہیں ہے لہذا اس کا منافع جائز نہیں ہے۔“

آگے مفتی صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”یہ اکاؤنٹ بھی سودی اکاؤنٹ ہے وہ ادارے اور کمپنیاں جو نفع اور نقصان کے نام سے کام کرتی ہیں یہ سب سودی کاروبار ہے جو ناجائز اور حرام ہے یہاں تو صراحتاً سود ہے اس لیے کہ وہ شرکت کا طریقہ بھی بتاتے ہیں کہ اتنے فیصد نفع دیں گے یہی سود ہے شرکت کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ نقصان تمام روپے والے کا ہوگا اور نفع میں دونوں طے شدہ حصے کے مطابق شریک ہوں گے (لیکن یہاں پر رقم جمع کروانے والے کو صرف فلکسڈ نفع ملتا ہے نقصان کا اسے پتہ بھی نہیں ہوتا اور یہ نفع سود ہے)۔“ (وقار الفتاویٰ جلد سوم سود کا بیان)

## بینک میں نوکری (Job) کرنا کیسا؟

”وقار الفتاویٰ“ جلد سوم میں ہے کہ

”چونکہ حدیثوں میں سود کا کاغذ لکھنے والے اور اس کاغذ کی گواہی دینے والے پر بھی لعنت آئی ہے اس لیے بینک کی کوئی ایسی ملازمت جائز نہیں ہے جہاں سود کے کاغذات لکھنا پڑیں اور جن لوگوں کو سود کے کاغذات لکھنا نہیں ہوتے ہیں مثلاً دربان، پیون (Pion) اور ڈرائیور ان کی ملازمتیں جائز ہیں۔“ (وقار الفتاویٰ جلد سوم)



بینک کی نوکری (Job) کے بارے ”دارالافتاء اہل سنت“ کا فتویٰ

بینک کی وہ نوکری جس میں سودی معاملات میں شریک ہونا پڑتا ہے جیسے سود کا لین دین، حساب کتاب، بینک کی طرف سے لوگوں کو لون (Loan) کے لینے کے لیے تیار کرنا، اقساط و اقراض کی ادائیگی کا تقاضا کرنا وغیرہ۔

ایسی نوکری اور تنخواہ دونوں ناجائز ہیں، حدیث پاک میں اس پر لعنت کی گئی ہے۔ چنانچہ مسلم شریف کی حدیث پاک میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے اس کی وکالت کرنے والے اس کے لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر

لعنت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ تمام لوگ برابر ہیں۔ (صحیح مسلم، جلد 2، کتاب البیوع)

اور وہ نوکری جس میں بذات خود سودی معاملہ میں شریک تو نہ ہونا پڑے لیکن سودی معاملے میں معاونت ہوتی ہے جیسے کیشئر اور منیجر کی نوکری کہ یہ بھی ناجائز و گناہ ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ .

ترجمہ کنز الایمان: اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔

(سورۃ المائدہ، سورۃ 5، آیت 2)

اور وہ نوکری جس میں نہ سودی معاملہ ہو نہ معاونت جیسے گارڈ، چپراسی،

ڈرائیور، پوسٹ مین، نیٹ ورکر کی نوکری یہ سب جائز ہیں۔ (دارالافتاء اہل سنت)

صنعتی اور زرعی قرضے لینا

صنعتی اور زرعی قرضے جو بینک سے لیے جاتے ہیں اور پھر زائد رقم سے لوٹائے

جاتے ہیں تو جو زائد رقم دی جاتی ہے وہ سود ہے اور سود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں،

بینک سے جتنے پیسے قرض لیے ہیں اس پر ایک پیسہ بھی زائد دینا عقد میں مشروط ہو وہ

سود ہوتا ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کل قرض جر منفعة فهو ربا ۔

ترجمہ: ہر وہ قرض جو نفع کھینچے وہ سود ہے۔ (ایضاً)

کریڈٹ کارڈ کے بارے میں

کریڈٹ کارڈ (Credit Card) کا مختصر تعارف یہ ہے کہ یہ دستاویز ہے جو بینک کسی شخص یا ادارے کو ایک مخصوص معاہدے کے بعد جاری کرتا ہے اور وہ شخص یا ادارہ اس کے ذریعے سے باسانی خرید و فروخت کرتا ہے اور معاہدہ میں اس کارڈ سے خریداری کی زیادہ سے زیادہ رقم کا تعین کیا جاتا ہے بینک یہ معاہدہ کرتا ہے کہ وہ کارڈ ہولڈر کو سامان فراہم کرے گا جو وہ لینا چاہتا ہے اور اس کی قیمت کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے وصول کی جائے گی اگر کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ میں اتنی رقم نہ ہوگی تو بینک اپنی طرف سے یہ رقم ادا کرے گا اور یہ رقم کارڈ ہولڈر ایک مدت مقررہ پر بینک میں جمع کروانے کا پابند ہوگا اور اگر وقت مقررہ پر جمع نہ کروائے گا تو اس پر اس کو سود دینا ہوگا اور بینک اپنے کارڈ ہولڈر کو سود پر قرض کی بھی سہولت فراہم کرتا ہے اس میں چونکہ سود کی شق موجود ہوتی ہے تو اگرچہ بعد میں سود کی نوبت نہ آئے لیکن شرعی اعتبار سے سودی ایگریمنٹ (Agriment) کرنا بھی ناجائز ہے۔ (دارالافتاء اہل سنت)

دیبٹ کارڈ (Debit Card) کا استعمال کرنا کیسا؟

اس میں چونکہ کارڈ ہولڈر اپنا بیلنس ہی استعمال کرتا ہے اس وجہ سے جرمانے کا اندیشہ نہیں ہوتا لہذا اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہوتا اگر کوئی شخص دیبٹ کارڈ کے ذریعے خریداری کرتا ہے تو وہ دکاندار کو بینک کے حوالے کرتا ہے کہ آپ یہ بل مجھ سے وصول کرنے کی بجائے بینک سے لے لو تو یہ جائز ہے اس کو A.T.M. Card بھی کہتے ہیں۔

## بینک کے سود کے مجوزین کے دلائل

معیشت کے بعض جدید مفکرین یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں ربا اس خاص سود کو کہا گیا ہے جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھا اور اب لوگ بینک سے قرضے لے کر کاروبار کرتے ہیں اور کافی اضافہ ہوتا ہے اور وہ قرضے پر چودہ فیصد (یا کم و بیش) نفع دیتے ہیں تو یہ ان کا اور ہمارا دونوں کا فائدہ ہوتا ہے۔

جواب: اس سلسلہ میں یہ بات جان لینی چاہیے کہ قرآن مجید نے سود کو مطلقاً حرام فرمایا ہے، خواہ نجی ضروریات کے قرضوں پر سود ہو یا تجارتی قرضوں پر سود ہے، خواہ اس سود سے غریبوں کو نقصان ہو یا فائدہ اللہ تعالیٰ نے امارت اور غربت کا فرق کیے بغیر سود کو علی الاطلاق حرام کیا ہے۔

دلیل نمبر 2: بینک کے سود کے جائز ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ افراط زر کی وجہ سے روپے کی قدر (Value) دن بدن گرتی جا رہی ہے اور اجناس کی قیمت بڑھتی جا رہی ہے آج سے بیس سال پہلے ایک سو روپے کی جو قیمت تھی وہ آج کے دور میں چند روپے میں رہ گئی ہے۔

جواب: مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے اور اس کے منع کردہ کاموں سے بچنے کی وجہ سے اگر ہمیں کوئی مادی نقصان ہوتا ہے تو ہمیں اس کو خوشی سے گوارا کرنا چاہیے، مسلمان کے نزدیک نفع اور نقصان کا معیار دنیاوی اور مادی اعتبار سے نہیں ہے بلکہ اخروی اور معنوی اعتبار سے ہے۔ دنیاوی اور مادی اعتبار سے زکوٰۃ، قربانی اور حج کے لیے زکوٰۃ خرچ کرنا بھی مال کا ضیاع اور نقصان ہے (ظاہری طور پر) تو کیا اس مادی نقطہ نظر سے ان تمام مالی عبادات کو خیر آباد کہہ دیا جائے گا؟ تو جب مسلمان مالی عبادات

۱۔ جائز قرار دینے والے۔

چھوڑنے پر تیار نہیں ہیں تو سود کھا کر اللہ اور رسول (عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم) سے اعلان جنگ کے لیے کیسے تیار ہو سکتے ہیں؟ ایک سچے مسلمان کے نزدیک سود چھوڑنے کی وجہ سے روپے کی قدر کا کم ہو جانا خسارہ نہیں ہے بلکہ اصل خسارہ یہ ہے کہ سود لینے کی وجہ سے آخرت برباد ہو جائے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) (تفسیر تبيان القرآن)

### سرمایہ داروں سے سود لینا بھی حرام ہے

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ غریبوں و مصیبت زدہ کو قرض دے کر سود لینا ناجائز و حرام ہے لیکن سرمایہ دار ممتول (مال دار) تاجر کو قرض دے کر سود لینا جائز ہے۔ ایسا خیال قرآن مجید کی کھلی تحریف ہے، قرآن مجید کی مختلف سورتوں کی تقریباً آٹھ سو آیات سے اور متعدد احادیث میں سود کی ممانعت کا ذکر ہے، مگر ان آیات و احادیث میں مذکورہ بالا خیال کا اشارہ تک نہیں ہے، جب اللہ تعالیٰ نے ربا کے معاملہ میں اس فرق کو بیان نہیں فرمایا اور مطلقاً ربا کو حرام قرار دیا ہے تو ایسی صورت میں کسی کو یہ حق کیسے پہنچتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مطلق حکم کو بلا دلیل شرعی اپنی رائے سے مقید (قید والا) کر دے۔ (فیوض الباری شرح صحیح البخاری)

### سود کو حلال کہنا کفار کا شیوہ

کفار نے سود کو مثل بیع کہا تھا تو بیع حلال ہے، تو ان کے نزدیک سود بھی حلال ہے، قرآن پاک میں ان کا قول بیان کیا گیا ہے:

إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا (سورة البقرة پارہ 2، آیت 275)

ترجمہ: بیع ربوا (سود) کی طرح ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا:

أَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا .

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام۔

### ایک غلط فہمی کا ازالہ

کچھ لوگوں کا موقف ہے کہ گورنمنٹ سود کے بغیر نہیں چل سکتی کیونکہ پاکستان قرضوں میں گھرا ہوا ہے جس سے نکلنا مشکل ہے اس لیے سود ایک مجبوری ہے اور اس کا لینا جائز ہے۔ (معاذ اللہ!)

ہم ایسے لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے لاکھوں مربع کلومیٹر حکومت کی۔

اس وقت کی یہودی اور عیسائی حکومتیں جو ظلم و زیادتی میں مشہور تھیں، لیکن آپ رضی اللہ عنہ کے نام پر لرزتی تھیں، آپ نے سود سے پاک حکومت چلائی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز، جن کو ”عمر ثانی“ بھی کہا جاتا ہے، آپ نے اتنی بڑی سلطنت چلائی لیکن نہ کبھی سود لیا اور نہ کبھی اس کا تصور کیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے وہ انصاف قائم کیا کہ آپ کے دور حکومت میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے تھے۔

اے میرے نادان بھائی!

تو فرنگی تہذیب کا دلدادہ نہ بن بلکہ اپنے اسلاف کے روشن کارناموں کا دلدادہ بن جا، کہ جن کے نقش قدم پر چلنے سے تجھے قدم قدم پر رہنمائی ملے گی۔

ترے غلاموں کا نقش قدم ہے راہِ خدا

وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

(حدائق بخشش)

اور تو کبھی ڈگمگائے گا نہیں، بلکہ ڈگمگانے والوں کو سیدھی راہ دکھائے گا۔

اے میرے ہم وطن!

تو رحمتوں بھری، عظمتوں بھری، عزتوں بھری، برکتوں بھری تہذیب جس نے

تجھے جینے کا ڈھنگ سکھایا، تجھے عزت دی، تجھے شہرت دی، اگر لوگ تمہیں جانتے ہیں تو اس پاکیزہ تہذیب کی وجہ سے جانتے ہیں، اگر لوگ تیری بات مانتے ہیں تو اس تہذیب سے تیرا تعلق ہے تو مانتے ہیں اور تو اس پاکیزہ تہذیب کو چھوڑ کر اس کے نورانی طریقوں سے منہ موڑ کر خود کو اس گندی اور ناپاک تہذیب پر چلا رہا ہے جن کو کھانے، پینے، سونے، جاگنے یہاں تک کہ زندگی کے کسی شعبہ میں جینے کا کوئی ڈھنگ نہیں آتا، جو اسلام کے دشمن ہیں اور اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں اور تو ان گندوں کی گندی تہذیب پر چلتا ہے تو ان کے طریقے کو تہذیب یافتہ کہتا ہے جن کے نزدیک ماں، بہن، بیٹی کے درمیان کوئی امتیاز نہیں، کیا یہ ہے تہذیب؟

جو حرام کھا کر، حرام پی کر حرام کرتے ہیں، کیا یہ ہے تہذیب؟

جن کے پاس دنیا میں رہنے کا کوئی مقصد نہیں، کیا یہ ہے تہذیب؟

نہیں نہیں! یہ تہذیب نہیں! بلکہ گندگی ہے، صرف گندگی! اور ان کی زندگی، زندگی

نہیں بلکہ درندگی ہے۔

اے مسلمان! تو سوچ کہ کہاں جا رہا ہے!

تہذیب تو یہ ہے جس نے تیری پیدائش سے لے کر بڑھاپے تک رہنمائی کی،

زندگی کے ہر موڑ پر تجھے جینے کا طریقہ بتایا، تجھے بُرے کاموں سے بچایا، اچھے کاموں

میں لگایا، دنیا میں رہنے کا تجھے مقصد حیات دیا جس میں سکون ہی سکون ہے، آرام ہی

آرام ہے، بے چینی نہیں ہے، وہ صرف اسلامی تہذیب ہے۔

ضد ہے انکار ہے، کیا ہونا ہے

بیٹھے شربت دے مسیحا جب بھی

سر پہ تلوار ہے، کیا ہونا ہے

ارے او مجرم بے پروا دیکھ

شوقِ گلزار ہے، کیا ہونا ہے

کام زنداں کے کئے اور ہمیں

اب سفر بار ہے، کیا ہونا ہے

دل ہمیں تم سے لگانا ہی نہ تھا

باتیں کچھ اور بھی تم سے کرتے پر کہاں وار ہے کیا ہونا ہے  
(حدائق بخشش)

### حکومت کی ہٹ دھرمی

ہمارے ملک میں وفاقی شرعی عدالت نے 14 نومبر 1991ء کو سود کی قانوناً ممانعت کر دی، لیکن ہماری حکومت نے اس فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں رٹ دائر کر دی اور اس حکم پر عمل درآمد کرنے سے انکار کر دیا، اس کے نتیجہ میں سودی کاروبار حکومت کی سرپرستی میں اسی طرح جاری و ساری ہے۔ (تفسیر تبیان القرآن)

### بولی والی کمیٹی کی صورت اور اس کا شرعی حکم

#### بولی والی کمیٹی کی صورت

اس کمیٹی میں ہوتا یوں ہے کہ 50 آدمیوں نے مل کر 1500 روپے ماہانہ فی کس کے حساب سے کمیٹی ڈالنے کا معاہدہ کیا، اس کمیٹی کا زید کو سربراہ اور نگران بنا دیا جاتا ہے، وہ طے کرتا ہے کہ پہلی کمیٹی جو مبلغ پچھتر (75,000) ہزار روپے بنتی ہے خود لے گا، جس پر عمل بھی شروع ہو جاتا ہے اور جب دوسرے ماہ کمیٹی نکلتی ہے تو اس کمیٹی کو نیلام کرنے کے لیے بولی طلب کی جاتی ہے، چنانچہ باقاعدہ بولی لگتی ہے، کوئی پچاس ہزار بولی لگاتا ہے تو کوئی چالیس ہزار روپے اور اسی طرح کم کرتے جاتے ہیں، حتیٰ کہ شرکاء میں سے کوئی خرید لیتا ہے، پھر اگر کسی نے یہ کمیٹی تیس ہزار روپے میں خرید لی تو بقیہ پینتالیس ہزار روپے کو تمام شرکاء میں منافع سمجھ کر تقسیم کر دیا جاتا ہے اور پھر اسی طرح تیسرے ماہ بھی، چوتھے ماہ بھی اور آخر تک یہ سلسلہ چلتا ہے، لیکن آخر میں آخری آدمی کو پوری کمیٹی دیتے ہیں، جبکہ پہلا اور آخری ممبر پوری کمیٹی لینے کے ساتھ ساتھ شروع سے لے کر آخر تک منافع مذکور بھی لیتے رہے ہیں (جو ممبروں میں کمیٹی کی بولی کے بعد بقیہ تقسیم کیا جاتا ہے) لہذا اس طرح پہلے اور آخری دونوں ممبروں کو مقررہ رقم

کمیٹی کی مل جاتی ہے اور درمیان میں جو ممبر کمیٹی لیتے ہیں ان کو پوری رقم نہیں ملتی۔  
اڈل و آخر ممبروں کو خوب نفع پہنچتا ہے اور درمیانی ممبروں کو نقصان رہتا ہے۔

### اس کا شرعی حکم

صورتِ مذکورہ میں کچھ ہتر ہزار کی کمیٹی (یا کم و بیش کی کمیٹی) کو کم یا زیادہ میں بیچنا حرام ہے اور کمیٹی ڈالنے والوں کا بھی اپنا دیا ہوا روپیہ پورا واپس نہ ملنا بھی ناجائز ہے، اس لیے کہ کمیٹی کا مقصد ہی یہ ہے کہ ہر مہینے تھوڑا تھوڑا روپیہ جمع کر کے سب کو قرعہ اندازی کر کے پوری رقم ایک ساتھ مل جائے۔ (وقار الفتاویٰ)

### پرائز بانڈ کا انعام

چھوٹے بڑے پرائز بانڈ خریدنا اور قرعہ اندازی کے ذریعے ان سے ملنے والے انعام کو حاصل کرنا جائز ہے۔ (وقار الفتاویٰ جلد سوم)

شریعت نے مالِ حرام کی کچھ صورتیں مقرر کی ہیں جو یہ ہیں:

(1) کسی کا مال چوری، غصب، ڈکیتی وغیرہ اور کسی اور ناجائز طریقے پر لے لیا جائے۔

(2) جوئے میں مال حاصل کیا جائے۔

(3) سود میں لیا جائے۔

(4) یا یہ کہ بیع باطل میں قیمت لی جائے۔

اور پرائز بانڈ میں ان میں سے کوئی صورت نہیں ہے اس لیے کہ جوئے میں اپنا

مال یا چلا جاتا ہے یا زائد مل جاتا ہے اور پرائز بانڈ میں یہ صورت نہیں۔

سود کی تعریف یہ بھی ہے:

الزیادہ المشروطة فی العقد۔

یعنی قرض دیتے وقت یہ طے کر لیا جائے کہ زیادہ لوٹائے گا اور اگر قرض دیتے



وقت شرط نہ رکھی مگر قرض لینے والے نے اپنی طرف سے کچھ زیادہ لوٹا دیا تو یہ سوڈ نہیں۔  
اور جوئے کی تعریف یہ ہے:

کل لعب يشترط فيه غالباً من المتغابسين شيء من

المغلوب. (کتاب التعریفات)

یعنی جو اہر وہ کھیل ہے جس میں یہ شرط اکثر ہوتی ہے کہ دونوں غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرنے والوں میں سے مغلوب سے غالب کو کچھ ملے

گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو ایسے کھیل کو کہتے ہیں جس میں اپنا مال خطرہ میں ڈال کر اس طرح بازی لگائی جاتی ہے کہ اپنا مال یا تو چلا جائے گا یا دوسرے سے کچھ لے کر آئے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انعامی بانڈ میں جو ابھی نہیں اس لیے کہ بانڈ والے کا کچھ نقصان نہیں ہوتا، جتنی قیمت کا بانڈ ہوتا ہے اتنی ہی قیمت کا رہتا ہے اب صرف یہ بات رہ گئی کہ قرعہ اندازی کر کے بانڈ خریدنے والوں میں انعام تقسیم کیا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

تو جاننا چاہیے کہ قرعہ اندازی ائمہ اربعہ کے نزدیک غیر حقوق میں بالاتفاق جائز

ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ انعامی بانڈ میں زیادت (اضافہ) مشروط (شرط لگایا ہوا) نہیں ہے، لہذا سوڈ نہیں ہے اور اپنے پیسے میں کمی نہیں ہوتی لہذا جو نہیں ہے اور لینے والا اپنی خوشی سے کچھ زیادہ دے دے تو وہ جائز ہے اور اس کے لیے قرعہ اندازی کرنا بھی جائز ہے تو انعامی بانڈ کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ (دقار الفتاویٰ جلد اول)

پرائز بانڈ نفع کے ساتھ بیچنا اور خریدنا کیسا؟

کوئی بھی انعامی بانڈ یعنی پچاس کا ہو یا پانچ سو کا، زائد از قیمت دے کر خریدنا بیچنا

قانوناً جرم ہے، چنانچہ یہ شرعاً بھی ناجائز ہے کیونکہ گرفتار ہونے کی صورت میں جھوٹ بولے گا یا رشوت دے گا یا ہتک عزت ہوگی۔

یہ سب باتیں شرعاً ناجائز ہیں، اگر یہ خرابی نہ ہو تو جس طرح نوٹ کم یا زیادہ میں بیچا جاسکتا ہے، اسی طرح بانڈ بھی کم یا زیادہ میں خرید اور بیچا جاسکتا ہے۔ (ایضاً)

انعامی بانڈز کی پرچیوں کا کاروبار کرنا کیسا؟

انعامی بانڈز کی پرچیوں کا کاروبار کرنا ناجائز و حرام ہے، کیونکہ ایسے انعامی بانڈز کا حامل بانڈز اپنی ملکیت اور قبضے میں رکھتا ہے اور ایک شخص ایک مخصوص رقم کے عوض انعامی بانڈز کے کچھ نمبرز یا سیریز لکھ دیتا ہے اور طے یہ ہوتا ہے کہ اگر اس پرچی پر درج سیریز میں سے کسی خاص نمبر پر انعام نکل آیا تو بانڈز کا حامل اس پرچی کے خریدار کو انعام کی پوری رقم دے گا، یہ اس لیے حرام ہے کہ اس میں پرچی کے عوض (بدلے) خریدار کو بانڈز نہیں ملتے اور ان نمبرز پر انعام نہ نکلنے کی صورت میں خریدار کی رقم ڈوب جاتی ہے، لہذا یہ جوئے کی ایک شکل ہے لہذا حرام ہے۔

(تفہیم المسائل، جلد 1)

انعامی کوپن سے انعام

کوئی شخص یا کمپنی اپنے مال کی بکری بڑھانے کے لیے ایسا کرتی ہے کہ پیکٹ یا ڈبے کے اندر ایک کوپن رکھتی ہے جس پیکٹ سے ٹکٹ نکلے گا، اس پر انعام دیا جائے گا، جن لوگوں کے پیکٹ میں وہ ٹکٹ نکلیں گے تو ان میں قرعہ اندازی کر کے انعام دیا جاتا ہے، یہ صورت جائز ہے، اسی طرح قرعہ اندازی کر کے لوگوں کو حج یا عمرہ پر بھیجا جاتا ہے تو یہ بھی جائز ہے۔ (وقار الفتاویٰ، جلد سوم)

لاٹری کا حکم

ممبر شہ یا کوئی ادارہ لوگوں سے رقم جمع کرے اور بعد میں قرعہ اندازی کے

ذریعے انعام نکالے تو ان لوگوں میں سے ایک کا انعام نکلے گا اور باقی لوگوں کو کچھ نہ ملے گا اور وہ جو روپے دیئے تھے وہ ضائع ہو جاتے ہیں۔

تو ایسی صورت حال کے بارے میں ”وقار الفتاویٰ“ میں ہے:

”ایسی لائٹری جائز نہیں جس میں قرعہ اندازی کرنے سے اگر کسی ممبر کا نام نہ نکلے تو اس کا اپنا روپیہ نہیں ملے گا اور جس کا انعام نکلا وہ دوسروں کا مال حاصل کرے (یعنی صرف انعام اس کو ملا دوسروں کو کچھ نہ ملا) تو یہ ”جوا“ ہے اور ”جوا“ حرام ہے۔ (وقار الفتاویٰ جلد سوم)

### لکی کمیٹی کا بیان اور اس کا حکم

اس کی صورت یہ ہے کہ اس کمیٹی میں کل 200 یا کم و بیش ممبر ہوتے ہیں اور کمیٹی کی میعاد 25 ماہ ہوتی ہے ہر ممبر مہینے کی پہلی تاریخ کو 100 روپے دیتا ہے جب تمام رقم جمع ہو جاتی ہے تو تمام رقم جمع ہو جانے کے بعد قرعہ اندازی کی جاتی ہے جس کا نام نکل آتا ہے وہ 25 ماہ کے برابر رقم یعنی 2500 روپے لے لیتا ہے اور باقی قسطیں ادا نہیں کرتا، آخری مہینے میں تمام ممبران کو ان کی جمع شدہ رقم کے برابر یعنی 2500 روپے دے دیئے جاتے ہیں۔

### اس کمیٹی کا شرعی حکم

یہ لائٹری کی صورت جو مذکور ہوئی، یہ حرام ہے کہ بعینہ ”جوا“ ہے جوئے کے معنی یہی ہیں کہ مال کو اس طرح داؤد پر لگا دیا جائے کہ یا تو زائد مل جائے گا یا مال چلا جائے گا۔ مذکورہ صورت یہی ہے کہ مہینہ یا دو مہینے قسط دینے کے بعد اسے زیادہ مل جائے گا اور باقی قسط ادا نہیں کرنی پڑیں گی۔ (ایضاً)

### موٹر سائیکل کمیٹی اور اس کا حکم

آج کل ایک کمیٹی رائج ہے جس میں کم از کم 25 ممبر ہوتے ہیں اور ان کو ہر

ماہ 2000 روپے دینا ہوتا ہے اور ہر ماہ ایک موٹر سائیکل نکالی جاتی ہے، پہلی موٹر سائیکل کمیٹی ڈالنے والا خود رکھتا ہے، پھر دوسرے مہینے سے قرعہ اندازی کی جاتی ہے، اس میں جس ممبر کا نام نکل آئے اسے موٹر سائیکل مل جاتی ہے، پھر وہ کمیٹی نہیں دیتا، اسی طرح ہر ماہ کسی نہ کسی کی موٹر سائیکل نکلتی رہتی ہے، حتیٰ کہ آخر میں ہر ایک کو موٹر سائیکل مل جاتی ہے۔

اس کمیٹی کا شرعی حکم

موٹر سائیکل کی یہ کمیٹی ناجائز ہے، اس میں جہالت پائی جا رہی ہے کسی کو موٹر سائیکل تیرہ سو کی مل رہی ہے، کسی کو چھبیس سو وغیرہ کی اور کسی کو پوری قیمت کی اور ایسی بیع جس میں چیز یا قیمت میں جہالت ہو وہ بیع جائز نہیں۔ ”فتاویٰ عالمگیری“ میں ہے:

جہالہ المبیع او الثمن مانعة جواز البیع .

ترجمہ: بیع اور قیمت میں جہالت کا ہونا خرید و فروخت کے مانع ہے۔

(دارالافتاء اہل سنت)

پراویڈنٹ (جی۔ پی فنڈ) فنڈ پر لگنے والے سود کا حکم

ملازمین کو وقت ملازمت ملازمت کی شرائط اور تنخواہ وغیرہ کے بارے میں بتلا دیا جاتا ہے اور پراویڈنٹ فنڈ کاٹا جاتا ہے اور گورنمنٹ کی طرف سے اس میں اتنا ہی (سود) شامل کر دیا جاتا ہے اور یہ تمام باتیں ملازم جانتا ہے، تنخواہ سے جو حصہ کاٹا جاتا ہے، دفاتر میں ہر ملازم کے نام سے اس کا حساب علیحدہ رکھا جاتا ہے، لہذا وہ رقم ملازم کی ملکیت ہے، اگرچہ قبضہ نہیں ہوتا، لہذا جو رقم ملازم کی کاٹی گئی وہ اس کی ملکیت ہے، اس رقم پر جو نفع دیا جاتا ہے وہ سود ہے اور حرام ہے۔

ملازم جب کمپنی کو لکھ کر دیتا ہے کہ میرے فنڈ پر سود نہ لگایا جائے تو نہیں لگایا جاتا،

لہذا ہر ملازم کو یہ کرنا چاہیے کہ اپنے محکمہ کو لکھ دے کہ میرے حساب میں سود نہ شامل کیا

جائے اور پہلے جو سوڈ شامل کیا گیا ہے، اگر محکمہ واپس لے لیتا ہے تو بہتر ہے ورنہ اس سوڈی رقم کو لے کر کسی غریب مستحق زکوٰۃ کو مالک بنا کر دے دے اور ثواب کی نیت نہ کرے۔ (وقار الفتاویٰ جلد ۱)

### پنشن لینا کیسا؟

پنشن چونکہ حکومت تبرعاً (احساناً) اپنے ملازمین کو دیتی ہے، چونکہ یہ شرائطِ ملازمت میں سے ہے، اس لیے ملازم کا استحقاق بھی بن جاتا ہے، یہ جائز ہے اس کا لینا اور دینا دونوں جائز ہے۔ (تفہیم المسائل جلد سوم)

### پنشن کو خریدنے اور بیچنے کا طریقہ کیسا؟

پنشن (Pension) کو خریدنے اور بیچنے کا جو طریقہ گورنمنٹ نے مقرر کر رکھا ہے اور جو کچھ حصہ ملازم فروخت کرتا ہے یہ دونوں ناجائز ہیں۔ اس لیے کہ ملازم کو یہ نہیں معلوم کہ وہ کتنے دن زندہ رہے گا اور پنشن وصول کرے گا تو پنشن کا آدھا اور چوتھائی حصہ بھی نہیں معلوم ہو سکتا ہے کہ جس چیز کو فروخت کر رہا ہے وہ مجہول ہے اور کوئی چیز ہے ہی نہیں، جس کو فروخت کر رہا ہے بلکہ ایک حق ہے جو زندہ رہنے کی صورت میں پنشن وصول کرنے کے لائق اس کو بناتا ہے اور حقوق کی بیع بھی ناجائز ہے۔ (وقار الفتاویٰ)

انشورنس بیمہ پالیسی کی صورتیں

اور اس کے حرام ہونے کی تصریح

(۱۱۱) بیمہ کی صورتیں

بیمہ زندگی کا منصوبہ جس میں معینہ (مقرر کردہ) مدت کے اندر تین ادائیگیاں

کرنی پڑتی ہیں اور ادا کردہ رقم زیادہ واپس کی جاتی ہے اس معاہدے پر کہ حالتِ حادثہ میں بیمہ شدہ شخص کو حادثے کی نوعیت کے مطابق مدد دی جائے گی اور نقد معاوضہ دیا جائے گا جبکہ بصورتِ نقصانِ زندگی بیمہ دہندہ (بیمہ کروانے والے) کے ہدایت کردہ لواحقین (ورثاء) کو زائد رقم دی جائے گی تاکہ وہ اپنی گزر اوقات کر سکیں۔ مزید برآں اصول امداد باہمی کے تحت بیمہ شدہ شخص کو 10 فیصد سالانہ منافع کے ساتھ ادائیگی کی شرط پر قرضہ کی سہولت بھی حاصل ہے۔

(2) جائیداد و املاک وغیرہ میں ایک شخص اپنی املاک و جائیداد کو مختلف خطرات سے ہونے والے نقصانات سے بچانے کا بیمہ کرواتا ہے جس کے لیے وہ کمپنی کو کچھ معاوضہ دے کر سال بھر کے لیے اپنی املاک و جائیداد کا بیمہ کروا لیتا ہے۔ ایک سال گزرنے پر اس کی ادا کی ہوئی رقم واپس نہیں ملتی ہاں! اگر اس اثناء میں بیمہ شدہ املاک و جائیداد کو کوئی حادثہ دوچار ہو تو نقد رقم کی صورت میں اس کا ازالہ کر دیا جاتا ہے۔

یہ تو تھیں بیمہ پالیسی کی صورتیں اب ان کا حکم بیان کیا جائے گا:

### بیمہ پالیسی کے حرام ہونے کی وضاحت

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد وقار الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

”ہر قسم کا بیمہ ناجائز ہے، اسلام کا قاعدہ یہ ہے کہ جو کسی کا نقصان کرے گا وہی ضامن ہوگا اور بقدر تاوان تاوان دے گا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

ترجمہ: جو تم پر زیادتی کرے تم اس پر زیادتی کر لو (لیکن) اسی قدر جتنی

زیادتی اس نے تم پر کی ہو۔ (سورۃ البقرہ پارہ 2، آیت 194)

لہذا چوری، ڈکیتی، آگ لگنے اور ڈوبنے وغیرہ کا بیمہ ناجائز ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ جب مال کا نقصان انشورنس کمپنی نے نہیں کیا تو وہ تاوان کیوں دے گی؟ پھر زندگی کے اور دیگر ہر قسم کے بیمے میں ”جوا“ بھی شامل ہے کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ زندگی کی بیمے میں کتنی قسطیں ادا کرے گا کہ موت آ جائے گی اور وہ پوری رقم (جتنی رقم کا بیمہ کیا تھا) اس کے وارثوں کو مل جائے گی اور اگر زندہ رہ گیا تو دی ہوئی رقم مع سود کے واپس مل جائے گی، مثلاً کسی نے بیس سال کے لیے بیمہ کروایا اور ہزار روپیہ سالانہ اس کی قسطیں ادا کرنا طے پایا، اگر یہ شخص بیس سال تک زندہ رہا تو اس کو بیس ہزار روپے یکمشت (ایک ہی دفعہ) مل جائیں گے اور بیس ہزار روپے پر بیس سال کا سود بھی اس کو ملے گا اور اگر بیس سال سے پہلے مر گیا تو بھی اس کے معینہ (مقرر کردہ) وارثوں کو بیس ہزار روپے مل جائیں گے، یہ دونوں صورتیں حرام ہیں، پہلی صورت میں سود لیا جو حرام ہے، دوسری صورت میں اس نے ادا تو کیے تھے دو چار ہزار روپے اور اس کے وارثوں کو ملیں گے بیس ہزار روپے، اس نے جتنے ادا کیے تھے وہ اس کا حق تھا اور جتنے زیادہ لیے وہ دوسروں کا مال، باطل طریقے پر لیا جو حرام ہے۔ (وقار الفتاویٰ جلد 1)

بیمہ پر جواز کے فتوے غلط ہیں

اب بیمہ پالیسی کے حرام ہونے پر وضاحت صریحہ پڑھ کر بھی کچھ حضرات فکر و دانش کے اذہان اس طرف منتقل ہوں گے کہ بیمہ کے بارے میں کچھ مفتیوں کے جواز کے فتوے بھی موجود ہیں۔

تو خیر ہم جواز والے فتوے پر عمل کرتے ہیں اور حرمت (حرام) والے فتوے کو چھوڑ دیتے ہیں تو ان حضرات سے عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ دھوکے میں نہ پڑیں اور ٹھیک اور صحیح فتوے پر عمل کریں۔

جن مفتیوں نے بیمہ پالیسی پر جواز کے فتوے دیئے ہیں، وہ مفت کے مفتی ہیں، جنہیں آتا جاتا کچھ نہیں، ایسے ہی عوام الناس کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اللہ ان کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ فرمائے، آمین!

اسلام کے سارے مفتیان کرام کا بیمہ کے بارے یہی فتویٰ ہے کہ اس میں جواز اور سود ہے اور یہ دونوں حرام ہیں اور جن لوگوں نے بیمہ کے جواز (جائز ہونے کا) کا فتویٰ دیا ہے وہ سخت غلطی پر ہیں، انہیں چاہیے کہ پہلے وہ اہل سنت کے کسی جامعہ سے تخصص فی الفقہ کا کورس کریں پھر جا کر فتویٰ کے لیے قلم اٹھائیں، فتویٰ لکھنا بچوں کا کھیل نہیں ہے، جس میں کبھی جیت گئے تو کبھی ہار گئے، کبھی فتویٰ ٹھیک ہو گیا تو کبھی حرام کو حلال کہہ دیا۔ مشہور عربی مقولہ ہے کہ

العلم فی الصدور ولا فی السطور۔

یعنی علم سینوں میں ہے نہ کہ سطور میں۔

تو جن کے سینے ہی عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہیں تو ان سینوں میں علمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے داخل ہوگا؟

امام شافعی علیہ الرحمہ کے استاذ و کعب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

”علم اللہ کا نور ہے اور اللہ اپنا نور کسی گنہگار کو نہیں دیتا“۔

تو جب علم کی حلاوت اور برکات گنہگار کو نہیں ملتی تو بد عقیدہ کو کیسے ملے گی؟ انہی

لوگوں کے بارے میں مفتی وقار الدین علیہ الرحمہ ”وقار الفتاویٰ“ میں فرماتے ہیں کہ

”جن لوگوں نے (بیمہ کے) جواز پر فتوے دیئے ہیں، وہ بیمہ کی حقیقت



ہی نہیں سمجھتے۔ اسلام بچت کی تعلیم ضرور دیتا ہے اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ انسان اپنی آمدنی کا کچھ حصہ مستقبل کے لیے بچا کر رکھے مگر بیمہ کو بچت قرار دینا محض غلط فہمی کا نتیجہ ہے، بیمہ جائز ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ (وقار الفتاویٰ جلد ۱)

### بیمہ پالیسی کو جائز کہنے کی مذموم کوشش

کتاب جدید فقہی مسائل میں پہلے تو بیمہ پالیسی کو ناجائز و حرام ثابت کیا لیکن پھر نہ جانے کیوں آخر میں کسی مفتی کے حوالے سے اس کے جائز ہونے پر بھی کچھ لکھ دیا اور کہا کہ انشورنس کروانا اس صورت میں جائز ہے کہ حکومت کے غیر شرعی ٹیکس کے لیے اگر کوئی حکومت سے سود یا بیمہ کے ذریعے رقم حاصل کی جائے اور پھر وہی رقم حکومت کو دے دی جائے تو انشورنس کروانی چاہیے اس کی اجازت ہے۔ (معاذ اللہ!)

یہ عوام الناس کو ترود میں ڈالنا ہے کہ پہلے تو انشورنس کو ناجائز کہا، پھر کہا کہ اس کی کچھ جائز صورتیں بھی ہیں۔

اس سے عوام ترود میں مبتلا ہوگی کہ عمل کس پر کریں؟ اور یہ جدید فقہی مسائل کے مصنف کی دوغلہ پالیسی بھی ہے جس سے انہوں نے انشورنس کو جائز قرار دینے کی مذموم کوشش کی، ایسے تو لوگ خاص اپنے ہی لیے بیمہ پالیسی کروائیں گے اور دلیل کے لیے دلیل عجیب پیش کریں گے اور اس طرح ایک عظیم طبقہ اس فتنہ میں مبتلا ہو جائے گا۔

حدیث پاک میں ہے کہ

”فتنہ سویا ہوا ہوتا ہے جو اس کو جگائے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔“

ہم ان کو جواب یہ دیتے ہیں کہ انصاف تو یہ تھا کہ حکومت کے غیر شرعی اور غیر

منصفانہ ٹیکسوں کو حرام میں ہی رکھتے اور حکومت کے غیر شرعی ٹیکسوں کو رشوت کے مسئلہ پر قیاس کرتے، جس کی صورت فقہاء نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اگر کسی کو اپنا حق نہ ملتا ہو یا اس پر ظلم ہوتا ہو اور مجبوری کی حالت میں اگر وہ رشوت دے کر ظلم سے بچ سکتا ہے تو چاہیے کہ رشوت دے دے کہ اس کا گناہ اسے نہیں ہوگا، بلکہ رشوت لینے والے پر ہوگا اور یہاں بھی رشوت والے مسئلہ کو غیر شرعی ٹیکسوں پر قیاس کر کے عمل کیا جاتا کہ اگر ہم حکومت کے غیر شرعی ٹیکس نہیں دیتے تو وہ ہم پر ظلم کرتے ہیں یا ہماری اس میں ہتک عزت ہوگی تو اس سے بچنے کے لیے غیر شرعی ٹیکسوں کو ادا کر دیا جائے تو اس کا گناہ لینے والوں پر ہوگا نہ کہ دینے والے پر۔ کیونکہ دینے والا تو مجبور ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ ”المجبور كالمعدور“ یعنی مجبور معذور کی طرح ہے۔

پھر آگے جدید فقہی مسائل کے مصنف نے لکھا کہ اس سود یا بیمہ سے روپے اتنے ہی لیے جائیں جتنے غیر شرعی ٹیکس میں ادا کرنے ہیں کہ یہ شرط ہے۔

اس کا جواب ہم یوں دیتے ہیں کہ

وہ اپنے فتوے کے تناظر میں خود دیکھیں کہ کیا آج کل کے مادہ پرست لوگ ان کی اس شرط کو مانیں گے، عوام کو تو ”جائز“ کا لفظ چاہیے جو ان کو اس فتویٰ میں مل گیا، انہیں شرط سمجھ نہیں آئے گی۔ اگرچہ آپ نے لگا دی بلکہ وہ جائز ہونے کی تصریح کو دیکھیں گے اور اس طرح ایک تعداد عوام الناس کی اس گناہ میں مبتلا ہو جائے گی۔ تو آپ سوچئے کہ اس کا گناہ کس پر ہوگا؟ انشورنس کروانے والے پر یا غلط فتویٰ دینے والے پر؟ اور اس فتوے کا ایک رخ ایسا عجیب ہے کہ جس کی سمجھ خود فتویٰ دینے والے کو نہ آسکی، وہ یہ کہ اگر ٹیکس پانچ ہزار روپے لاگو ہو اور انشورنس دس ہزار کی کروائی ہے یا انشورنس تو بیس ہزار روپے ہے اور ٹیکس چالیس ہزار روپے ہے تو اس کی پہلی صورت پر اعتراض یہ ہوگا کہ پانچ ہزار ٹیکس دے کر بقایا پانچ ہزار بچ جائیں گے کیونکہ انشورنس

دس ہزار کی تھی اور ٹیکس پانچ ہزار ہے، تو کیا عوام ان پانچ ہزار کو واپس کرے گی؟ یا بلانیت ثواب کسی مستحق زکوٰۃ کو دے گی؟ ہرگز نہیں دے گی! وہ تو ان پیسوں کو اپنی ذات پر یا اپنے کسی کام پر خرچ کرے گی جو کہ حرام ہے، عوام تو جاہل ہے۔ مشہور عربی مقولہ ہے: "العوام کالجاہل" یعنی عوام تو جاہل کی طرح ہے، تو اس صورت میں بھی لوگ گناہ میں پڑ جائیں گے۔

اس کی دوسری صورت پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اگر بیس ہزار انشورنس سے ملا اور ٹیکس چالیس ہزار روپے۔ ہے تو بیمہ کی حرام رقم کے ساتھ بیس ہزار خود دے گا، گویا کہ انشورنس کرانے کے گناہ کے بعد بھی وہ اپنے پاس سے بھی ٹیکس دے رہا ہے تو اس صورت میں غیر شرعی ٹیکس کے ساتھ ساتھ وہ انشورنس کے گناہ میں بے جا پھنس گیا اور کئی حرام کاموں میں بڑھ کر بھی غیر شرعی ٹیکس میں اپنی رقم لگانے سے نہ بچ سکا۔ پس ثابت ہوا کہ انشورنس کروانا کسی صورت میں بھی جائز نہیں، اگر کوئی شخص اس میں پڑے گا تو کئی حرام کاموں میں پڑ جائے گا اور حرام مال کا وبال علیحدہ ہوگا اور اس سے مفتی جی کا فتویٰ خود غلط قرار پا گیا، جس میں انہوں نے انشورنس اور سود کو جائز قرار دینے کی مذموم کوشش کی ہے۔

### قسطوں پر اشیاء، ٹالین دین کرنا کیسا؟

عام طور پر کارپوریشن کی جو دکانیں کھلی ہیں اور وہ ایک سو روپے کی چیز ڈیڑھ سو میں دیتے ہیں اور مہینوں اس کی قسطیں لیتے ہیں تو یہ صورت جائز ہے کیونکہ جو چیز بیچنے والا ہے وہ اپنی چیز کا مالک ہے، وہ جتنے میں چاہے فروخت کرے، اب لینے والے پر ہے کہ اگر وہ لینے پر راضی ہو جائے اور ان دونوں کی آپس میں رضامندی ہو جائے تو یہ جائز صورت ہے، لیکن بیچنے والا اس میں کوئی شرط نہ لگائے جو خلاف شرع ہو، مثلاً یوں نہ کہے کہ اگر تم نے ایک ماہ قسط ادا نہ کی تو میں تم سے جرمانہ لوں گا اور اگر دو یا تین

ماہ قسط ادا نہ کی تجھ سے یہ چیز چھین لوں گا، ایسی صورت میں قسطوں پر اشیاء کا لینا دینا ناجائز و حرام ہوگا۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ ”ردالمحتار“ کے حوالے سے فرماتے ہیں:

حتیٰ لو باع کاغذہ بالف یجوز ولا یکرہ۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۷)  
ترجمہ: حتیٰ کہ اگر کاغذ کو ہزار روپے میں فروخت کرے تو جائز ہے اور اس میں کراہت نہیں ہے۔

”وقار الفتاویٰ“ میں قسطوں پر اشیاء کے لین دین کے بارے میں لکھا ہے:  
”فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ نقد اور ادھار کی قیمتوں میں فرق کرنا جائز ہے اور اس طرح بیع کرنا کہ یہ چیز نقد دس روپے کی ہے اور ادھار پندرہ روپے کی، یہ جائز ہے اور قسطوں کی صورت میں جو زیادہ پیسہ دیا جاتا ہے وہ سودی نہیں ہے۔“ (وقار الفتاویٰ جلد سوم)

### قسطوں کی ناجائز صورت

اس کی صورت یہ ہے کہ اگر مالک سے قیمت متعین کر کے کوئی چیز خریدی گئی تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اتنے روپے مالک کے خریدار کے ذمہ واجب ہیں اور خریدار اس چیز کا مالک ہو گیا، اب خریدار مالک کو یہ روپیہ نقد نہ دے بلکہ یہ کہے کہ میں قسطوں میں اس سے زیادہ ادا کر دوں گا تو اس صورت میں یہ زیادتی سود ہے اور حرام ہے۔ (ایضاً)

مثلاً اگر کسی شخص نے ایک کار پانچ لاکھ روپے میں خریدی، سود اہونے کے بعد خریدنے والے نے کار کو حاصل کر لیا اور اب اس پر پانچ لاکھ روپے مالک کو دینے لازم ہو گئے تو اب خریدنے کے بعد یہ رقم نقد دینے کی بجائے مالک کو کہے کہ یہ رقم میں

نقد ادا نہیں کروں گا، یا نہیں کر سکتا لہذا اس کی قیمت میں تمہیں قسطوں میں زیادہ کر کے ادا کروں گا، اب یہ قسطوں پر زیادہ رقم کا دینا سود اور حرام ہے۔

### قسطوں میں ناجائز شرائط

قسطوں پر اشیاء کا لینا دینا جائز تو ہے لیکن آج کل بینکاری نظام میں اور کچھ کارپوریشن والے قسطوں کے سامان پر ایسی شرطیں رکھتے ہیں جن کی وجہ سے قسطوں پر اشیاء کا لینا دینا ناجائز ہو جاتا ہے لہذا تمام مسلمان بھائیوں پر واجب ہے کہ اگر سامان کی خریداری میں درج ذیل شرائط میں سے کوئی شرط یا ان کے علاوہ کوئی اور ناجائز شرط پائی جائے تو ہرگز خریداری نہ کریں۔

(1) سامان کی نقد اور ادھار خریداری کی صورت میں الگ الگ قیمتیں بیان کیں؛ مگر کوئی ایک صورت طے کیے بغیر جدا ہو گئے یا ادھار کی صورت میں قیمت نقد کے مقابلے میں زیادہ بتائی مگر وہ زیادتی (Increase) بلا عوض (Without Exchange) یا مدت (Time) کے مقابلے میں بیان کی۔

(2) ایک یا چند یا تمام اقساط (Installments) کی وصولی پر سامان کی ادائیگی کی جائے گی۔

(3) عام طور پر عقد بیع (Sale Contract) کے مکمل ہونے کے باوجود دکاندار حضرات قانونی طور پر ہر چیز کو اپنی ہی ملکیت (Ownership) میں رکھتے ہیں اور خریدار کی ملکیت میں تمام یا اکثر قسطوں کی ادائیگی کے بعد منتقل کرتے ہیں۔

(4) بعض حضرات قسط کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے جرمانہ (Penalty) لگا دیتے ہیں۔

(5) بعض حضرات تمام ٹرمن (وہ رقم جو خریدار اور فروخت کرنے والے کے درمیان

کسی چیز کی قیمت کے طور پر طے ہوگئی ہو) کی ادائیگی طے شدہ وقت سے پہلے کیے جانے کی صورت میں مدت استعمال کے کرایہ کی ادائیگی کی شرط لگاتے ہیں۔

(6) بعض حضرات یہ شرط لگا دیتے ہیں کہ اگر مدت مقررہ سے پہلے پوری رقم ادا کر دی گئی تو طے شدہ قیمت میں کمی کر دی جائے گی۔

(7) بعض ادارے مثلاً بینک وغیرہ سے سامان لیا جاتا ہے تو وہ سامان کا انشورنس (Insurance) کروانے کے بعد حوالے کرتے ہیں اور پھر خریدار کو مدت مقررہ تک اس انشورنس کی اقساط ادا کرنی پڑتی ہیں۔

### بینک سے قسطوں پر گاڑی لینا

بینک سے قسطوں پر گاڑی وغیرہ کا لینا جائز نہیں ہے کیونکہ بینک کی قسطوں والی گاڑی میں مذکورہ بالا اسات شرائط میں سے اکثر پائی جاتی ہے جو کہ ناجائز و حرام ہیں۔

### سودی تعلیم دینا کیسا؟

سودی تعلیم اگر اس نیت سے دی اور لی جائے کہ اس نظام سے بچا جائے اور اسلامی قوانین کے مطابق بینکاری کی جائے تو یہ تعلیم دینا لینا جائز ہے کہ اس میں سودی بینکاری کو اس لیے سیکھا جا رہا ہے کہ اس سے بچا جائے نہ کہ عمل کیا جائے۔ راقم الحروف نے کالج میں پڑھنے والے ایک اسٹوڈنٹ سے رابطہ کیا تو اس نے بھی یہی بتایا کہ ہمیں سودی بینکاری کی تعلیم محض اس لیے دی جاتی ہے کہ ہم اس سے بچیں اور اسلامی نقطہ نظر کے مطابق کاروبار کریں، لیکن اگر اس سودی طریقہ کار کی تعلیم اس لیے دی جائے کہ اس کو دیکھ کر سودی بینکاری کو فروغ حاصل ہو تو یہ حرام ہے۔

## چالان سسٹم

ڈرائیونگ کرنے کے لیے ٹریفک کے کچھ قوانین مقرر ہوتے ہیں جو ان کی خلاف ورزی کرنے سے اس کو مالی جرمانہ کیا جاتا ہے جس کو ہمارے عرف میں ”چالان“ کہتے ہیں یہ جرمانہ ناجائز ہے کیونکہ مالی جرمانہ منسوخ ہو چکا اور منسوخ پر عمل کرنا حرام ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ”فتاویٰ رضویہ“ میں فرماتے ہیں کہ

”مالی جرمانہ منسوخ ہو گیا اور منسوخ پر عمل حرام ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ جلد 21)

## پگڑی کی شرعی حیثیت

”وقار الفتاویٰ“ میں ہے کہ پگڑی لینا حرام ہے اور مالک مکان کا رسید تبدیل کرنے کے نام پر کچھ فیصد لینا حرام مال میں شرکت کرنا ہے لہذا یہ بھی حرام ہے۔ حرام مال نہ اپنی ذات پر خرچ کیا جاسکتا ہے اور نہ دینی کاموں میں۔

پگڑی کے مکان و دکان کی خرید و فروخت کیوں منع ہے؟ اس کی علت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”بیع کے معنی ہیں: مال کو باہمی رضامندی کے ساتھ بدلنا، یعنی قیمت اور بیچ جانے والی چیز دونوں مال ہوں تو بیع درست ہوگی، پگڑی میں روپیہ جس کے بدلے دیا جاتا ہے وہ قبضہ ہے، یعنی کرایہ دار جس دکان یا مکان پر قبضہ ہے وہ اس کے قبضہ کو پگڑی لے کر یہ مکان یا دکان کسی کے حوالے کر دیتا ہے، وہ مکان یا دکان اسی کی ملکیت رہتی ہے صرف کرایہ دار بدل جاتا ہے، یعنی جو پہلے مالک تھا، ملکیت اب بھی اسی کی ہے صرف کرایہ دار بدل گیا ہے، یہ قبضہ کی بیع ہے اور شرعاً باطل ہے، اس لیے کہ مال کے بدلے مال نہیں دیا گیا، بیع باطل کا حکم یہ ہے کہ بیچنے والا قیمت کا مالک نہیں ہوتا، جو قیمت اس نے اس طرح کی بیع میں لی ہے، اگر خریدار کو

واپس نہ کی تو عمر بھر اس کا لوٹانا واجب رہے گا، یہ حرام مال ہے اور اس سے نفع اٹھانا بھی حرام ہے۔ (وقار الفتاویٰ جلد ۱)

### ایڈوانس لینے کا حکم

آج کل جو ایڈوانس رقم لی جاتی ہے وہ لوگوں کا اس شخص پر قرض ہے، جب وہ دکان چھوڑے گا تو لی ہوئی رقم نہیں واپس کرنا ہوگی۔

”وقار الفتاویٰ“ جلد دوم میں ہے کہ

”ایسا کر سکتے ہیں کہ کچھ روپیہ بطور ضمانت جمع کرائیں، اس شرط پر کہ جب دکان واپس کرو گے تو تمہیں یہ رقم واپس کر دی جائے گی، یہ جائز ہے۔“  
آگے لکھتے ہیں:

”ضمانت کے طور پر جو روپیہ جمع کیا، جب وہ بطور امانت نہ ہو تو عند الضرورت اس کو خرچ میں لا سکتے ہیں، لیکن کرایہ دار جب دکان خالی کرے گا تو ضمانت رکھی ہوئی رقم اس کو فوراً واپس کر دی جائے تو یہ جائز ہے۔“ (وقار الفتاویٰ جلد دوم)

### پیشگی (Advance) کرایہ یا فیس لینا

دکانوں کا کرایہ مہینہ شروع ہوتے ہی پیشگی (Advance) لے لیا جاتا ہے اور سکول و کالج وغیرہ میں فیس ایڈوانس لے لی جاتی ہے، یہ جائز ہے۔ (ایضاً)  
سودی کاروبار کرنے والی کمپنیوں سے شراکت

وہ ادارے اور کمپنیاں جو نفع اور نقصان کے نام سے کام کرتی ہیں، یہ سب سودی کاروبار ہے جو ناجائز و حرام ہے، اس لیے کہ وہ شرکت کا طریقہ بھی بتلاتے ہیں کہ اتنے فیصد نفع دیں گے، یہی سود ہے۔ شرکت کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ نقصان تمام روپے



والے کا ہوگا اور نفع میں دونوں طے شدہ حصے کے مطابق شریک ہوں گے۔

(وقار الفتاویٰ جلد سوم)

### شیرز کی خرید و فروخت کرنا کیسا؟

کسی کمپنی کے شیرز خریدنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے، اس کمپنی کے ایک حصہ کو خرید لیا ہے اور آپ اس حصہ کے مالک ہو گئے اور وہ کمپنی جو جائز و ناجائز کام کرے گی اس میں آپ بھی حصہ دار ہوں گے، جتنی کمپنیاں قائم ہوتی ہیں وہ اپنے شیرز (Shares) کے اعلان کے ساتھ مکمل تفصیلات بھی شائع کر دیتی ہیں کہ یہ کمپنی کتنے سرمایہ سے قائم کی جائے گی، اس میں غیر ملکی سرمایہ کتنا ہوگا اور ملکی قرضہ کتنا ہوگا اور کمپنی قائم کرنے والے اپنا سرمایہ کتنا لگائیں گے اور کتنے سرمایہ کے شیرز فروخت کیے جائیں گے، لہذا شیرز خریدنے والا اس سود کے لین دین میں شریک ہو جائے گا (جو کمپنی نے سود پر قرضہ لیا ہے اس میں اس کی بھی شرکت ہو جائے گی) تو جس طرح سود لینا حرام ہے اسی طرح سود دینا بھی حرام ہے تو وہ شیرز خریدنا بھی حرام ہے اس کے علاوہ شیرز مارکیٹ میں عام طور پر سٹہ ہوتا ہے جو جو ہے وہ بھی حرام ہے۔ موجودہ دور میں جو شیرز کا کاروبار ہو رہا ہے وہ محرمات (حرام کاموں) کا مجموعہ ہے ان میں ایسی کمپنیوں کا بھی شیرز فروخت ہو رہا ہے جن کا ابھی وجود بھی نہیں ہے، صرف پروگرام ہے اور بعض شیرز جو خریدے جاتے ہیں اور قبضہ کیے بغیر فروخت کر دیئے جاتے ہیں یہ بھی جائز نہیں ہے کیونکہ احادیث میں صراحتاً بغیر قبضہ کیے کسی چیز کو فروخت کرنے کی ممانعت ہے۔ (وقار الفتاویٰ جلد اول)

”الحمد لله رب العلمین علی کل احسانہ“

پیارے اسلامی بھائیو!

یہ سود اور محرمات کے بارے میں مختصر کتاب ہے، اگر کسی کو کسی مسئلہ یا کسی بات کی

سمجھ نہ آئے تو وہ علماء اہل سنت سے پوچھ لے یا کتب فقہ کا مطالعہ کرے، بالخصوص بہارِ شریعت کی دوسری جلد کا مطالعہ بہت ہی فائدہ مند ہے۔

آپ، کسی مسئلے کو اپنے مطابق نہ کریں بلکہ اپنے آپ کو مسئلے کے مطابق کر لیں، یہی کامیابی ہے۔ یہ سود کے موضوع پر کافی مواد ہے جس کو پڑھ کر آدمی سنبھل سکتا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ جس نے خود کو بچانا ہے، جس نے سود اور حرام کاموں کے سائے سے بھی بچنا ہے اس کے لیے قرآن پاک کی ایک آیت اور ایک حدیث کافی ہے اور جس کا بچنے کا ذہن نہیں ہے اس کے لیے دنیا کے تمام علوم کم ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے اور سود کی نحوست سے ہم سب کو بچائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم!

الحمد للہ! اللہ عزوجل کے کرم اور حضور اکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر بھرم سے بے کتاب لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ واللہ! میں اس قابل نہیں ہوں لیکن یہ ان کا کرم ہے۔

۔ اک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی

مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

یہ کتاب خود بھی پڑھئے اور دوسرے اسلامی بھائیوں تک بھی پہنچا پئے تاکہ لوگ گناہوں سے بچ سکیں اور مختیر حضرات کو چاہیے کہ اس کو فری لوگوں میں تقسیم کر کے صدقہ جاریہ کا عظیم ثواب حاصل کریں۔

یہ کتاب بیسیوں ضخیم کتب کے مطالعہ اور علماء کرام کے مشوروں کے بعد تالیف کی گئی، اگر آپ اس کتاب میں کوئی غلطی پائیں تو ضرور اطلاع کریں، اس کتاب کو لکھنے میں جید علماء و مفتیان کرام کثر ہم اللہ تعالیٰ نے کافی تعاون فرمایا، جس کی بدولت میں

ڈگمگانے سے بچ گیا۔ اگر آپ کو یہ کتاب پسند آئے تو ضرور اظہارِ خیال کیجئے گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو دونوں جہاں کی بھلائیاں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم!

محمد اسد جاوید قادری عطاری

موبائل: 0324-4416592

تجھ میں جب تک ہے ذوقِ خود بینی تیرا شوقِ نماز بے توقیر  
بھول جا اپنے آپ کو پہلے زیب دے گی زباں کو پھر تکبیر  
(شاہ عبداللطیف بھٹائی علیہ الرحمہ)



## کتابیات

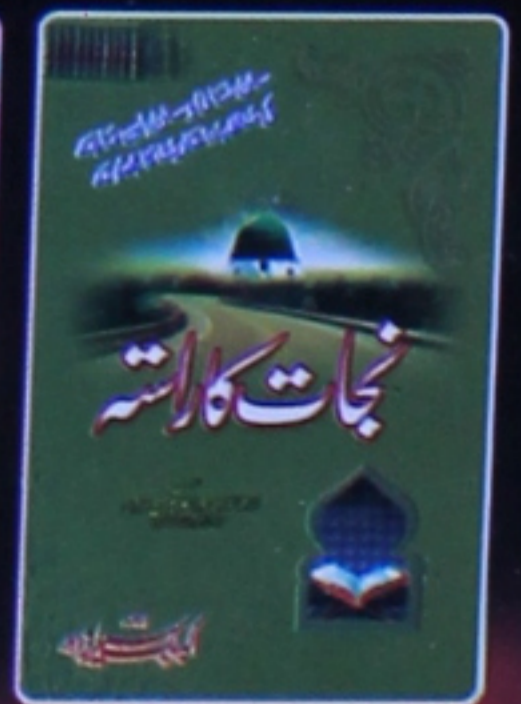
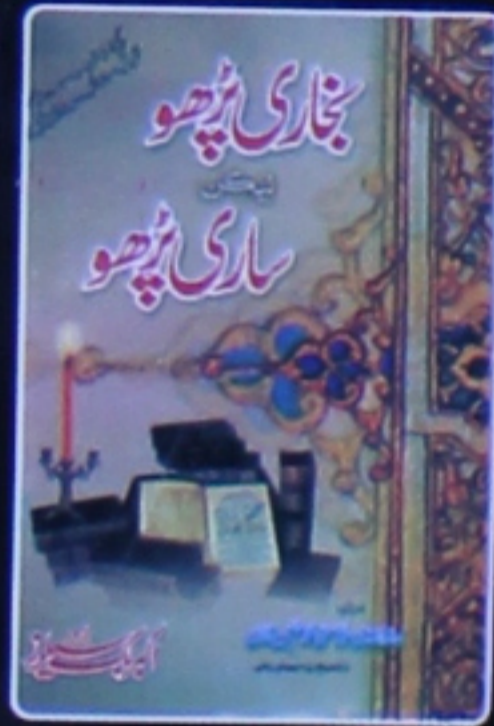
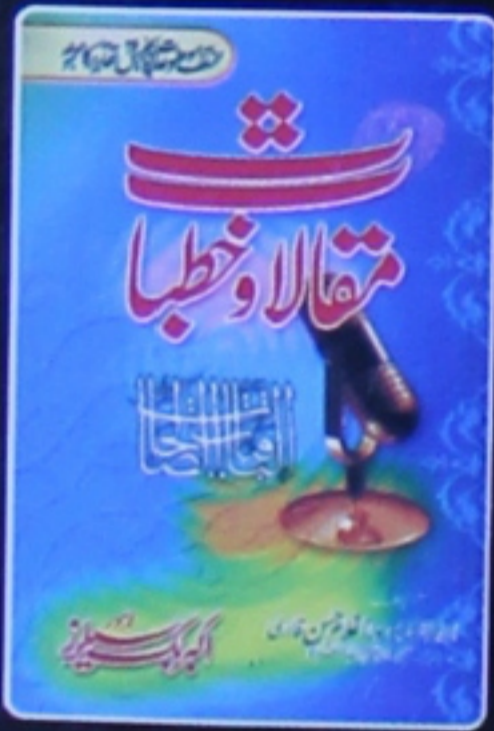
نمبر شمار	کتاب	مصنف / مؤلف
1	تفسیر روح البیان	علامہ اسماعیل حقی بروہی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
2	تفسیر درمنثور	امام جلال الدین سیوطی الشافعی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
3	تفسیر مظہری	علامہ ثناء اللہ پانی پتی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
4	تفسیر نعیمی	مفتی احمد یار خان نعیمی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
5	تفسیر ابن عباس (غنی الخبیر)	حضرت عبداللہ ابن عباس <small>رضی اللہ عنہما</small>
6	تفسیر خزائن العرفان	سید نعیم الدین مراد آبادی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
7	تفسیر نور العرفان	مفتی احمد یار خان نعیمی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
8	تفسیر تبیان القرآن	علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی
9	صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
10	جامع ترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
11	مسند امام اعظم	امام اعظم علیہ الرحمہ کی روایات
12	ابن ماجہ	امام محمد بن یزید قزوینی ابن ماجہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
13	مشکوٰۃ المصابیح	علامہ محمد بن عبداللہ التبریزی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
14	شرح صحیح مسلم	علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی
15	فیوض الباری	علامہ محمود احمد رضوی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>

- |  |    |                             |
|--|----|-----------------------------|
| مفتی احمد یار خان نعیمی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>      | 16 | مرآة المناجیح               |
| اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> | 17 | فتاویٰ رضویہ (جدید)         |
| علامہ نور اللہ نعیمی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>         | 18 | فتاویٰ نوریہ                |
| علامہ جلال الدین امجدی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>       | 19 | فتاویٰ فیض الرسول           |
| علامہ جلال الدین امجدی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>       | 20 | فتاویٰ فقیہ ملت             |
| مفتی وقار الدین قادری <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>        | 21 | وقار الفتاویٰ               |
| مفتی عبدالواجد قادری مدظلہ العالی                          | 22 | فتاویٰ یورپ                 |
| دارالافتاء اہل سنت (دعوتِ اسلامی)                          | 23 | فتاویٰ اہل سنت              |
| مفتی نیب الرحمن مدظلہ العالی                               | 24 | تفہیم المسائل               |
| مفتی محمد اکمل قادری مدظلہ العالی                          | 25 | رہمائے کامل                 |
| مفتی محمد امجد علی اعظمی قادری                             | 26 | بہار شریعت                  |
| مفتی اقتدار احمد نعیمی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>       | 27 | فتاویٰ نعیمیہ               |
| مفتی امجد علی اعظمی رضوی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>     | 28 | فتاویٰ امجدیہ               |
|  | 29 | حبیب الفتاویٰ               |
| مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان                        | 30 | ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت         |
| امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری مدظلہ العالی                | 31 | چندہ کے بارے سوال و جواب    |
| امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری مدظلہ العالی                | 32 | ملازمین کے لیے 21 مدنی پھول |
| المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)                             | 33 | فیضانِ زکوٰۃ                |
| مفتی احمد یار خان نعیمی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>      | 34 | اسلامی زندگی                |

- 35 کتاب التعریفات
- 36 مکاشفۃ القلوب امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ
- 37 تنبیہ الغافلین علامہ نصر بن محمد ابراہیم سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ
- 38 رسالہ قشیریہ امام ابو القاسم عبدالکریم قشیری رحمۃ اللہ علیہ
- 39 احیاء العلوم امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ
- 40 تذکرۃ الاولیاء شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ
- 41 بحر الدموع امام عبدالرحمن بن علی الجوزی رحمۃ اللہ علیہ
- 42 الزواجر عن اقتراف الکبائر امام احمد بن حجر المکی رحمۃ اللہ علیہ
- 43 المتمر الرانح فی ثواب العمل الصالح علامہ عبدالמוمن بن خلف دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ
- 44 منہاج العابدین امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ
- 45 تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ
- 46 انیس الارواح خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ
- 47 اسرار الاولیاء خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
- 48 کیمیائے سعادت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ
- 49 دلیل العارفین خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ
- 50 فیضان سنت قدیم امیر اہل سنت مولانا الیاس قادری مدظلہ العالی
- 51 اقوال اولیاء علامہ شریف نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
- 52 جہنم کے خطرات علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ
- 53 حضرت امام اعظم (علیہ الرحمہ) مولانا تراب الحق قادری مدظلہ العالی

علامہ ابن حجر عسقلانی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	54	انمول خزانہ
علامہ جلال الدین امجدی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	55	انوار الحدیث
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	56	حدائق بخشش
مولانا شیخ احمد معروف بہ ملا جیون <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	57	نور الانوار
امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	58	شرح الصدور





اکبر پبلشرز

Ph: 042 - 37352022 اردو بازار لاہور